وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ● اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو

نئے اضافوں اور ضمیمہ کے ساتھ

مرزا قادیانی کی

اوّلین تکفیر

اور تاریخی حقائق

چند شبہات، اشکالات اور غلط فہمیوں کا ازالہ

حافظ عبید اللہ

ورلڈ ختم نبوت فورم

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا
اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو

مرزا قادیانی کی

اوّلین تکفیر

اور تاریخی حقائق

چند شبہات، اشکالات اور غلط فہمیوں کا ازالہ

از قلم

حافظ عُبید اللہ

ورلڈ ختم نبوت فورم

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	آئینۂ ایام، مرزا قادیانی اور اس کا خاندان	7
2	مرزا قادیانی کا گمنامی کے پردے سے باہر نکلنا	8
3	مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ اور مجدد و مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ	8
4	اِس کتاب کا پس منظر	16
5	واقعہ کیا ہوا؟	21
6	اصل زیر بحث موضوع کیا ہے؟	25
7	ہفت روزہ "الاعتصام" کے مضمون نگار مولانا داود ارشد کا غصہ	26
8	آمدم برسر مطلب . ایک غلط فہمی اور دو مغالطوں کا ازالہ	34
9	مغالطہ نمبر 1	36
10	مغالطہ نمبر 2	37
11	مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی	39
12	مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بیانات	40
13	مولانا محمد حسین بٹالوی پر پروپیگنڈے سے متاثر ہو جانے کا الزام	52

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
14	علماء لدھیانہ (مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم) کا موقف	59
15	مرزا قادیانی کا لدھیانہ میں کھڑے ہو کر حقیقت کا اقرار	63
16	مولانا داود ارشد کا مسلکی تعصب سے مغلوب ہو کر نامناسب اسلوب	65
17	مولانا داود ارشد کی ایک خیانت	70
18	مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور علماء لدھیانہ سے بغض کا سبب	76
19	کیا علماء لدھیانہ نے اپنا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا؟	79
20	مولانا داود ارشد کے علماء لدھیانہ کی ذات اوران کے خاندان پر ناروا حملے	84
21	مولانا داود ارشد اپنے مرکزی گواہ "مرزا قادیانی" کی بات غور سے پڑھیں	90
22	ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش	91
23	خلط مبحث	96
24	جواب ترکی بہ ترکی	99
25	مولانا بٹالوی مرحوم کی عبارات اور مولانا داود ارشد کی بے بسی	107
26	اُس زمانہ میں "غیر مقلد" یا "لامذہب" کا مفہوم کیا تھا؟	113
27	کتاب "رئیس قادیان" کا حوالہ	118
28	مولانا داود ارشد صاحب کی ایک اور خیانت	119
29	مولانا داود ارشد کی ایک بار پھر اصل مبحث سے توجہ ہٹانے کی کوشش	122
30	مولانا داود ارشد کی ایک اور غلط فہمی اور اس کا ازالہ	125
31	مولانا داود ارشد کا اقرار بھی اور انکار بھی	128

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
32	مولانا داود ارشد صاحب! خوف خدا کریں	130
33	مکتب اہل حدیث سے کیسی عداوت؟	132
34	چند بزرگان دین کی فراست ایمانی اور مولانا داود ارشد کا مغالطہ	133
35	مولانا داود ارشد صاحب! ایک نظر اِدھر بھی	139
36	مولانا داود ارشد کی بے بسی	148
37	مولانا داود ارشد کا ایک نیا انکشاف	149
38	مولانا داود ارشد کا ایک اور مغالطہ	153
39	مولانا داود ارشد کا ایک غلط ادراک اور ایک دھوکہ	156
40	مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ کب شائع ہوا تھا؟	159
41	مولانا داود ارشد صاحب! آپ کسے بے وقوف بنا رہے ہیں؟	161
42	مولانا داود ارشد صاحب اپنے مؤرخ صاحب کی بھی پڑھ لیں	168
43	ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور!	173
44	عذر گناہ، بدتر از گناہ	178
45	مولانا داود ارشد کی ایک ہی سانس میں متعدد غلط بیانیاں	185
46	دارالدعوۃ السّلفیہ کی غلطی یا سَہو؟	191
47	"اشاعۃ السنۃ" کے شماروں سے متعلق ایک ضروری تنبیہ	197
48	پسِ نوشت نوٹ	202
49	پھر وہی پرانی باتیں، پھر وہی پرانے افسانے	203

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
50	کیا مرزا قادیانی سچا ہے اور علماء لدھیانہ جھوٹے ہیں؟	208
51	مرزا قادیانی کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ سب سے پہلے کس نے دیا؟	213
52	مولانا داود ارشد کی ایک اور زیادتی	216
53	مولانا داود ارشد کے اسلاف پر کس نے الزام لگایا؟	219
54	آخری بات	221
55	ضمیمہ ۔ نئی کتاب " قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر" پر تبصرہ	225

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے اور دوران مطالعہ یہ باتیں ذہن میں رکھیں

اس مضمون کا مقصد کسی فرد یا مسلمانوں کے کسی مسلک یا مکتب فکر کو نیچا دکھانا یا اس کی توہین و تنقیص ہرگز نہیں، بلکہ مقصد صرف اور صرف تاریخی حقائق و واقعات کی اصل ترتیب درست کرنا ہے اور یہ تاریخ کا حق ہے کہ کوئی ایسی بات جو واقعی ظہور میں آئی ہو اس کے ریکارڈ سے اوجھل نہ رکھی جائے، اس لئے ہم پہلے ہی یہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ جن حضرات نے چاہے ان کا تعلق مسلمانوں کے کسی بھی مسلک یا مکتب فکر سے ہو، کسی بھی قسم یا کسی بھی طریقے سے فتنۂ قادیانیت کو للکارا یا اس کا مقابلہ کیا وہ سب لوگ قابل قدر ہیں، ان میں سے کوئی کسی سے پیچھے نہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء عن جمیع المسلمین۔
اسی طرح ممکن ہے کچھ حضرات کو میری اس تحریر سے یہ غلط فہمی ہو کہ میں ردّ قادیانیت میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی جدوجہد اور خدمات کا معترف نہیں ہوں، یا میں نے ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے، تو اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، میں نے تو اپنے اس مضمون کا زیادہ تر مواد مولانا بٹالوی کے پرچے "اشاعۃ السنۃ" ہی سے لیا ہے، یا یوں کہہ لیں کہ تاریخی واقعات کی ترتیب کو درست کرنے کے لئے میرے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ ہی ہیں۔
میں نے کوشش کی ہے کہ انداز تحریر تحقیقی اور علمی ہو، تاہم اگر کسی کو میرے اس مضمون میں کہیں کوئی ایسا لفظ نظر آئے جسے وہ "سخت" خیال کرے تو وہ مجبوراً جوابی کاروائی کے طور پر لکھا گیا ہے یا آپ اسے "الزامی جواب" بھی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ یہ ایک جوابی مضمون ہے۔ (حافظ عُبید اللہ)

آئینۂ ایام، مرزا قادیانی اور اس کا خاندان

قادیانی مذہب ہندوستان کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک قصبے ''قادیان'' میں انیسویں صدی عیسوی کے دوسرے حصہ میں معرض وجود میں آیا، اس مذہب کے بانی کا نام ''مرزا غلام احمد قادیانی'' تھا جو سنہ 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا اور مورخہ 26 مئی سنہ 1908ء کو بمقام لاہور اس دنیا سے کوچ کر گیا، مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کے بارے میں خود یوں لکھا ہے :

> ''میری پیدائش سنہ 1839ء یا سنہ 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے، اور میں سنہ 1857ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا''۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 177 حاشیہ)

مرزا قادیانی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو غاصب انگریز کا وفادار اور ٹوڈی تھا، انگریزی حکومت کو اپنے خاندان اور اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے مرزا لکھتا ہے :۔

> ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریز کی امداد میں دیے تھے۔۔۔''۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 4، نیز تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحات 270، 271)

مرزا قادیانی کا گمنامی کے پردے سے باہر نکلنا

سنہ 1839ء یا 1840ء میں اپنی پیدائش سے لے کر سنہ 1880ء تک مرزا غلام احمد قادیانی گمنامی کے پردے میں رہا، پھر اس نے مشہور ہونے کا منصوبہ یوں بنایا کہ ایک اشتہار جاری کر دیا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی عظیم الشان کتاب لکھنے جا رہا ہے جس میں تین سَو لاجواب دلائل ہوں گے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس کتاب کو خریدنے کے لئے پیشگی قیمت جمع کروائیں، وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس وقت تک وہ ایک غیر معروف شخص تھا، چنانچہ لکھتا ہے :۔

”واضح ہو کہ براہین احمدیہ میری تالیفات میں سے وہ کتاب ہے جو 1880 عیسوی میں یعنی 1297 ہجری میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں جیسا کہ خود کتاب سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک ایسی گمنامی کی حالت میں تھا کہ بہت کم لوگ ہوں گے جو میرے وجود سے بھی واقف ہوں گے، غرض اس زمانے میں میں اکیلا انسان تھا جس کے ساتھ کسی دوسرے کو کچھ تعلق نہ تھا اور میری زندگی ایک گوشۂ تنہائی میں گذرتی تھی“۔

(نصرۃ الحق مع براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 65)

مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ اور مجدد و مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی کا سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویسی اور مناظرہ بازی کے بعد سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ ”براہین احمدیہ“ نامی کتاب ہے، کتاب کا مختصر تعارف اس کے پہلے حصے کے ٹائٹل پر کتاب کے نام کے نیچے یوں لکھا ہے :۔

”جس کو فخرِ اہل پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع

گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ دس ہزار روپیہ شائع کیا"۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 1)

قادیان کے اس "رئیس اعظم" نے کتاب کی طباعت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے اپیلیں شائع کیں، اور چندہ کی اپیل کرتے ہوئے اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جزو سے کچھ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائے گی"۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 2)

لیکن مرزا کی پوری زندگی میں اس کتاب کی صرف ساڑھے چار جلدیں ہی دنیا کے سامنے آسکیں بلکہ آخری حصہ تو مرزا کی موت کے بعد اکتوبر 1908ء میں شائع ہوا، اور اس وقت تک خود باقرارِ مرزا قادیانی بہت سے وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کی پوری قیمت ادا کی تھی کتاب کے مکمل ہونے کا انتظار کرتے کرتے دنیا سے جا چکے تھے، چنانچہ مرزا نے لکھا:۔

"بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے"۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 3)

یہ سنہ 1880ء کی بات ہے جب براہین احمدیہ نامی اس کتاب کا پہلا اور دوسرا

حصہ شائع ہوا، سنہ 1882ء میں اس کتاب کی تیسری جلد شائع ہوئی، اور پھر 1884ء میں اس کی چوتھی جلد شائع ہوئی، یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا نے اپنی کتاب کے بارے ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا جس مضمون تھا کہ:

"کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہَم و مامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 27، دوجلدوالا ایڈیشن/ برکات الدعاء، رخ 6 صفحہ 38)

الغرض! 1880ء سے 1884ء تک مرزا نے براہین کی چار جلدیں شائع کیں، ان چاروں جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، گویا فی جلد 168 صفحات ہوئے، چار سالوں میں مرزا قادیانی کی یہ کاوش سامنے آئی، جبکہ مرزا نے وعدہ کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بڑھ جائے گی (جس کے صفحات تقریباً 4800 ہونے تھے جیسا کہ مرزا نے اپنے ایک اشتہار میں صاف لکھا ہے، دیکھیں: برکات الدعاء، رخ6، صفحہ 38 تا 40 اور پھر ان صفحات کا انگریزی ترجمہ) لیکن چار جلدیں لکھنے کے بعد براہین احمدیہ شائع کرنے کا سلسلہ نا معلوم وجوہات کی بنا پر بند کردیا، جی ہاں شائع کرنے کا سلسلہ بند کیا کیونکہ بقول مرزا بشیر احمد ایم اے ولد مرزا غلام احمد قادیانی جب اس کے باپ نے 1879ء میں پہلی بار اس کتاب کے متعلق اعلان کیا تھا تو اس وقت وہ پوری کتاب تصنیف کر چکا تھا اور کتاب کا حجم تقریباً دو اڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ چکا تھا (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول صفحات 99و100) وہ باقی تصنیف کہاں گئی؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔

اس کے تقریباً 20 سال بعد 1905ء میں مرزا نے ایک اور عجوبہ دکھایا، ایک کتاب لکھنا شروع کی جس کا نام "نصرۃ الحق" بتایا، جب اس کے 72 صفحات لکھ چکا تو نہ جانے ایک دم کیا خیال آیا کہ صفحہ نمبر 73 سے اس کا نام "براہین احمدیہ حصہ پنجم" لکھنا

شروع کر دیا، آج بھی روحانی خزائن نامی مجموعے کی جلد 21 میں یہ عجوبہ دیکھا جاسکتا ہے، صفحہ 72 تک صفحات کے سرورق پر کتاب کا نام ''نصرۃ الحق'' لکھا ہوا ہے اور صفحہ 73 سے نام بدل کر ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' لکھا ہے، اور یہی نہیں پھر دوبارہ صفحہ 411 سے اس کا نام ''خاتمہ نصرۃ الحق'' لکھا ہے، اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا یہ کتاب مرزا کے مرنے کے بعد اکتوبر 1908ء میں شائع ہوئی۔ جبکہ مئی 1892ء میں خود مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا نام ''ضرورت قرآن'' بھی تجویز کر چکا تھا (دیکھیں : مرزا کا اشتہار، نشان آسمانی، رخ 4، صفحہ 407) اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ساڑھے چار جلدیں لکھیں کیونکہ پانچویں جلد دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔

بہر حال اس پانچویں جلد (نصرۃ الحق اور براہین حصہ پنجم دونوں کے) کل صفحات 428 ہیں، اور سابقہ چاروں جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، یہ سب ملا کر 1101 بنتے ہیں، لیکن جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا مرزا نے اشتہار شائع کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بھی بڑی ہوگی (بلکہ برکات الدعاء میں یہ لکھا کہ اس کے تین سو جزو ہونگے اور اس کے صفحات تقریباً 4800 ہوں گے۔ حوالہ پہلے گذرا)، نیز مرزا کا بیٹا مؤلف سیرۃ المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ اس کتاب کے پہلے اعلان کے وقت اس کتاب کا مسودہ دو اڑھائی ہزار صفحات تک لکھا جا چکا تھا، اور ان صفحات میں اسلام کی صداقت کے تین سو دلائل لکھے تھے، لیکن مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول طبع جدید، صفحہ 99 تا 100).

جس زمانہ میں مرزا براہین احمدیہ شائع کر رہا تھا، اس وقت تک بہت سے لوگوں کو یہ خوش فہمی تھی کہ مرزا قادیانی ایک "مناظر اسلام" ہے اور وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت

کرنے کے لیے عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ سے بحث مباحثے بھی کرتا رہتا ہے، نیز مرزا قادیانی نے اس کتاب "براہین احمدیہ" کا اعلان جس انداز سے کیا تھا اس سے بھی بہت سے مسلمانوں کو غلطی فہمی ہوئی کہ یہ کتاب واقعی منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، لہذا اکثر لوگوں کے وہم وخیال میں نہ تھا یہ کتاب مرزا قادیانی کے گمراہ کن اور کفریہ دعووں کی پہلی اینٹ ہے، لیکن اس وقت کے بعض علماء نے یہ بات بھانپ لی، مثال کے طور پر مرزا قادیانی نے اپنی اس کتاب "براہین احمدیہ" کا ایک پیکٹ معروف اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی بھیجا تھا، جو نواب صاحب نے پھاڑ کر واپس کردیا چنانچہ "تاریخ احمدیت" کا قادیانی مصنف دوست محمد شاہد لکھتا ہے :

> "انہوں نے براہین احمدیہ کا پیکٹ وصول کرنے کے بعد اسے چاک کرکے آپ کو واپس کردیا (حافظ حامد علی صاحب کا بیان ہے کہ) جب کتاب واپس آئی تو اس وقت حضرت اقدس (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) اپنے مکان میں چہل قدمی کررہے تھے، کتاب کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ پھٹی ہوئی ہے اور نہایت بری طرح اس کو خراب کیا گیا ہے حضور کا چہرہ مبارک متغیر اور غصہ سے سرخ ہوگیا، عمر بھر میں حضور کو ایسے غصے کی حالت میں نہیں دیکھا گیا..."

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 188)

اسی طرح لدھیانہ کے تین علماء (جو آپس میں بھائی تھے) مولانا محمد، مولانا عبد اللہ اور مولانا عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہم) نے بھی بھانپ لیا کہ مرزا قادیانی کی اس کتاب میں ایسی باتیں ہیں جو گمراہ کن اور کفریہ ہیں، چنانچہ لدھیانہ کے ان تین علماء نے اہل اسلام میں

علی الاعلان اس بات کا اظہار کرنا شروع کیا کہ براہین احمدیہ کا مصنف مرزا قادیانی کافر ہے اور انہوں نے اپنے فتوے کے حق میں دوسرے علماء سے بھی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی.

انہی دنوں اُس وقت کے معروف عالم مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق میں ایک مفصل تبصرہ (ریویو) لکھا اور اپنے مجلہ "اشاعۃ السنۃ" کی جلد 7 کے نمبرز 6، 7، 9، 10 اور 11 اس تائیدی ریویو کے لئے مخصوص کیے، اور مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے والے ان لدھیانوی علماء کا نام لے کر ان پر سخت تنقید کی، نیز اس وقت تک جو کچھ اعتراضات مرزا کی اس کتاب پر ہوئے تھے ان کا تفصیل کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کی.

اسی دوران مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے "براہین احمدیہ" کے رد میں پہلے اردو زبان میں "تحقیقات دستگیریہ فی رد ھفوات براھینیہ" اور پھر اس کا عربی ترجمہ "رجم الشیاطین بردّ اغلوطات البراھین" کے نام سے مرتب کرکے 1303ھ (1886ء/1887ء) میں حرمین شریفین بھیج کر عرب وعجم کے علماء سے اس پر فتویٰ لیا، مولانا قصوری کے بقول انہیں یہ فتویٰ 1305ھ میں موصول ہوا تو انہوں نے امرتسر جا کر مرزا قادیانی کے دوستوں کو دکھایا اور ان کی معرفت مرزا قادیانی کو بلوایا کہ وہ خود آکر یہ فتویٰ دیکھ لے تو اسے شائع نہ کیا جائے لیکن مرزا نہ آیا، مولانا کا بیان ہے کہ انہوں نے اس لئے یہ فتویٰ شائع کرنے میں جلدی نہ کی کہ شاید مرزا توبہ کرلے، اس رسالہ میں مولانا قصوری نے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر بھی سخت تنقید کی کہ انہوں نے مرزا کی اس کتاب کی تائید کیوں کی ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قصوری نے یہ

رسالہ مولانا بٹالوی کے ریویو کے شائع ہونے کے بعد لکھا تھا)، الغرض علماء کے فتاویٰ (تقاریظ کی صورت میں) آجانے کے بعد مولانا قصوری، مرزا قادیانی کو توبہ کے لیے مباحثہ، مناظرہ اور مباہلہ کی طرف بلاتے رہے، مولانا قصوری کے اس رسالہ کی باقاعدہ اشاعت، صفر 1312ھ میں ہی ہوسکی، اور چونکہ اس وقت تک مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا بھی مرزا کے بارے میں حسن ظن ختم ہوچکا تھا اور وہ بھی اس کے خلاف فتوائے کفر جاری کرچکے تھے تو مولانا قصوری نے اپنی کتاب کے اشاعت کے وقت حاشیہ میں لکھ دیا کہ:

> "چونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اب مرزا صاحب کی تائید چھوڑ دی بلکہ ان کی تکفیر پر کمر باندھ لی ہے تو اب رسالہ رجم الشیاطین میں جو ان کی تردید تھی اب وہ اس سے بری ہیں..."

(رجم الشیاطین بردّ اغلوطات البراھین، صفحہ 71 حاشیہ، طبع اول)

اس کے بعد سنہ 1891ء کی ابتداء میں مرزا قادیانی نے پہلے ایک رسالہ "فتح اسلام" شائع کیا، بعد ازاں "توضیح مرام" اور پھر "ازالہ اوہام" شائع کردی، ان کتابوں میں مرزا نے کھل کھلا کر وہ دعوے کردیے جو براہین احمدیہ میں صرف الہامات کے پردے میں کیے تھے، اس پر شور اٹھا اور جو لوگ اب تک مرزا کے بارے میں حسن ظن کا شکار تھے ان کے کان بھی کھڑے ہوگئے اور مرزا سے سوال و جواب ہونے لگے، جواب میں مرزا نے بھی علماء اسلام کو مباحثے کی دعوت پر مشتمل اشتہارات جاری کرنے شروع کردیے، اسی سلسلہ کا ایک اشتہار 26 مارچ 1891ء کو اور پھر دوسرا اشتہار 3 مئی 1891ء کو جاری کیا، چونکہ مرزا نے دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ لدھیانہ کے ان علماء کو بھی مباحثے کی دعوت دی تھی جنہوں نے 1884ء میں اس کی تکفیر کردی تھی اور اب بھی لدھیانہ میں وہی اس کی مخالفت میں پیش پیش تھے، تو جواب میں 8 یا 9 مئی 1891ء کو ان علماء لدھیانہ

نے بھی مرزا کے خلاف اشتہار شائع کیا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بات بھی لکھی کہ ہم نے تو مرزا کے کافر ہونے کا فتویٰ 1301ھ (1884ء) میں ہی جاری کر دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے کہ مرزا اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں ہیں، لہٰذا ہم مرزا کے ساتھ مباحثہ اس شرط پر کریں گے کہ پہلے وہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔

اسی دوران مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا کے ساتھ پہلے خط و کتابت شروع کی اور اس کے دعووں کے متعلق اس سے وضاحتیں طلب کیں، پھر 20 تا 31 جولائی 1891ء اس کے ساتھ لدھیانہ میں ایک تحریری مباحثہ کیا جو "مباحثہ لدھیانہ" کے نام سے مشہور ہے، اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتابوں (فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام) کی عبارات لے کر ایک استفتاء مرتب کیا جو میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کی خدمت میں پیش کیا گیا، میاں صاحب نے اس پر ایک تفصیلی فتویٰ جاری کیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے۔

اس فتوے کو لے کر مولانا بٹالوی مرحوم نے ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا اور بہت سے علماء سے اس فتوے پر تائیدی دستخط حاصل کرنے کے بعد 1892ء کی ابتداء میں یہ فتویٰ اپنے رسالہ "اشاعۃ السنۃ" میں شائع کر دیا۔

یوں 1884ء میں علماء لدھیانہ کی طرف سے کی گئی مرزا کی تکفیر کے ساتھ اختلاف کرنے والے بھی مرزا کی تکفیر پر متفق ہو گئے۔

یہاں تک تاریخی واقعات کا تسلسل مختصر طور پر بیان کیا گیا، اب آگے پڑھیں۔

❀❀❀

اِس کتاب کا پس منظر

ستمبر 2020ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سلسلۂ مطبوعات "محاسبۂ قادیانیت" کی تین جلدیں (9 تا 11) شائع ہوئیں، ان تینوں جلدوں کی مجموعی ضخامت تقریباً 1850 صفحات ہے ان تینوں جلدوں میں مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم (1840ء—1920ء) کے قلم سے نکلے ردّ قادیانیت پر شائع شدہ 47 کے قریب مضامین وعناوین کو سمودیا گیا ہے جس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عام طور پر اور اس سلسلہ کے مرتب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ﷾ خاص طور پر تحسین کے مستحق ہیں کہ مرزا قادیانی کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے ہم عصر علماء اسلام میں سے فتنۂ قادیانیت کے خلاف مورچہ قائم کرنے والے ایک اہم سپاہی کی تحریروں کو یکجا کردیا **فجزاهم الله احسن الجزاء**.

اس سے پہلے مجلس تحفظ ختم نبوت "احتساب قادیانیت" کے عنوان سے ساٹھ جلدوں پر مشتمل ایک سلسلہ شائع کرچکی ہے جس میں بلا تفریق مسلک و مکتب فکر "ردّ قادیانیت" پر پچھلی ایک صدی سے زیادہ کے عرصہ کے دوران لکھا گیا لٹریچر جمع کردیا گیا ہے، اور اب یہ سلسلہ "محاسبۂ قادیانیت" کے نام سے جاری وساری ہے جس کی اس وقت تک 11 جلدیں آچکی ہیں.

اس لئے ہم ابتداء میں یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے ذمہ داران "تحفظ ختم نبوت" کے لئے خدمات انجام دینے والے مسلمانوں کے کسی بھی مسلک یا مکتب فکر سے نہ ہی تعصب رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی مسلک کو بدنام کرنے کا سوچ سکتے ہیں، اس کی سب سے بڑی دلیل جیسا کہ بیان ہوا "احتساب قادیانیت" اور "محاسبۂ قادیانیت" جیسے سلسلے ہیں، ان سلسلوں میں بلاتفریق، ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کی

تحریرات کو شائع کیا گیا اور کہیں بھی یہ تاثر نہیں دیا گیا کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر اصل خدمات تو فلاں مسلک کے علماء ہی کی ہیں اور دوسرے مسالک کے لوگ تو بس ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، بلکہ مجلس نے "ردّ قادیانیت" پر لکھی غیر مسلموں کی تحریریں تک شائع کی ہیں، جب کہ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج ایک صاحب کی طرف سے یہ الزام لگادیا گیا کہ "ان کے مسلک کو بدنام کرنے کی ناروا کوشش کی گئی ہے" (ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور، 20 تا 26 نومبر 2020 صفحہ 12) لیکن ان صاحب کو یہ نظر نہیں آیا کہ وہ جس کتاب کے "دیباچہ" پر اپنے غصہ کا اظہار فرما رہے ہیں اس کی تین جلدیں انہی کے مسلک کے ایک عالم کی تحریرات پر مشتمل ہیں، کیا کسی مسلک کو بدنام کرنے والا اسی مسلک کے علماء کی تحریرات کو یوں شائع کیا کرتا ہے؟

ہفت روزہ "الاعتصام" کے مضمون نگار نے خود اس بات کا ذکر بھی ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے کہ :

"... مولانا اللہ وسایا صاحب نے قادیانیت کے رد پر علمائے امت کی کتب کے دو سلسلے شائع کیے ہیں : (1) احتساب قادیانیت (2) اور محاسبۂ قادیانیت...."

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 10)

لیکن پھر نہ جانے کس مقصد کے تحت مولانا اللہ وسایا صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ کیا انہوں نے جو مختلف مسالک کے لوگوں کی تحریرات شائع کی ہیں، وہ ان کے ایک ایک لفظ سے متفق ہیں؟ پھر یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ آپ نے تو "محاسبۂ قادیانیت" کی دوسری جلد میں عیسائی پادریوں کی کتب بھی شائع کی ہیں۔

ہمیں پہلے تو یہ سمجھنے میں مشکل پیش آئی کہ آخر موصوف یہ سوال اٹھا کر کہنا کیا

چاہتے ہیں؟ لیکن جب آگے آنجناب کی یہ عبارت پڑھی تو ہمیں سب کچھ سمجھ آ گیا، لکھتے ہیں :

> " ہم قطعاً نہیں کہتے کہ براہین احمدیہ میں غلطیاں نہیں ہیں، اور یقیناً ایسی ایسی فاش غلطیاں ہیں کہ جو کسی صاحب علم کی تصنیف میں نہیں ہوتیں، بلا شبہ کتاب میں کئی باتیں گمراہ کن اور اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہیں، لیکن لدھیانہ کے مفتی شاہ دین صاحب، مولوی نور احمد صاحب، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود حسن، مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہم اس کا کفر تسلیم نہیں کرتے، ان ناموں کی تفصیل فتاویٰ قادریہ میں ہے، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے بھی اشاعۃ السنۃ میں لکھا ہے کہ : دہلی، دیوبند اور گنگوہ کا کوئی عالم دین ان کے فتوائے کفر سے متفق نہ ہوا تھا".

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020 صفحہ 11)

قارئین محترم! مولانا محمد داود ارشد کے قلم سے نکلے اس اقتباس کو غور سے پڑھیں، کہتے ہیں کہ سچ کو آپ جتنا بھی چھپانے کی کوشش کریں وہ آخر کار ظاہر ہو کر رہتا ہے، موصوف دراصل مرزا قادیانی کی کتاب " براہین احمدیہ " کا دفاع کرتے ہوئے یہ بتا رہے ہیں کہ اگرچہ اس کتاب میں بہت سی باتیں " گمراہ کن اور اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں " لیکن وہ کتاب ایسی نہیں کہ جس کی وجہ سے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے، اور پھر اپنی بات کو تقویت دینے کے لئے کچھ حضرات کا نام لیا کہ انہوں نے براہین احمدیہ کی وجہ سے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی تھی۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا سوال یہ تھا کہ : " کس کس عالم نے مرزا کی تکفیر کی تھی اور کس نے نہیں کی تھی؟ ".

ہرگز نہیں، بلکہ سوال یہ تھا کہ وہ کون تھے جنہوں نے مرزا کی کتاب " براہین

احمدیہ" کو مشتمل بر کفریات سمجھتے ہوئے مرزا کی تکفیر کی تھی. تکفیر کیوں کی تھی؟ براہین احمدیہ میں کیا کیا کفریات ہیں؟ علماء لدھیانہ کے اس فتویٰ کے ساتھ کون متفق تھا اور کون نہیں تھا؟ یہ سرے سے زیر بحث ہی نہیں، زیر بحث جو ہے وہ یہیں مولانا داود ارشد کے قلم سے اللہ نے لکھوا دیا اور وہ خود مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا یہ حوالہ نقل کر بیٹھے کہ :

"مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے بھی اشاعۃ السنۃ میں لکھا ہے کہ : دہلی، دیوبند اور گنگوہ کا کوئی عالم دین ان کے فتوائے کفر سے متفق نہ ہوا تھا".

کیا "الاعتصام" کے مضمون نگار یہ بتائیں گے کہ مولانا بٹالوی مرحوم یہاں کن لوگوں کے "فتوائے کفر" کا ذکر کر رہے ہیں جن کے "فتوائے کفر" سے مولانا بٹالوی کے بقول اس وقت کوئی متفق نہ ہوا تھا؟؟ بس ہماری دلیل مولانا بٹالوی کی اسی تحریر میں ہے کہ جن کی طرف مولانا بٹالوی مرحوم نے اشارہ کیا ہے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف "فتوائے کفر" دینے والے وہی تھے.

اسی طرح مولانا داود ارشد نے خود لکھا ہے :

"...لدھیانوی حضرات نے تو (مرزا کو. ناقل) اس وقت کافر کہا جب مرزا اشاعت براہین (حصہ چہارم) کے بعد لدھیانہ گیا تھا".

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 17)

یہ ہے وہ تاریخی حقیقت جو کچھ لوگوں کو نہ جانے کیوں ہضم نہیں ہوتی، جب خود مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات یہ بتاتی ہیں کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی پر "فتوائے کفر" لدھیانہ کے ان علماء نے دیا تھا، اور آپ خود بھی اس کا اقرار کرتے ہیں تو پہلے اس حقیقت کو تسلیم کریں، اس کے بعد چاہے آپ ہزاروں ورق اس پر سیاہ کریں کہ ان کا فتویٰ

درست تھا یا نہیں؟ کن وجوہ کی بنیاد پر انہوں نے یہ فتویٰ دیا؟ براہین احمدیہ میں "کفریات" پائی جاتی تھیں یا نہیں؟

پھر خود مولانا محمد داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی قسط نمبر 2 میں زیر عنوان "اصولی مباحث" لکھا ہے :

" ثانیاً : انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی ذات سے نہ کلی اتفاق کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی کتاب کے ایک ایک حرف سے انسان متفق ہوسکتا ہے...."

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 10)

تو ہمارا سوال ہے کہ کیا دنیا کے ہر مفتی کا کسی دوسرے مفتی کے فتویٰ کے ساتھ اتفاق ضروری ہے؟ اور اگر کوئی عالم کسی مسئلہ میں اپنے علم اور معلومات کے مطابق ایک فتویٰ صادر کرے اور کچھ دوسرے عالم اس کے اس فتوے سے اتفاق نہ کریں تو کیا یہ کہا جائے گا کہ "اس پہلے عالم نے فتویٰ صادر ہی نہیں کیا تھا"؟ یا بفرض محال، اگر ایک منٹ کے لیے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ "براہین احمدیہ" میں صریح طور پر کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس کی بنیاد پر مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا جاسکتا تھا تو پھر بھی کیا یہ حقیقت تبدیل ہوجائے گی کہ "لدھیانہ کے علماء نے مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دیا تھا"؟

نوٹ : ہم آگے ذکر کریں گے کہ ایک وقت آیا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے خود "براہین احمدیہ" کو ان کتابوں میں شامل کیا ہے جو "مجموعہ کفریات" ہیں.

❀❀❀

واقعہ کیا ہوا؟

واقعہ کچھ یوں ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریرات پر مشتمل تین جلدوں میں سے پہلی جلد (جو کہ "محاسبۂ قادیانیت" کی نویں جلد ہے) کے دیباچے میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے صرف ریکارڈ کی درستگی کے لئے چند باتیں لکھی تھیں جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے :

1) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سنہ 2005 میں "فتاویٰ ختم نبوت" تین جلدوں میں شائع ہوئے، اس میں تمام مکاتب فکر کے فتاویٰ جات کو جمع کیا گیا، اس کی دوسری جلد میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا شائع کیا گیا فتویٰ بھی شامل کیا گیا (دیکھیں: فتاوی ختم نبوت، جلد 2 صفحات 93 تا 176) یہ فتویٰ مولانا بٹالوی مرحوم نے سنہ 1891ء میں بعنوان "فتوائے علماء پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان" شائع کیا تھا (جو اشاعۃ السنۃ جلد 13 کے چھ نمبروں 4، 5، 6، 7 اور 11، 12 میں چھپا)، مولانا بٹالوی مرحوم کے اسی فتوے کو ستمبر 1986ء میں دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور نے دوبارہ شائع کیا تھا، تو "فتاویٰ ختم نبوت" کے مرتبین نے اسی ادارہ کے شائع شدہ فتوے کو نقل کر دیا اور کسی کا دھیان بھی اس طرف نہ گیا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے اصل شائع شدہ فتویٰ کا کچھ حصہ اس نئی طبع میں موجود نہیں۔

2) اب "محاسبۂ قادیانیت" کے مرتب مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ مجلس نے "فتاویٰ ختم نبوت" کی دوسری جلد میں جو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا فتویٰ شائع کیا تھا وہ مکمل نہیں تھا بلکہ اس کے آخر سے تقریباً ڈیڑھ صفحہ غائب ہے، تو مولانا نے تحقیق معاملہ کے لئے "اشاعۃ السنۃ" کی متعلقہ فائل نکلوائی اور جب اسے ادارہ

سلفیہ لاہور کے شائع شدہ فتوے کے ساتھ ملا کر دیکھا تو یہ بات درست ثابت ہوئی، واقعی نئی اشاعت میں اصل فتوے کے آخر سے ایک حصہ موجود نہ تھا، مولانا اللہ وسایا صاحب نے اس بات پر افسوس کا اظہار فرمایا، نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اس کا نام بھی بدل دیا گیا تھا، مولانا بٹالوی مرحوم نے اس فتویٰ کا عنوان "فتویٰ علماء اسلام پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان" رکھا تھا. جبکہ ادارہ سلفیہ نے مولانا بٹالوی کا عنوان بدل کر اس کا نام لکھا" پاک و ہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ" اور نیچے "مرتبہ : مولانا محمد حسین بٹالوی، ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ لاہور" بھی لکھا.

3) مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ نے ان دو باتوں کی طرف توجہ دلائی اور پھر مولانا بٹالوی مرحوم کے اصل فتویٰ سے حذف شدہ عبارت مکمل نقل کی، اور یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا فرض تھا کیونکہ انہوں نے ادارہ سلفیہ کی اشاعت پر اعتماد کرتے ہوئے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے نام سے جو فتویٰ" فتاوی ختم نبوت" میں شائع کیا تھا وہ ناقص تھا، تو اب اصل حقیقت سامنے آنے پر اس بات کی وضاحت ضروری تھی. (اس میں کسی ادارہ یا مسلک کو بدنام کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں اگر یہ دونوں باتیں غلط ثابت کردی جائیں کہ ادارہ سلفیہ کا طبع شدہ فتویٰ مکمل وہی ہے جو مولانا بٹالوی مرحوم نے اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا تھا اور اس میں سے کوئی چیز حذف نہیں کی گئی، نیز اس کا عنوان بھی وہی ہے جو مولانا بٹالوی مرحوم نے رکھا تھا تو اور بات ہے).

4) اسی طرح مولانا بٹالوی مرحوم کے اصل فتویٰ سے حذف شدہ عبارت کے سامنے آنے سے ایک اور انکشاف بھی ہوا کہ اس میں مولانا بٹالوی نے لکھا تھا کہ :"لودھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ فتویٰ پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنا اشتہار 29 رمضان

1308ھ اس پر عبارت ذیل لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے" اور پھر مولانا بٹالوی نے اس اشتہار سے چند اقتباسات نقل فرمائے تھے، اس اشتہار میں ایک اہم بات علماء لدھیانہ نے یہ لکھی تھی کہ :

"چونکہ ہم نے فتویٰ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا..... یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں".

5) مولانا بٹالوی مرحوم کی اس تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ علماء لدھیانہ نے مولانا بٹالوی کو کوئی اشتہار بھیجا تھا جس کی تاریخ اشاعت خود مولانا بٹالوی مرحوم نے 29 رمضان سنہ 1308ھ بیان کی ہے، تو جب مولانا اللہ وسایا صاحب کے علم میں یہ بات آئی کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے فتویٰ کے شائع ہونے سے پہلے علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار (جس کا ذکر مولانا بٹالوی نے اپنے اسی فتوے میں کیا ہے) شائع ہو چکا تھا، اور دوسری طرف مولانا اللہ وسایا صاحب بہت پہلے "احتساب قادیانیت، جلد 10 صفحہ 449" پر یہ لکھ چکے تھے کہ (اگرچہ علماء لدھیانہ اور مولانا غلام دستگیر قصوری اس سے پہلے مرزا کی تکفیر کر چکے تھے) لیکن "سب سے پہلے فتویٰ شائع مولانا محمد حسین بٹالوی کا ہوا"، تو اب مولانا بٹالوی مرحوم کی ہی تحریر سے انکشاف ہوا کہ علماء لدھیانہ کا اشتہار ان کے فتویٰ کی اشاعت سے پہلے شائع شدہ تھا، یوں صورت حال تبدیل ہو گئی اور "شائع ہونے میں بھی" مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ "اوّلین" نہ رہا، تو مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ نے کمال دیانت سے یہ لکھ دیا کہ "اب مزید جو تفصیلات علم میں آئیں ان کی بنیاد پر فقیر کا یہ عرض کرنا کہ سب سے پہلے فتویٰ مولانا محمد حسین

بٹالوی کا شائع ہوا یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے خلاف جو سب سے پہلے فتویٰ اشتہار کی شکل میں شائع کیا تھا وہ اشتہار پہلے فقیر کے علم میں نہ تھا۔ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر کے ذریعہ یہ اشتہار مل گیا....."۔ (واضح رہے کہ یہ صرف سب سے پہلے فتوی شائع ہونے کی بات ہو رہی ہے، جہاں تک مرزا کی قادیانی کی اولین تکفیر کی بات ہے تو وہ مولانا بٹالوی مرحوم نے براہین احمدیہ پر اپنے ریویو میں صاف لکھ دیا تھا کہ مرزا کی اولین تکفیر کن حضرات نے کی تھی، یہ بات مولانا اللہ وسایا صاحب کئی سال پہلے "احتساب قادیانیت" کی جلد 10 میں لکھ چکے تھے)۔

6) نیز علماء لدھیانہ کے جس اشتہار کا مولانا بٹالوی نے اپنے شائع ہونے والے فتوے میں ذکر کیا ہے اس میں انہوں نے علماء لدھیانہ کے اسی اشتہار سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ "ہم نے فتویٰ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا"، مولانا بٹالوی مرحوم نے یہ الفاظ بعینہ نقل کر دیے اور اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا کہ یہ بات درست نہیں اور نہ ہی اس بات کو غلط بتایا۔

7) اس کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ہی مختلف تحریرات سے چند اقتباسات نقل کیے جن سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ خود مولانا بٹالوی کو یہ اعترافِ حقیقت تھا کہ مرزا قادیانی کی تکفیر ان سے پہلے علماء لدھیانہ کر چکے تھے، اور پھر مولانا اللہ وسایا نے صریح طور پر لکھا کہ :

> " قارئین! علماء لدھیانہ ہوں یا مولانا غلام دستگیر یا مولانا محمد حسین بٹالوی، یہ مرزا قادیانی کے مد مقابل ہوئے لیکن غلطی اپنی جگہ، مگر بات کرنے میں کوئی بد دیانتی نہیں دکھائی، ہمیشہ وہی کہا جو واقعہ کے مطابق تھا، ایک ہم ہیں کہ حوالہ نقل کرنے میں اپنے تحفظات کو دخیل کر کے اپنے بزرگوں کی

عبارتوں کے صفحات کو غتربود کر جاتے ہیں"۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں : محاسبۂ قادیانیت، جلد 9 کا دیباچہ، صفحہ 26)

اصل زیر بحث موضوع کیا ہے؟

خود مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی ابتداء میں لکھا ہے کہ:

" مسئلہ یہ ہے کہ مولانا (یعنی مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ) کو اس بات میں تامل ہے کہ دار الدعوۃ السّلفیہ نے جو فتویٰ شائع کیا ہے وہ اولین فتویٰ ہے۔ مولانا کا گمان ہے کہ علمائے لدھیانہ کا فتویٰ اولین فتوائے تکفیر تھا، لیکن ساتھ ہی وہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل حدیث نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ سب سے پہلا فتویٰ تھا اس خیانت کا ارتکاب کیا کہ جب اس فتوے کو شائع کیا تو اس کا نام بدل دیا، دوسرا یہ کہ اس متفقہ فتوے کا ایک سے زائد صفحہ حذف کر دیا تا کہ اپنا نقطۂ نظر ثابت کر سکیں"۔

(الاعتصام، 20 تا 26 نومبر 2020، صفحہ 12)

اس سے معلوم ہوا کہ ہم نے دو باتوں کا جائزہ لینا ہے :

1) مرزا قادیانی کے بارے میں اولین فتوائے تکفیر کس نے دیا؟

2) مولانا بٹالوی مرحوم کے شائع شدہ فتویٰ کی نئی اشاعت میں واقعی ایک سے زائد صفحہ حذف کیا گیا یا نہیں؟ اور مولانا بٹالوی مرحوم نے جس نام سے اپنا فتویٰ شائع کیا تھا وہ نام بدلا گیا یا نہیں؟

لہٰذا ہماری گزارشات کا اصل محور بھی یہی دو باتیں ہوں گی، اس کے علاوہ دیگر امور پر حسب ضرورت اور بقدر ضرورت اگر کچھ بات ہو گی تو وہ اصل مبحث نہیں۔

ہفت روزہ "الاعتصام" کے مضمون نگار کا غصہ

ہم بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ "الاعتصام" کے مضمون نگار مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ نے بجائے اس کے کہ وہ اپنے ہی ہم مسلک مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ان تحریرات کی روشنی میں ثابت شدہ تاریخی حقائق کو قبول کرتے جو مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے مضمون میں باحوالہ نقل کی ہیں، اور جن کا ایک حوالہ وہ خود بھی یہ بتانے کے لیے نقل کر چکے ہیں کہ "علماء لدھیانہ کے فتوائے کفر کے ساتھ فلاں فلاں متفق نہ ہوئے" (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء لدھیانہ نے کوئی فتوائے کفر واقعی دیا تھا) اور پھر یہ تحقیق فرماتے کہ کیا واقعی مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی ادارۃ سلفیہ لاہور کی طرف سے سنہ 1986ء میں کی گئی اشاعت میں یہ تحریف ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو یہ تحریف دانستہ کی گئی ہے یا غلطی سے ہوئی ہے؟ الٹا موصوف نے مولانا اللہ وسایا صاحب پر ایک ادارہ اور ایک مسلک کو "ناروا بدنام" کرنے کا الزام دھر دیا (دیکھیں: الاعتصام، 20 تا 26 نومبر 2020، صفحہ 12)۔

کیا واقعات کا تاریخی ریکارڈ درست کرنا اور کسی تحریر کی اشاعت میں کی گئی غلطی کی نشاندہی کرنا کسی مسلک کو بدنام کرنا ہے؟۔ کیا مولانا اللہ وسایا صاحب نے مولانا بٹالوی مرحوم کی کسی بات کو "غلط" یا "جھوٹ" لکھا ہے؟ یا اس کے برعکس انہوں نے اپنی بات کا مدار ہی مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات کو بنایا ہے؟ مولانا اللہ وسایا صاحب نے تو وہی لکھا جو انہیں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریرات میں ملا، دوسرے لفظوں میں مولانا اللہ وسایا صاحب کے مرکزی گواہ اور کوئی نہیں بلکہ مولانا بٹالوی مرحوم ہی ہیں، اور مولانا بٹالوی تو آپ کے ہی ہم مسلک ہیں تو پھر آپ کا غصہ مولانا اللہ وسایا اور ان کی توجہ "فتاویٰ ختم نبوت" کی اشاعت میں ہوئی اس غلطی اور اس کی اصلاح کی طرف دلانے

والوں پر کیوں؟

یا پھر ہمیں یہ کہنے دیں کہ آپ اپنے ہی ایک بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریرات کو تسلیم نہ کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ درست واقعات وہ نہیں جو اس زمانہ کے عینی شاہد مولانا بٹالوی مرحوم نے لکھے، بلکہ درست وہ ہے جو زمانہ حال کے کچھ مصنفین نے لکھا ہے، آپ یہ بتا رہے ہیں کہ سچ وہ نہیں جو مولانا بٹالوی نے بکمال دیانت "اشاعۃ السنۃ" میں شائع کیا، بلکہ سچ وہ ہے جو قادیانی لٹریچر اور اخبار و جرائد میں لکھا ہے، اب آپ ہی غور فرمائیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی بدنامی کا باعث کون بن رہا ہے؟

پھر ہمیں یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ یہاں سوال تو یہ تھا کہ جب ہمیں خود مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے یہ بات صریح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلے تکفیر انہوں نے نہیں کی تھی، بلکہ جب مولانا بٹالوی مرحوم مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن رکھنے کی وجہ سے ابھی اس کی تکفیر کے قائل نہیں تھے بلکہ اس کا دفاع کر رہے تھے تو اس وقت علماء لدھیانہ مرزا کی "کھلم کھلا" تکفیر کر چکے تھے، تو پھر مولانا داود ارشد صاحب کو اس بات پر ورق سیاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ مرزا قادیانی فلاں تاریخ کو پیدا ہوا، وہ پیدائشی کافر نہ تھا، اس کے آباء واجداد کس مسلک سے تعلق رکھتے تھے، اس کا عقیدہ پہلے کیا تھا.. الی آخرہ. ان باتوں کا مولانا اللہ وسایا صاحب کے اٹھائے گئے سوالوں سے کیا تعلق؟ اگر ہم بھی ان غیر متعلقہ باتوں پر لکھنا شروع کریں تو کئی صفحات لکھ سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی پہلے کس مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے حلقۂ احباب میں کون کون تھا، یہاں صرف نمونے کے طور پر ایک حوالہ پیش خدمت کر دیتے ہیں کیونکہ ہمارے فاضل دوست نے اپنے مضمون میں اصل موضوع سے ہٹ کر "بین السطور" بہت کچھ کہنے کی کوشش فرمائی ہے (اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہوئی تو آگے کچھ عرض کر دیں

گے) معروف اہل حدیث عالم شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ مرزا قادیانی کے متعلق لکھتے ہیں :

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے، لیکن حقیقت میں وہ حنفی بھی نہ تھے، اہلحدیث تو کیا ہوئے، البتہ غیر مقلد ہو سکتے ہیں، کیونکہ وہ نہ فقہ حنفی کے پابند تھے نہ وہ صحابہ و تابعین اور ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے تھے"

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ رح کی تجدیدی مساعی، صفحہ 221 تا 222 طبع مسجد المکرم ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ)

لیکن ہم ابھی اپنی توجہ اصل زیر بحث موضوع پر ہی رکھنا چاہتے ہیں، اور "الاعتصام" کے فاضل مضمون نگار کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ آپ قادیانی کتابوں کے حوالوں کو فی الحال ایک طرف رکھیں، "رئیس قادیان" اور "قادیانی مذہب" اور دوسری بعد کی کتابوں کو ابھی بند کریں اور مولانا بٹالوی کے یہ بیانات پڑھیں جو "اشاعۃ السنۃ" میں موجود ہیں، مثلاً:

"بعض علماء پنجاب نے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص اپنے لئے نبوت کا مدعی ہے ...... خاکسار (یعنی مولانا بٹالوی) نے اس پر (یعنی مرزا قادیانی پر) حسن ظنی کر کے اس کو تکفیر سے بچایا۔ اور دھوکہ کھایا اور اس کی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا۔ مجھے اس وقت تک اس کے خبث باطن کا بحکم کہ (خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہ ہوا تھا۔ اور کیونکر ہوتا جب تک کہ وہ اپنے منہ سے اس نجاست کو جواب نکال رہا ہے نہ نکالتا۔ مجھے اس کا یہ حال و خیال اس وقت

معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔"

مولانا بٹالوی نے ہی علماء لدھیانہ کے متعلق لکھا کہ :

"یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعویٰ نبوت اور نزول اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مؤلف کافر ہے".

اور لکھا کہ :

"بعض (لدھیانہ والے) ان کو (یعنی مرزا قادیان کو۔ ناقل) کھلم کھلا کافر قرار دیتے ہیں"

پھر ہمیں مولانا بٹالوی نے ان علماء لدھیانہ کے نام بھی بتائے ہیں جنہوں نے ان سے بہت پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، لکھتے ہیں:

"ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں جہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لئے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں، جن سب کا سنہ 57 سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 ج 6 وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکے ہیں".

مولانا بٹالوی نے ان لدھیانوی علماء کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ :

"(لدھیانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر (یعنی مرزا قادیانی کی

تکفیر۔ناقل) کی یہی وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (مرزا قادیانی) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے"۔

نوٹ : یہ تمام حوالے مولانا اللہ وسایا صاحب اپنے مضمون میں باحوالہ نقل کر چکے ہیں، اور ہم بھی آگے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے۔

تو اگر" الاعتصام" کے فاضل مضمون نگار نے کسی قسم کی جرح کرنی تھی تو مولانا اللہ وسایا صاحب کے مرکزی گواہ یعنی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر کرتے، ہمیں یہ بتاتے کہ مولانا بٹالوی کا یہ بیان غلط ہے کہ جب وہ مرزا قادیانی کی کتاب" براہین احمدیہ" کے دفاع میں اپنا ریویو لکھ رہے تھے تو اس وقت لدھیانہ کے علماء مرزا کی" کھلم کھلا تکفیر" کر رہے تھے۔

مولانا محمد داود ارشد صاحب! کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں یہ سمجھاتے کہ مولانا بٹالوی کو غلط فہمی ہوئی جو انہوں نے لدھیانہ کے تین علماء بھائیوں کا نام لے کر لکھا کہ یہ مرزا قادیانی کی تکفیر کرتے ہیں۔

آپ ہمیں یہ بتاتے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کو غلطی لگی جو انہوں نے" سنی سنائی ہوائی باتوں" کی بنیاد پر (براہین کے ریویو میں) یہ تک لکھ دیا کہ علماء لدھیانہ، مرزا کی تکفیر کی فلاں فلاں وجوہات بیان کرتے ہیں۔

آنجناب ہمارے سامنے مولانا بٹالوی مرحوم کا کوئی ایسا بیان ڈھونڈھ کر لاتے

جس میں مولانا بٹالوی مرحوم نے یہ دعویٰ کیا ہوتا کہ "مرزا قادیانی کی سب سے پہلے تکفیر میں نے ہی کی تھی، مجھ سے پہلے مرزا پر کسی نے بھی کفر کا فتویٰ نہیں لگایا تھا"، یا مولانا بٹالوی مرحوم نے کہیں ایسا لکھا ہوتا کہ "علماء لدھیانہ کا مئی 1308ھ کے اپنے اشتہار میں یہ دعویٰ کہ انہوں نے سنہ 1301ھ میں ہی مرزا کے کفر کا فتویٰ جاری کر دیا تھا"، ان کا یہ بیان غلط ہے، انہوں نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا، یا اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔

لیکن افسوس کہ آپ نے "مدعی سست، گواہ چست" والے محاورہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی ﷾ کے متعلق جابجا انتہائی نامناسب الفاظ لکھے ہیں اور جگہ جگہ ان پر غصہ کا اظہار فرماتے ہیں (مولانا نعمانی کا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے مولانا اللہ وسایا صاحب کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ ادارہ سلفیہ نے مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے کو دوبارہ شائع کرتے وقت اس کا کچھ حصہ حذف کر دیا ہے)۔ آپ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "عبدالحکیم نعمانی واحبابہ سر توڑ کوشش کر لیں وہ ان حقائق کو کسی دلیل سے رد نہیں کر سکتے" (الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020 صفحہ 11)، کبھی یہ الزام لگاتے ہیں کہ "عبدالحکیم نعمانی صاحب واعوانہ نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو دھوکا دیا ہے" (الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020 صفحہ 12) تو ہم بھی مولانا محمد داود ارشد ﷾ کی خدمت میں بصد احترام عرض کرتے ہیں کہ مولانا نعمانی واحبابہ تو آپ کی ہر دلیل کو مولانا بٹالوی مرحوم کی قلم سے رد کر کے دکھائیں گے، اور بتائیں گے کہ دھوکے کون دیتا ہے (میں یہ الفاظ استعمال نہ کرتا اگر موصوف نے نہ لکھے ہوتے) لیکن آپ غیر متعلقہ افسانے لکھنے میں بھلے صفحات کے صفحات سیاہ کر دیں پھر بھی آپ مولانا بٹالوی مرحوم کے اپنے قلم سے تحریر کردہ بیانات کو غلط اور جھوٹ کہے بغیر اپنے افسانوں کو سچ ثابت نہیں کر سکتے، ہمارے گواہ تو مولانا بٹالوی مرحوم ہی ہیں، نہ ہم نے مرزا قادیانی کی

کتابوں سے دلیلیں تلاشی ہیں اور نہ ہی کسی اور بعد میں ہونے والے مصنف کی کتابوں سے، یہ کام آپ جیسے محقق کو ہی مبارک ہو کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی بات کو رد کرنے کے لیے آپ قادیانی لٹریچر سے حوالے دیتے ہیں (اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی).

نوٹ :فاضل مضمون نگار کے ہم مسلک ان کے ایک مؤرخ صاحب نے "تحریک ختم نبوت" کے نام سے ایک سلسلہ ترتیب دیا ہے اس میں بڑے دھڑلے کے ساتھ یہ غلط بیانی کی ہے کہ:

> "مولانا بٹالوی کا تبصرہ (یعنی مرزا کی کتاب براہین احمدیہ پر ان کا ریویو. ناقل) اس وقت سامنے آیا تھا جب دیوبند اور لدھیانے کے علماء باہم بحث و تمحیص اور تحکیم کے بعد 1884ء کے مرزا کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دے چکے تھے".

(تحریک ختم نبوت، از ڈاکٹر بہاء الدین، ج 1 ص139)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی مرحوم جب اپنا ریویو لکھ رہے ہیں تو اس کے اندر لدھیانہ کے علماء کو اس بات پر کوس رہے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تکفیر کیوں کرتے ہیں، لیکن یہ مؤرخ صاحب ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے یہ ریویو لکھا ہی اس کے بعد تھا جب لدھیانہ کے علماء بھی مرزا کو مسلمان تسلیم کر چکے تھے..لا حول ولا قوۃ الا باللہ.. اب ڈاکٹر بہاء الدین کا یہ بیان کس کی تغلیط ہے؟ مولانا بٹالوی مرحوم کی یا علماء لدھیانہ کی؟، کیا یہ بات جو آج ان مؤرخ صاحب کو معلوم ہوئی یہ اس وقت موجود مولانا بٹالوی کے علم میں نہ آسکی؟ اور پھر جب مولانا بٹالوی نے انہی علماء لدھیانہ کا وہ اشتہار اپنے فتویٰ میں شائع کیا جس میں علماء لدھیانہ نے صریح طور پر یہ لکھا کہ "ہم تو مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ 1301ھ میں جاری کر چکے تھے اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے" تو مولانا

بٹالوی مرحوم نے اس پر یہ نوٹ کیوں نہ لکھا کہ " آپ کا بیان غلط ہے، آپ اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کر چکے تھے اور اب یہ آپ کا نیا فتویٰ ہے کیونکہ زمانہ مستقبل میں پیدا ہونے والے ایک مؤرخ صاحب کی تحقیق کے مطابق آپ نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا اور آپ نے 1884ء میں ہی مرزا کو مسلمان تسلیم کر لیا تھا اسی لئے تو میں نے مرزا کی کتاب کے حق میں ریویو لکھا تھا" ؟

ہمارا موضوع اس وقت ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی غلط بیانیوں کا جائزہ لینا نہیں کیونکہ بات بہت دور تک چلی جائے گی، لیکن ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے فاضل مضمون نگار مولانا محمد داود ارشد صاحب اور ان جیسے دیگر محققین کو غلط فہمی میں ڈالنے والے یہی ڈاکٹر بہاء الدین صاحب ہیں، جنہوں نے بلا وجہ اپنی کتاب کی پہلی ہی جلد میں اس بات کو موضوع بحث بنایا جیسے یہ کوئی بہت اہم موضوع ہو اور انہی نے در حقیقت مسلکی تعصب کی بنیاد رکھی (یہی ڈاکٹر صاحب ہیں جن کے مضامین اسی "الاعتصام" میں "تحریک ختم نبوت میں اہل حدیث کی اولیات" جیسے عنوانات سے چھاپے جاتے ہیں) انہوں نے ہی مولانا بٹالوی مرحوم کی گواہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اور ان پر عدم اعتماد کرتے ہوئے مسلّمہ تاریخی حقائق کو دھندلا کرنے کی سعی فرمائی، اور افسوس یہ ہے کہ مولانا محمد داود ارشد صاحب نے بھی یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ اس اصل مسئلہ پر بات کرنے کے بجائے جس کا ذکر وہ اپنے مضمون کے تعارف میں خود کروا چکے تھے، اپنے مضمون کا موضوع سخن علماء لدھیانہ کی ذات، ان کے خاندان اور ان کے فتوے پر تنقید اور اس کی تغلیط بنایا، وہ اس پر ورق سیاہ کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے جو مرزا کی تکفیر کی، اس کی بنیاد دینی نہیں بلکہ دنیوی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ انہوں نے کوئی فتویٰ جاری نہیں کیا تھا بلکہ ہوائی باتیں کی تھیں، کبھی کہتے ہیں کہ وہ فتویٰ دکھاؤ، کبھی کہتے ہیں کہ ان

کے فتوے کی بنیاد الہام اور استخارے پر تھی لہٰذا اسے فتویٰ کہا ہی نہیں جا سکتا، کبھی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ انہوں نے تو اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔ لیکن مولانا بٹالوی مرحوم کے شائع کردہ فتوے کی نئی اشاعت میں دانستہ یا غیر دانستہ کی گئی تحریف نیز مولانا بٹالوی مرحوم کے اپنے بیانات جو کہ اصل موضوع تھے اور جن میں ان کے ہر سوال کا جواب موجود ہے، ان سب باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔

مولانا داود ارشد صاحب نے اس بات پر بھی طنز کیا ہے کہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے "محاسبۂ قادیانیت" کی نویں جلد پر لکھے دیباچے کو اس جلد کی اشاعت سے پہلے ہی ماہنامہ لولاک (ملتان) میں شائع کر دیا تا کہ ان کا موقف زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

تو موصوف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایسا پہلی بار نہیں ہوا کہ "احتساب قادیانیت" یا "محاسبۂ قادیانیت" کی کسی جلد پر لکھا گیا دیباچہ اس جلد کی اشاعت سے پہلے ماہنامہ لولاک میں شائع کیا گیا ہے، بلکہ اگر آپ ذرا غور فرما لیتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ بہت سی جلدوں پر لکھے دیباچے لولاک میں شائع ہوتے رہے ہیں، شاید آپ نے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔

آمدم برسر مطلب

بہر حال سب سے پہلے تین چیزوں کی وضاحت ضروری ہے، ان تین میں سے ایک غلط فہمی ہے اور دو "مغالطے"۔ غلط فہمی یہ ہے کہ بعض حضرات نے یہ گمان کر لیا کہ اکابر علماء لدھیانہ (مولانا عبد القادر، مولانا سیف الرحمن، مولانا محمد، مولانا عبد العزیز، مولانا عبد اللہ اور ان کے ہم عصر علمائے لدھیانہ رحمۃ اللہ علیہم) اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد تھے یا

دیوبند کے منتسبین میں سے تھے، یہ محض غلط فہمی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اکابر علمائے لدھیانہ نہ تو اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد تھے اور نہ ہی دیوبند کے منتسبین میں سے تھے بلکہ وہ خود ایک مکتب فکر کی حیثیت رکھتے تھے، براہ راست ان حضرات کو سند حدیث ولی اللہی خاندان سے حاصل ہے، یہ حضرات علمائے لدھیانہ جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے اس وقت تک تو دارالعلوم دیوبند وجود میں ہی نہیں آیا تھا، یہ حضرات تو 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے ہی تحصیل علم سے فارغ ہو چکے تھے، دارالعلوم دیوبند سے اس خاندان کا انتساب یا شاگردی کا تعلق 1912ء کے بعد ہوا جب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے. (دیکھیں: انہی علماء لدھیانہ کے فرزند مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب "سب سے پہلا فتوائے تکفیر" صفحہ 28 اور اسی مصنف کی دوسری کتاب" تاریخ ختم نبوت"، صفحہ 150 اور ماہنامہ "ملّیہ" فیصل آباد، جنوری 2011ء صفحہ 13).

یادرہے مرزا کی سب سے پہلے تکفیر کرنے والے مولانا محمد، مولانا عبداللہ اور مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم کے والد مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ (جن کے نام کی طرف منسوب کر کے ان حضرات نے اپنے مجموعہ فتاویٰ کا نام "فتاویٰ قادریہ" رکھا) یہ مولانا عبدالقادر بلاواسطہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے.

لہٰذا مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ کا یہ طنز کہ: "سچی بات یہ ہے کہ راقم یہ بحث پڑھ کر لدھیانوی حضرات کی دیوبندیت پر شک کرنے لگا ہے" (الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر صفحہ 16) نیز اپنے مضمون کی پانچویں قسط میں علماء لدھیانہ کو دیوبندی مکتب فکر میں شامل کر کے یہ غلط بیانی کہ "1984ء/1301ھ کا مرزا قادیانی دیوبندی مکتب فکر کے

اجماع سے مسلمان ٹھہرا..." (الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 17) ان کی ناقص معلومات پر دلالت کرتا ہے، یا اگر وہ جان بوجھ کر 1884ء والے علماء لدھیانہ کو مکتب دیو بند میں شمار کر رہے ہیں تو یہ ان کا تجاہل عارفانہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

اس لئے ہم موصوف کو بتا رہے ہیں کہ آپ شک نہ کریں بلکہ یقین کریں کہ جس وقت کی یہ بات ہو رہی ہے اس وقت کے لدھیانوی علماء نے کبھی بھی اپنے آپ کو دیوبندی نہیں کہا بلکہ ان کا اپنا الگ مکتب فکر تھا، آپ اپنی معلومات کو پہلے درست کر لیتے اور پھر یہ طنز کرتے، لہٰذا آپ اور آپ کے جو حضرات بار بار یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ" جن علماء لدھیانہ نے سنہ 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا، انہی کے بڑوں نے اس فتوے کو غلط بتا کر ان کی تردید کر دی تھی، لہٰذا اس فتوے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی" وہ نہ جانے کس غلط فہمی یا مسلکی تعصب کا شکار ہیں، کیونکہ یہاں بات صرف علماء لدھیانہ کے موقف کی ہو رہی ہے اور انھوں نے نہ اپنا موقف تبدیل کیا تھا اور نہ ہی ان پر یہ کرنا لازم تھا اور نہ وہ اپنے آپ کو دیو بند کے تابع کہتے تھے۔

مغالطہ نمبر 1

اور دو مغالطوں میں سے پہلا مغالطہ یہ ہے کہ مولانا محمد داود ارشد اور ان کے ہمنوا یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی عالم یا مفتی کا "فتویٰ" صرف وہی ہوتا ہے جو کسی باقاعدہ تحریری استفتاء کے جواب میں ہو، اس پر تمام علماء کا اتفاق ہو، وہ تحریری صورت میں ہو اور اسے شائع بھی کیا گیا ہو، جبکہ یہ صرف ایک مغالطہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ کے لیے لکھا ہونا یا اس کا شائع ہونا ضروری نہیں، کسی عالم یا مفتی نے کوئی مسئلہ زبانی بھی بتایا ہو تو وہ بھی فتویٰ ہے، کسی کو خط کے ذریعے کوئی فتویٰ بھیجا ہو تو وہ بھی فتویٰ ہی ہوگا، قدیم زمانے کے علماء سے دروس کے دوران مسائل پوچھے جاتے تھے وہ

ان کا جواب وہیں دیتے تھے، یہ سب ان کے فتاویٰ ہی کہے جاتے ہیں.

مغالطہ نمبر 2

دوسرا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ بنیادی سوال تو ہے" مرزا قادیانی کی اولین تکفیر" کے بارے میں، یعنی مرزا قادیانی کی سب سے پہلے تکفیر کس نے کی؟ اور مولانا داود ارشد واعوانہ اس کے جواب میں لفظ" متفقہ شائع شدہ" کا اضافہ کر کے اس بات پر ورق سیاہ کرتے ہیں کہ" مرزا قادیانی کے خلاف اولین متفقہ فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی نے شائع کیا"، یہ قیود وہ اس لئے لگاتے ہیں کہ انہیں خوب علم ہے کہ یہ ثابت کرنا کہ" مرزا قادیانی کی مطلق تکفیر سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی نے کی تھی" ناممکن ہے، کیونکہ خود مولانا بٹالوی مرحوم نے بکمال دیانت وامانت ایسی تحریرات لکھ دی ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کی سب سے پہلے تکفیر انہوں نے نہیں کی تھی. اس لیے یہ بات قارئین کے پیش نظر رہے کہ زیر بحث" مرزا قادیانی کی اولین تکفیر" ہے نہ کہ" مرزا کے خلاف متفقہ فتویٰ کی اولین اشاعت".

اب ہم آگے چلتے ہیں.

کسی بھی شخصیت کے بارے میں اس کے ہم عصروں اور کسی بھی زمانے یا کسی بھی واقعہ کے بارے میں اس زمانے کے لوگوں اور اس واقعہ کے وقت موجود افراد کی بات سب سے اہم ہوا کرتی ہے، ہمارے زیر بحث موضوع میں تین فریق ہیں:

فریق اول : علماء لدھیانہ، جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے سنہ 1301ھ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کر دی تھی.

فریق دوم : مولانا محمد حسین بٹالوی، جنہوں نے ہمیں بتایا کہ مرزا قادیانی کی ان سے پہلے تکفیر کرنے والے کون تھے.

فریق سوم : مرزا قادیانی ،جس کے بارے میں فتوائے تکفیر دیے گئے.

یہ تینوں فریق ایک ہی زمانہ میں موجود تھے، تینوں کا اس موضوع کے ساتھ تعلق ہے، یہ سارے واقعات ان کے سامنے پیش آئے ،تو پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ کو کیا اعتراض ہے کہ ہم اور وہ انہی ان تینوں فریقوں کے بیانات کی روشنی میں حقائق تک پہنچنے کی کوشش کریں؟، وہ کبھی بعد والے قادیانی لٹریچر یا مرزا قادیانی کے خطوط کے حوالے دے کر ان سے اپنے من پسند استنباطات کرتے ہیں اور کبھی ان لوگوں کے حوالے دیتے ہیں جو اس وقت موجود ہی نہ تھے، لہٰذا ہم ادھر ادھر جانے کے بجائے انہی تین متعلقہ فریقوں کے بیانات ہی پیش کریں گے.

❀❀❀

مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی

چونکہ مرزا قادیانی کے ہم عصر علماء اسلام میں سے مرزا کے سب سے قریبی مولانا محمد حسین بٹالوی تھے، اس بات کا اظہار مولانا بٹالوی نے سنہ 1884ء میں، مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" پر لکھے گئے اپنے ریویو میں یوں فرمایا :

" مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے، مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب، اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے اس لیے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیے جانے کے لائق ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 176)

مولانا بٹالوی صاحب نے ایک اور جگہ لکھا کہ :

" جب میں کادیانی (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کے ساتھ مولوی گل علی شاہ بٹالوی سے شرح ملا پڑھتا تھا تو اس وقت میری ڈاہڑی موچھ کا نام نشان نہ تھا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 16، صفحہ 140، 141)

اسی بات کی تائید خود مرزا قادیانی نے بھی ان الفاظ میں کی :

" مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کہ جو کسی زمانے میں اس عاجز کے ہم مکتب تھے..." (براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ جلد 1 صفحہ 621 حاشیہ)

نیز ایک اور مقام پر انہی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"یہ شخص میری ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب بھی رہا ہے اور وہ اور اس کا بھائی حیدر بخش دونوں میرے مکان پر آتے تھے"

(تریاق القلوب، رخ جلد 15 صفحہ 283)

لہٰذا ہمارے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ہیں، جو کہ ہمارے فاضل مضمون نگار مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ کے ہم مسلک اور اکابرین سے ہیں، ہم سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے کیا لکھا؟

مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بیانات

جب مرزا قادیانی کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" پر مختلف علماء اور لوگوں کی طرف سے اعتراضات اٹھائے گئے تو اس وقت چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی شہرت ایک مناظر اسلام کے طور پر کروا رکھی تھی جبکہ مولانا بٹالوی مرحوم بھی بہت سے دیگر لوگوں کی طرح مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن کا شکار تھے، نیز جیسا کہ پہلے بیان ہوا، مولانا بٹالوی مرحوم مرزا قادیانی کے ہم مکتب بھی رہے تھے اور ان کی مرزا قادیانی سے اچھی خاصی دوستی بھی تھی، اسی بات کا اظہار مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں مرزا قادیانی کے الہامات کا دفاع کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا کہ:

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی

وعربی میں) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہوسکتا ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 7 صفحہ 284)

ایک جگہ یوں لکھا :

" ہماری تحقیق وتجربہ ویقین ومشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں (یعنی مرزا پر کیے گئے اعتراضات. ناقل) مذہبی ہوں خواہ پولیٹیکل ازسرتاپا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی پر مشتمل ہیں" (آگے لکھا) "اس لئے ہم حسبۃً للہ ونصیحۃ لخلق اللہ اس ریویو میں ان نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہیں اور ان تہمتوں سے کتاب (یعنی "براہین احمدیہ". ناقل) اور مؤلف (یعنی "مرزا قادیانی". ناقل) کے دامن کو پاک کرتے ہیں"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 175)

یہاں تک کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اسی حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ تک لکھ دیا کہ :

" ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلك أمرا ، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 169)

بلکہ مولانا بٹالوی نے اپنے اس ریویو کے اختتام پر مرزا قادیانی اور اس کی

کتاب "براہین احمدیہ" کے لئے یوں دعا کی :

" اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہانوں کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما، تو اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ". ناقل) کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالا مال کردے، اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیض یاب کر. آمین.

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348)

تو مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اسی حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" پر اٹھائے گئے اعتراضات کا تفصیلی جواب اپنے ریویو کی صورت میں دیا، اس کتاب میں مرزا کی طرف سے لکھے گئے ایک ایک الہام کا دفاع کیا اور تاویل کی، اور معترضین کے ایک ایک اعتراض کا ذکر کرکے اس کا جواب دینے کی کوشش کی.

بہر حال، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اس زمانے میں مرزا قادیانی کی تائید اور حمایت میں سب سے مفصل ریویو لکھا اور نہ صرف لکھا بلکہ مرزا قادیانی کی گزارش پر اس ریویو کو تقسیم بھی کرتے رہے، چنانچہ بعد میں خود بتایا کہ :

" ہم کو خوب یاد ہے کہ جب یہ ریویو شائع ہوا ہے تو انہوں (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) نے اپنے ایک لاہوری دلال (یا ایجنٹ) الٰہی بخش اکاونٹینٹ کی معرفت ہمارے پاس پچاس روپیہ بھجوا کر یہ لکھا تھا کہ اس پچاس روپیہ کے عوض میں اشاعۃ السنۃ کے وہ نمبر جن میں ریویو درج ہے لوگوں کو مفت تقسیم کیے جاویں اور ہم نے اس روپیہ کے عوض میں لدھیانہ

میں (معرفت آپ کے سابق حواری میر عباس علی صوفی کے جو آخر آپ کی مکاری دیکھ کر آپ سے منحرف ہو گئے اور تائب ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں) اور دیگر مقامات میں وہ رسائل مفت تقسیم کیے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 206، 207)

نوٹ : یہاں یہ بات ایک بار پھر عرض کردوں کہ یہ بات ہو رہی ہے سنہ 1884ء کی جب تک مرزا کی ابھی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" ہی منظر عام پر آئی تھی، بعد میں ایک وقت آیا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا حسن ظن ختم ہو گیا اور آپ نے ایک استفتاء تیار کر کے مرزا کے خلاف فتوائے کفر لیا اور بہت سے علماء اسلام کی اس پر تصدیقات لے کر شائع کیا. لہٰذا ہمارا مقصد اس ساری تفصیل کو بیان کرنے سے مولانا کے سابقہ موقف کو لے کر ان پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ صرف واقعات کا تاریخی تسلسل بتانا ہے کہ کب کیا ہوا نیز اپنے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بارے میں بتانا ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے اچھی طرح واقف تھے، اور اس وقت کے ہر معاملے پر ان کی نظر تھی.

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرتے جائیں کہ "الاعتصام" کے مضمون نگار مولانا محمد داود ارشد نے جانے کس ترنگ میں یہ لکھ دیا کہ "مرزا نے اسلام کی حقانیت پر ایک کتاب براہین احمدیہ لکھنے کی ذمہ داری اٹھائی" (الاعتصام، 20 تا 26 نومبر 2020 صفحہ 14) جبکہ یہ کتاب مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد والے بیانات کی رو سے کفریات پر مشتمل تھی، یہ اسلام کی حقانیت پر ہرگز نہ تھی، لہٰذا مولانا داود ارشد کا آج بھی اس کتاب کو "اسلام کی حقانیت پر مشتمل" لکھنا ہماری سمجھ میں نہیں آیا، کیا مولانا داود ارشد صاحب آج بھی "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں؟، وہ اس بات کی وضاحت کریں، نیز وہ خود اپنے اسی مضمون میں آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ "بلاشبہ کتاب میں کئی باتیں گمراہ کن

اور اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہیں" (الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020 صفحہ 11) تو جو کتاب آپ کے مضمون کے شروع میں" اسلام کی حقانیت" پر تھی وہ اسی مضمون میں آگے جا کر" گمراہ کن اور اسلامی تعلیمات کے منافی" باتوں پر مشتمل کیسے ہو گئی؟

الغرض! مولانا بٹالوی نے" براہین احمدیہ" پر اپنے تائیدی تبصرے یا ریویو میں اس کتاب پر اعتراض کرنے والے 2 قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے، فریق اول امرتسری اور فریق دوم لدھیانہ کے تین بھائی مولوی عبدالعزیز، مولوی عبداللہ اور مولوی محمد پسران مولوی عبدالقادر. مولانا بٹالوی مرحوم کے مطابق فریق اول یعنی امرتسری حضرات نے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی تھی، صرف اس کے چند الہامات پر اعتراضات کیے تھے (جن کا جواب اپنی طرف سے مولانا بٹالوی نے اسی ریویو میں دیا ہے) جبکہ فریق دوم یعنی لدھیانوی برادران نے مولانا بٹالوی کے بقول مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا.

مولانا بٹالوی نے لدھیانہ کے ان بھائیوں کا نام لے کر ذکر کیا ہے اور یوں لکھا ہے :

> " ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں با امن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں جن سب کا سنہ 57 سے باغی و بدخواہ

گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 جلد 6 وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

مولانا بٹالوی مرحوم کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :

1) اس ریویو کے لکھنے کے وقت تک صرف لدھیانہ کے یہی مولوی عبدالقادر صاحب کے فرزندان تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی.

2) اس وقت تک مولانا بٹالوی حسن ظن رکھتے ہوئے، مرزا قادیانی کو" ایک جلیل القدر مسلمان" ہی تصور کرتے تھے.

3) مولانا بٹالوی کے نزدیک انگریز کے خلاف جہاد درست نہ تھا اور وہ سنہ 1857ء کی جنگ آزادی کو" غدر" اور" بغاوت" سمجھتے تھے.

4) مولانا بٹالوی ان لدھیانوی علماء سے اچھی طرح واقف تھے اور اس سے پہلے ان کے خلاف ان کے انگریز سے جہاد کو جائز سمجھنے کی وجہ سے اپنے اشاعۃ السنہ میں لکھ چکے تھے اور ان حضرات کو انگریزی حکومت کا باغی اور بدخواہ سمجھتے تھے.

قارئین محترم! ضروری نہیں کہ ایک زمانہ کے تمام علماء کا ایک ہی مسئلہ میں فتویٰ ایک ہی ہو، آپ تاریخ کو دیکھ لیں، اس وقت کے بہت سے بڑے علماء انگریز کو غاصب سمجھتے تھے اور اس کے خلاف جنگ کو جہاد اور جنگ آزادی کہتے تھے (اسی لیے 1857ء کی جنگ کو" جنگ آزادی" کہا جاتا ہے)، جبکہ مولانا بٹالوی اور کچھ دوسرے علماء اور لوگ ایسے بھی تھے جو انگریز کے خلاف جنگ کو بغاوت، غدر اور مفسدہ کا نام دیتے تھے اور اس کے خلاف جہاد کو ناجائز سمجھتے تھے (مرزا قادیانی بھی ان میں سے ایک تھا).

اسی طرح مرزا کی اولین کتاب " براہین احمدیہ " کی اشاعت کے بعد لدھیانہ کے ان علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ مرزا کی یہ کتاب کفریات پر مشتمل ہے تو انہوں نے مرزا کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے دیا، جبکہ دوسرے حضرات میں کچھ تو مولانا بٹالوی کی طرح مرزا کے ساتھ انتہائی درجے کا حسن ظن رکھنے والے تھے، انہوں نے تو مرزا کی کتاب کا بھرپور دفاع کیا، اور کچھ ایسے تھے جو مرزا سے زیادہ واقف نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے مرزا کی یہ کتاب پڑھی تھی، انہوں نے صرف احتیاط کی وجہ سے فتوائے کفر دینے میں جلدی نہ کی البتہ انہوں نے مرزا کی کتاب کا بے جا دفاع بھی نہ کیا بلکہ اسے ایک بے دین اور نیچری قسم کا آدمی سمجھا، لیکن تاریخی حقیقت یہی ہے جو مولانا بٹالوی مرحوم نے بار بار لکھی ہے کہ "لدھیانہ کے ان بھائیوں نے سنہ 1884ء میں مرزا کی کھلم کھلا تکفیر کی تھی"، اب رہی یہ بحث کہ ان حضرات کی یہ تکفیر درست تھی یا غلط؟ ان کے دلائل کیا تھے؟ یہ بحث اس تاریخی حقیقت کو تو ہرگز تبدیل نہیں کر سکتی کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے ان علماء کی طرف سے ہی لگایا گیا تھا، یہ بات ہمیں مولانا بٹالوی نے بھی بتائی ہے اور انہوں نے اس کا کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ خود مرزا قادیانی نے بھی لدھیانہ میں کھڑے ہو کر صاف کہا کہ :

" میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

لیکن ہمیں مرزا قادیانی کے اس بیان کی ضرورت نہیں، نہ ہی وہ ہمارا مرکزی گواہ ہے، اور نہ ہی ہم اس کے بیان کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں کہ مرزا ایک کذاب اور جھوٹا شخص ہے، لیکن چونکہ مولانا محمد داود ارشد صاحب کے نزدیک مرزا قادیانی کی تحریر بھی اہمیت کی

حامل ہے اس لئے وہ "لیکچر لدھیانہ" کا یہ بیان بھی نوٹ کرلیں، بہرحال ہم مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے ہی چند مزید اقتباسات نقل کرتے ہیں جن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کیوں کی تھی؟ آیئے یہ بات ہم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم سے ہی پوچھتے ہیں، مولانا مرحوم لکھتے ہیں :

> "اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172)

اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ سے پوری 11 آیات قرآنیہ نقل کی ہیں (مثلاً : "قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى"..اور "انا اعطيناك الكوثر".. اور "ياأيها المدثر قم فانذر".. اور "انا فتحنالك فتحاً مبينا" اور "يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة"..اور "يا عيسى اني متوفيك ورافعك اليّ" وغیرہ) جن کے بارے میں مرزا نے یہ لکھا تھا کہ یہ اس پر الہام ہوئی ہیں... آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں :

> "اس قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونے کا مؤلف کو دعویٰ ہے، علاوہ براں بہت سے عربی و انگریزی فقرات ایسے اس کتاب میں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعویٰ نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)..انت وجيه في حضرتي اخترتك لنفسي

... انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل.. ان آیات وفقرات کو دیکھ کر فریق مکفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مؤلف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان وخطاب میں وارد ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو ان آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی" (آگے لکھا) "ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور نا قابل اعتبار ہونا ثابت ہو"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحات 172 تا 174)

مولانا بٹالوی مرحوم کے قلم سے لکھی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1) فریق دوم یعنی لدھیانہ کے علماء نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگانے کی جو وجوہات بتائیں ان کا ذکر مولانا بٹالوی نے تفصیل کے ساتھ کیا (لہٰذا وہ حضرات جو آج بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا کی تکفیر کن وجوہات کی بناء پر کی تھی وہ مولانا بٹالوی کی یہ تحریر غور سے پڑھ لیں).

2) مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنی تحریر میں لدھیانہ کے ان علماء کو "فریق مکفّر" لکھا ہے یعنی وہ فریق جو مرزا کی تکفیر کرنے والا ہے، اب ظاہر ہے مولانا بٹالوی کے سامنے اگر ان حضرات کا فتوائے کفر نہیں آیا تھا تو کیا مولانا ان حضرات پر یہ الزام لگا رہے تھے؟ ہم تو مولانا بٹالوی مرحوم کو اس سے بری سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بلا وجہ ان حضرت کو "فریق مکفر" کہا ہو.

3) مولانا بٹالوی مرحوم نے خود مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" سے بہت سی آیات قرآنیہ نقل کیں جن کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ بعینہ یہی آیات اسے بھی الہام ہوئی ہیں، اور مولانا نے مرزا کی اس بات کی تردید نہیں کی (اگرچہ مولانا بٹالوی نے تاویلات کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا کا اس سے مطلب فلاں فلاں تھا، جو ابھی ہمارا موضوع بحث نہیں).

4) مولانا نے ایک بار پھر لفظ "دلائل تکفیر" لکھ کر بتا دیا کہ لدھیانہ کے وہ علماء جنہوں نے مرزا کی تکفیر کی تھی ان کے "دلائل تکفیر" یہ تھے، اب ظاہر ہے یہ دلائل تکفیر مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنی طرف سے تو ان علماء لدھیانہ کے ذمہ نہیں تھوپے ہوں گے، یقیناً مولانا بٹالوی مرحوم کے سامنے یہ دلائل تکفیر اور علماء لدھیانہ کا فتویٰ آیا ہوگا.

قارئین محترم! یہاں سے ایک مسئلہ تو اچھی طرح حل ہو گیا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے پاس لدھیانہ کے اس "فریق مکفر" کا فتویٰ بھی پہنچا تھا اور جن دلائل کی بنیاد پر انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی وہ دلائل بھی پہنچے تھے، خواہ مولانا بٹالوی کو ان حضرات کے فتوے اور ان کے بیان کردہ دلائل تکفیر سے اختلاف تھا، لیکن مولانا نے لدھیانہ کے ان حضرات کا موقف صاف صاف لکھ دیا تھا، اب جس کے نزدیک مولانا بٹالوی مرحوم ایک ثقہ آدمی ہیں اسے اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہنا چاہئے کہ لدھیانہ کے ان علماء نے سب سے پہلے واقعی مرزا کی تکفیر کی تھی اور تکفیر جن دلائل کی بنیاد پر کی تھی وہ دلائل بھی مولانا بٹالوی نے ذکر کر دیے.

حیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر جب اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کی عبارات اور اس میں مذکور الہامات کو لے کر فتویٰ لگایا گیا یا اعتراض کیا گیا تو مرزا قادیانی

نے خود ان میں سے کسی بھی عبارت کی نہ تاویل کی اور نہ ہی انکار کیا، اگر اس کے الہامات و عبارات کی تاویلات کر کے باقاعدہ شائع کیں تو مولانا بٹالوی نے کیں.

اب آئیے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ سنہ 1884ء میں مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق میں تائیدی ریویو لکھنے والے اور اس میں درج الہامات پر اس وقت ہونے والے اعتراضات کا مفصل جواب دینے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے بعد میں اسی کتاب "براہین احمدیہ" اور اس کے مندرجات کے بارے میں کیا لکھا؟

ایک وقت آیا کہ جب مولانا بٹالوی مرحوم کو احساس ہو گیا کہ انہوں نے اشاعۃ السنۃ میں "براہین احمدیہ" کے حق میں تائیدی ریویو لکھ کر غلطی کی ہے تو انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اس غلطی کی تلافی کرنے کے عزم کا اظہار کیا چنانچہ سنہ 1891ء میں مولانا نے لکھا:

"کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ) نے قادیانی کے سابق دعویٰ حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام و وعدہ تائید دین بنشا نہائے آسمانی ونصرت اصول اتفاقی اسلامی سے دھوکہ میں آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر 7 وغیرہ جلد 7 میں اس کو امکانی ولی وملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید میں اب پیش کر رہے ہیں، اور اس کی عبارات اپنی تحریرات ورسائل میں نقل کر کے ان سے فائدہ اٹھا رہے اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت کر رہے ہیں، اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب

اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا. لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافی مافات عمل میں لاوے، اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہو لے تب تک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

مولانا بٹالوی مرحوم کی یہ تحریر بہت اہم ہے، اس سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :

1) مولانا نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق میں جو ریویو لکھا وہ اس کے بارے میں سابقہ حسن ظن کے دھوکے میں آ کر لکھا اور وہ اسے اپنی غلطی سمجھ کر اس کی تلافی کرنا چاہتے ہیں.

2) اشاعۃ السنۃ کے اس ریویو کی وجہ سے مرزا بطور ولی اور ملہم سامنے آیا.

3) اگر مولانا بٹالوی اس کی اس کتاب کے حق میں یہ ریویو نہ لکھتے تو مرزا نے "براہین احمدیہ" میں جو اپنے الہامات درج کیے تھے ان کی وجہ سے مرزا تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا.

4) بہت سے علماء ہندوستان و پنجاب و عرب کا براہین احمدیہ میں درج مرزا کے الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے

اس کے الہام وولایت کا امکان جمائے رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا، یہاں مولانا بٹالوی مرحوم اپنے فتوے سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف حاصل کردہ اس "متفقہ فتویٰ" کے بارے میں بتا رہے ہیں جو مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کی کفریات پر حاصل کیے تھے، مولانا قصوری کے بقول ان کو یہ فتوے 1305ھ (1888ء) میں موصول ہو چکے تھے، یہ الگ بات ہے کہ مولانا قصوری کے حاصل کردہ فتاویٰ کی اشاعت مولانا بٹالوی والے فتوے کی اشاعت کے بعد ہوئی تھی، لیکن مولانا بٹالوی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اور ان جیسے دوسرے اہل علم مولانا قصوری کے حاصل کردہ اس "متفقہ فتویٰ" سے آگاہ ضرور تھے.

مولانا بٹالوی مرحوم پر پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کا الزام

مولانا داود ارشد صاحب نے مولانا بٹالوی مرحوم کی اس تحریر سے یوں جان چھڑانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ:

"رہے اس فتویٰ سے متعلق مولانا بٹالوی مرحوم کے بیانات تو وہ محض ان لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر لکھے گئے تھے کیوں کہ کتاب تو شائع شدہ نہ تھی (اور اب جو شائع شدہ ہے، اس کے متعلق بالجزم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اصل ہے یا اس میں کوئی گڑبڑ کی گئی) اور مولانا بٹالوی مرحوم کا قصوری صاحب سے میل جول تھا اور نہ لدھیانہ والوں سے راہ ورسم تھی".

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 17)

قارئین محترم! مولانا داود ارشد صاحب ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ ان کے سرخیل مولانا بٹالوی مرحوم "لوگوں کے پروپیگنڈے" سے متاثر ہو کر بلا تحقیق بیانات شائع کردیا

کرتے تھے، ہم اس پر مزید تبصرہ نہیں کرتے، مولانا داود ارشد صاحب خود ہی اپنی بات اور اس کے نتیجے پر غور فرمالیں کہ وہ مولانا بٹالوی کے حامی ہیں یا مخالف؟، نیز کیا وہ اس بات کا اقرار کررہے ہیں کہ مولانا بٹالوی صاحب تک واقعی یہ باتیں پہنچی تھیں کہ "بہت سے علماء ہندوستان و پنجاب و عرب کا براہین احمدیہ میں درج مرزا کے الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا" (جسے مولانا داود ارشد صاحب "پروپیگنڈا" بتا رہے ہیں)؟؟ رہا مولانا داود ارشد کا اس بات میں شک کا اظہار کہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کی جو کتاب شائع شدہ ہے یہ اصل بھی ہے یا نہیں؟ تو اس میں بھی کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ جن لوگوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے میں تحریف کردی ان کا دوسروں کے بارے میں بھی ایسے ہی شک کا اظہار کرنا سمجھ میں آتا ہے۔

یاد رہے! ہمارے پاس مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کی اس کتاب کی طبع اول کی سکین شدہ کاپی موجود ہے، یہ کتاب پہلی بار مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی کی زندگی میں (صفر 1312ھ میں) شائع ہوئی تھی، اس کی اشاعت کے بعد مولانا بٹالوی مزید بیس سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے لیکن انہوں نے تو کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ "میں پروپیگنڈے کا شکار ہوگیا تھا"۔

اسی طرح مولانا بٹالوی نے 1892ء میں ایک بار پھر اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ کے بارے میں لکھا کہ:

"اشاعۃ السنۃ نے جس قدر کادیانی کو اس کے سابق دعوائے نصرت اسلام کی نظر سے مسلمان جان کر اور اس کی کتاب براہین کی جھوٹی لاف زنیوں کو سچے وعدے سمجھ کر اس پر ریویو لکھ کر اونچا کیا تھا، اس سے وہ چندا سکے

چھپے کفر کے ظاہر ہو جانے اور اس کی کتاب براہین کے مخفی الحادات کھل کھل جانے پر اسے نیچے گرادیا اور تحت الثری تک پہنچا دیا ہے. اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب و بمبئی و مدراس وغیرہ کے گلی کوچہ میں اس کے کفریہ عقائد و مقالات کو شائع و مشتہر کر کے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کر دیا ہے کہ یہ شخص زندیق و ملحد ہے اور اس کی تصانیف جن میں براہین کے فریب آمیز وذوالوجوہ عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8)

اس اقتباس میں مولانا بٹالوی نے صراحت کے ساتھ مرزا کی تصانیف کو جن میں براہین احمدیہ کی فریب آمیز عبارات و بیانات بھی داخل ہیں" مجموعہ کفریات" تسلیم کیا ہے، نیز یہ غلطی بھی تسلیم کی ہے کہ انہوں نے اشاعۃ السنۃ میں جو مرزا کی کتاب براہین پر (تائیدی) ریویو لکھ کر اس کو اونچا کیا تھا یہ صرف مرزا کے بارے میں ان کے سابقہ حسن ظن کی وجہ سے تھا اور اب اسی اشاعۃ السنۃ نے مرزا کو نیچے بھی گرادیا ہے.

اور 1893ء میں مولانا بٹالوی نے لکھا :

"کادیانی نے ابتداء سے آج تک اسلام اور مسلمانوں کی کیا مدد کی ہے کہ آئندہ اس سے امید ہو سکے، کس کس مخالف اسلام سے اس نے مباحثہ کر کے اس پر فتح نمایاں پائی، کس اصول مخالفین اسلام پر اس نے پوری بحث کر کے اس کی بیخ کنی کی ہے، کون سی کتاب میں اس نے اسلام کی پوری تائید کی ہے، کتاب براہین احمدیہ میں اس نے بیان تین سو دلائل حقیت اسلام کا جھوٹا وعدہ دے کر اور خلاف واقع طمع دلا کر دس ہزار سے زائد روپیہ مسلمانوں کا کھینچا اور خورد برد کیا اور اس کتاب میں ایک دلیل بھی پوری بیان نہ کی اور نہ دس برس کے عرصہ میں کتاب چھپوائی (یعنی

براہین احمدیہ مکمل نہ کی. ناقل) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور اس کے دلائل ہنوز دربطن شاعر کا مصداق ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، جلد 16 نمبر 7، صفحہ 211)

پھر سنہ 1895ء میں مولانا بٹالوی نے لکھا کہ وہ :

" کیا د صاحب (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) نے اپنا باطل مذہب چلانے اور اس ذریعے سے دنیا کا عیش اڑانے کے لئے کئی حیلے کیے اور کھیل نکالے، مگر وہ کارگر نہ ہوئے، سب سے پہلے آپ نے اسلام کا وکیل بن کر اسلام کی طرف سے اقوام غیر سے مقابلہ و مباحثہ کرنے کا بیڑا اٹھایا، اور ایک کتاب براہین نام کی تصنیف کا اشتہار دیا، اور اس کے ذریعے باقرار خود دس ہزار روپیہ کے قریب شائقین تائید اسلام سے بٹورا، پھر جب دیکھا کہ منجملہ تین سو دلائل عقلیہ کے جو قرآن ہی سے نکال کر اس کتاب میں پیش کرنے کا میں نے وعدہ دیا ہے، ایک دلیل میں بیان نہیں کرسکا اور نہ کرسکتا ہوں، تو اسی کتاب کی تیسری جلد میں الہام بازی شروع کردی اور اپنی مجددیت اور بہت سے پہلے اکابر اولیا پر فوقیت کے دعوے کی پٹڑی جمادی، اس سے دکان اچھی طرح نہ چلی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے دعوے کا جھنڈا کھڑا کردیا".

(اشاعۃ السنۃ، جلد 18 نمبر 7، صفحہ 195)

نوٹ : براہین احمدیہ کی تیسری جلد سنہ 1882ء میں شائع ہوئی (تعارف براہین احمدیہ از جلال الدین شمس، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ V) اور مولانا بٹالوی بتاتے ہیں کہ براہین کی تیسری جلد میں مرزا نے اپنی مجددیت کا دعویٰ کیا، لہٰذا مولانا داود ارشد کا یہ باور کروانا کہ مرزا نے مجددیت کا دعویٰ 1884ء کے بعد کیا تھا درست نہیں بنتا (دیکھیں : الاعتصام، 20

تا 26 نومبر 2020م،صفحہ 16).

پھر اسی شمارے میں مولانا بٹالوی نے لکھا کہ وہ :

" براہین کو ایک مدت سے جب سے کہ کادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگ گیا ہے مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ و گوزہائے شتر (یعنی اونٹ کے پاد. ناقل) جانتے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ،نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202و203)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی پر آخرکار یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ مجموعہ خرافات و اباطیل ہے (اباطیل "باطل" کی جمع ہے. ناقل) اور اس کتاب میں مرزا نے جو الہامات درج کیے ہیں (جن کا 1884ء میں مولانا بٹالوی ہی نے پرزور دفاع کیا تھا. ناقل) در اصل شیطانی احتلام ہیں اور ان کی حیثیت اونٹ کے پاد سے زیادہ نہیں، نیز براہین احمدیہ میں مرزا، اسلام کی تائید میں ایک دلیل بھی پیش نہ کرسکا.

اسی طرح مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کو ایک اور جگہ "سڑیل کتاب" اور" مجموعہ احتلامات شیطانی" لکھا (دیکھیں :اشاعۃ السنۃ،نمبر 4 جلد 18،صفحہ 131).

قارئین محترم! یوں آخر کار مولانا بٹالوی نے تسلیم کیا کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" رحمانی الہامات کا مجموعہ نہیں بلکہ "شیطانی احتلامات" کا مجموعہ تھی.

سنہ 1904ء میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے زیر عنوان" کرشن قادیانی اور مسلمانان" یوں لکھا :

" قادیان کے کرشن (مرزا غلام احمد) مہاراج نے پہلے وکیل و مناظر غیر

اقوام منجانب اسلام کا روپ بھرا تھا، اور قرآن و اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکالنے کا وعدہ دے کر (بحسب اعتراف خود) دس ہزار روپیہ مسلمانوں کا بٹورا و ازانجا کہ ان تین سو دلائل کا وجود کتاب براہین میں تو کب ہوتا اس کے دماغ میں بھی نہ تھا، لہٰذا اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ ولی اور نبی بننے کا جمایا، اور وحی و الہام (جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے) کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا جال بچھایا — ان الہاموں میں کبھی آپ نے آدم علیہ السلام کا روپ بھرا کبھی حضرت عیسیٰ و آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے سے بہت سے عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کو اپنے دام میں پھنسایا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226و227)

مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اس بیان میں جو کہ 1904ء کا ہے یہ تسلیم کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی تیسری جلد میں اس وحی و الہام کا دعویٰ کیا جو کہ انبیاء کا خاصہ ہے اور یوں نبی بننے کا روپ جمایا، نیز اس نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا روپ بھرا.

یوں آخر کار مولانا بٹالوی مرحوم نے یہ بات تسلیم کر لی کہ "براہین احمدیہ" میں واقعی ایسی خرافات و کفریات موجود تھیں جن کی بناء پر علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی.

اب مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ بیان غور سے پڑھیں جو آپ نے سنہ 1892ء میں لکھا (اس وقت تک مولانا بٹالوی پر مرزا کی اصلیت واضح ہو چکی تھی اور آپ بھی اس پر کفر کا فتویٰ لگا چکے تھے) :

" کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے "

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

یہ مولانا بٹالوی کا ایک اور اقرار ہے کہ جب مرزا کی کتاب " براہین احمدیہ " منظر عام پر آئی تو پنجاب کے بعض علماء نے اس پر کفر کے فتوے لگائے تھے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ شخص در پردہ نبوت کا مدعی ہے. یہ پنجاب کے بعض علماء اور کوئی نہیں بلکہ لدھیانوی برادران ہی تھے، کیونکہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے ریویو میں " فریق مکفر " صرف اور صرف لدھیانہ کے ان علماء کا نام لے کر انھیں ہی بتایا ہے، اگر کوئی اور اس وقت مرزا کی تکفیر کرنے والا ہوتا تو وہ اس کا ذکر بھی ضرور کرتے.

نوٹ

مولانا بٹالوی مرحوم کا شائع کردہ فتویٰ جب 1986ء میں دارالدعوۃ السّلفیہ نے چھاپا تو اس میں مولانا بٹالوی کے فتوے کے بعد ایک فتویٰ بعنوان " فتویٰ شریعت غرّاء نمبر 1 " بھی نقل کیا گیا ہے، اس فتویٰ میں ایک عنوان ہے " مرزا کی طرف سے دعوائے نبوت " اور اس میں سب سے پہلا حوالہ یوں لکھا ہے :

" الہام (قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ) یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو. بلفظہ براہین احمدیہ، صفحہ 239.

(پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ، صفحہ 164، مطبوعہ دارالدعوۃ السّلفیہ، لاہور)

غور فرمائیں! اس فتویٰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ مرزا نے براہین احمدیہ میں ہی

نبوت کا دعویٰ کیا تھا جب اس نے اپنا مذکورہ الہام اس کتاب میں لکھا تھا.

علماء لدھیانہ کا موقف

قارئین محترم! یہ تو تھے اس زمانہ میں موجود ایک عینی شاہد مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے واضح اور صریح بیانات، اب آتے ہیں دوسرے فریق یعنی لدھیانوی علماء کی طرف جنہیں مولانا بٹالوی نے سنہ 1884ء میں "مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے والے" بتایا.

شاید کوئی یہ مغالطہ دے کہ ٹھیک ہے ہم مولانا بٹالوی کی بات تسلیم کر لیتے ہیں کہ لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا کی تکفیر کی تھی لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا (یہ دھوکہ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بھی دیا ہے اور اپنے مضمون کی پانچویں قسط میں مولانا داود ارشد صاحب نے بھی دیا ہے) تو آیئے ہم علماء لدھیانہ سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فتوائے تکفیر سے کبھی بھی رجوع نہیں کیا تھا، اور یہ بات بھی ہمیں کسی قادیانی یا بعد میں پیدا ہونے والے کسی مصنف نے نہیں بتائی بلکہ مولانا بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنۃ میں ہی ملتی ہے، جب مولانا بٹالوی کا مرزا قادیانی سے حسن ظن ختم ہو گیا اور وہ اس کی اصلیت جان گئے تو انہوں نے مرزا کے خلاف ایک فتویٰ لیا اور اس کی تائید میں ہندوستان کے بہت سے علماء سے بھی دستخط لیے، اسی سلسلے میں لدھیانہ کے انہی علماء کے پاس بھی یہ فتویٰ تائید کے لیے پیش کیا گیا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟ آیئے مولانا بٹالوی کے قلم سے ہی پڑھتے ہیں :

> "بعض علماء وصوفیائے لودھیانہ : لودھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ محتوی پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنا اشتہار 29 رمضان 1308ھ اس پر یہ عبارت لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا.. یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے

درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے مرزا غلام احمد کادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے"..

(آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں)..

" وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے اس لیے اس کے صرف چند فقرات اس مقام میں نقل کیے جاتے ہیں — چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کر دیا تھا۔ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں، جب مرزا کادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا بعد میں عیسی موعود ہونے میں کلام شروع ہوگی، خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے، جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں.. المشتہران : مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز سکنائے لدھیانہ"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)

مولانا بٹالوی مرحوم نے لدھیانہ کے ان علماء کی یہ تحریر من وعن شائع کر دی جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ " ہم نے سنہ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے".

قارئین محترم! سنہ 1301ھ کی اگر عیسوی سنہ نکالی جائے تو وہی 1884ء بنے گی، اس تحریر پر مولانا بٹالوی نے کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا کہ یہ بات غلط ہے، یا انہوں

نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا، یا انہوں نے بعد میں رجوع کرلیا تھا بلکہ مولانا بٹالوی مرحوم نے کمال دیانت سے ان کی یہ بات نقل کردی کیونکہ انہیں علم تھا کہ ان حضرات نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا اور اس سے رجوع نہیں کیا تھا، نیز علماء لدھیانہ کے اسی بیان سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ انہوں نے اپنے سنہ 1301ھ والے فتوے سے کبھی رجوع نہیں کیا تھا۔

"الاعتصام" کے مضمون نگار مولانا محمد داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون میں ایک جگہ مغالطہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "ویسے بھی معروف قاعدہ فقہیہ ہے کہ السکوت في معرض الحاجة الی البیان بیان .. یعنی جہاں وضاحت کی ضرورت ہوتو ایسی جگہ خاموشی کو اقرار سمجھا جائے گا..."

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10 و 11)

اب ذرا ہمارے فاضل محقق صاحب اسی قاعدہ کو یہاں لگالیں کہ لدھیانوی علماء نے سنہ 1891ء میں مولانا بٹالوی کو یہ لکھ بھیجا کہ "ہم نے تو مرزا کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ 1301ھ میں ہی جاری کردیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے"، تو مولانا بٹالوی مرحوم نے ان کا یہ بیان اپنے رسالہ میں شائع بھی کردیا اور ان کے اس بیان سے کسی قسم کا اختلاف نہ کیا بلکہ اس پر سکوت فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء لدھیانہ کے اپنے بیان کے ہوتے ہوئے اور مولانا بٹالوی کے اس بیان کو بغیر کسی تبصرہ کے اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کرنے کے بعد ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا، ہاں جیسا کہ ہم نے پہلے متعدد بار ذکر کیا ہے کہ کسی ایک مسئلہ میں مختلف مفتیوں کے

فتوے الگ الگ ہوسکتے ہیں، کسی کے سامنے مسئلہ کی ایسی جزئیات وتفاصیل ہوتی ہیں کہ وہ ان کے مطابق فتویٰ دیتا ہے اور کسی کے پاس جزئیات وتفاصیل نہیں ہوتیں اور وہ الگ فتویٰ دیتا ہے، یا کسی کے سامنے کسی مصنف کی کتاب موجود ہوتی ہے اور وہ اس کا تفصیلی مطالعہ کرتا ہے تو اس کا کتاب کے بارے میں فتویٰ الگ ہوتا ہے، اور کسی کے سامنے صرف کتاب کے چند اقتباسات ہوتے ہیں یا لوگوں کی بیان کردہ باتیں ہوتی ہیں تو اس کا فتویٰ الگ ہوتا ہے، اس لیے اگر دیوبند کے علماء یا کسی اور عالم نے اس وقت فتوائے کفر کی تائید کرنے میں جلدی نہیں کی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا، بلکہ مولانا یعقوب نانوتوی صاحب رحمہ اللہ نے تو صاف یہ فرمایا تھا کہ "میں آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا" کیونکہ آپ اس کے حالات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ نے اس کی کتاب کے چاروں حصوں کو بھی دیکھا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بحث بھی بے فائدہ ہے کہ علماء لدھیانہ نے جن وجوہ کی بنیاد پر اپنا فتویٰ دیا تھا وہ وجوہ غلط تھیں، لہٰذا ان کا فتویٰ غلط تھا، کیونکہ ہمارا موضوع سخن مرزا کی وجوہ تکفیر نہیں بلکہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ کس نے دیا تھا، اور یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ یہ فتویٰ لدھیانہ کے ان علماء نے ہی دیا تھا جن کا ذکر مولانا بٹالوی نے بھی کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے اور وہ علماء لدھیانہ خود بھی اس کے مدعی ہیں، اور جن وجوہات کی بنیاد پر دیا تھا وہ وجوہ خود مولانا بٹالوی نے مختصراً اپنے ریویو میں ذکر بھی کردی تھیں، اور ان علماء لدھیانہ کے مطابق مرزا کی تکفیر کے لیے یہ وجوہ کافی تھیں (اور بعد میں جب مرزا نے خود اپنے دعووں کی بنیاد اپنے انہی براہین احمدیہ میں درج الہامات کو قرار دیا تو پھر مولانا بٹالوی بھی اس بات سے متفق ہوگئے کہ براہین احمدیہ بھی مجموعہ کفریات کتابوں میں سے ایک ہے، جس کا حوالہ پہلے گزرا)۔

اب ہم مولانا محمد داود ارشد و اعوانہ کو انہی کے الفاظ واپس لوٹاتے ہیں کہ "وہ اور ان کے اعوان سر توڑ کوشش کرلیں وہ ان حقائق کو دلیل سے رد نہیں کر سکتے".

(یہ تعلّی آنجناب نے "الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020 صفحہ 11 پر ماری ہے)

مرزا قادیانی کا "لدھیانہ" ہی میں حقیقت کا اقرار

اب تیسرے فریق، یعنی مرزا قادیانی (مولانا داود ارشد کے مرکزی گواہ) کا بیان بھی پڑھ لیں، اس نے اس فتوے کے کئی سال بعد سنہ 1905ء میں اسی شہر لدھیانہ میں (بقول قادیانی جماعت) ہزاروں آدمیوں کے سامنے ببانگ دہل یہ بیان دیا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا تھا".

پھر اس کے بعد مولانا بٹالوی والے فتوے کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا:

"میرا خیال ہے وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں.....الخ"

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 249–250)

مولانا محمد داود ارشد صاحب! ذرا آنکھوں سے مسلکی تعصب کی عینک اتار کر غور فرمائیں، آپ نے مرزا قادیانی کے بہت سے حوالے نقل کیے ہیں اور پھر حقائق کو جھٹلانے کی غرض سے من مانے استنباط کر کے بہت کچھ مطلب نکالے ہیں، لیکن یہاں مرزا قادیانی کے الفاظ صریح ہیں کہ "سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا تھا"، اور پھر وہ مولانا بٹالوی والے فتوے کو "دوبارہ" کے الفاظ سے بیان

کر رہا ہے، یعنی وہ فتویٰ "اوّل" فتوے کے بعد آیا تھا، تو کیا مولانا داود ارشد صاحب مرزا کے اس بیان سے متفق ہیں؟، اور ہاں! مرزا قادیانی نے ہرگز کہیں یہ ذکر نہیں کیا کہ بعد میں لدھیانہ کے ان مولویوں نے اپنے اول فتوے سے رجوع بھی کرلیا تھا. جبکہ اسی مرزا قادیانی نے سنہ 1899ء میں گورداسپور کی عدالت میں ایک اقرار پر مولانا بٹالوی کے دستخط کرنے کے بعد ان کے بارے میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس اقرار پر دستخط کر کے کہ "میں آئندہ مرزا کو کافر اور کاذب نہیں کہوں گا" انہوں نے (یعنی مولانا بٹالوی نے. ناقل) اپنے 1891ء والے فتوے کو کالعدم کر دیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیں : مرزا قادیانی کی کتاب "تریاق القلوب"، روحانی خزائن، جلد 15 صفحہ 431 تا 432) لیکن چونکہ اس وقت ہمارا موضوع یہ نہیں اس لیے یہاں ہم صرف اتنا ہی اشارہ کر کے آگے چلتے ہیں، اگر ضرورت پڑی تو آگے اس پر کچھ مزید تفصیل بھی عرض کر دیں گے).

یاد رہے! مرزا قادیانی کا یہ لیکچر سب سے پہلے "الحکم" کے 10 ستمبر تا 3 نومبر 1906ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا (دیکھیں : روحانی خزائن، ج 20 ص 249 کا حاشیہ) اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اس وقت زندہ تھے (مولانا بٹالوی کی وفات سنہ 1920ء میں ہوئی) اس لیکچر کے شائع ہونے کے بعد مولانا بٹالوی نے پوری زندگی مرزا کے اس بیان کی تردید نہیں فرمائی کہ "سب سے اوّل مجھ پر کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے چند مولویوں نے دیا تھا"، تو کیا مولانا داود ارشد مع جمیع اعوانہ واحبابہ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا کے اس بیان کی کہیں تردید کی ہو؟ (واضح ہو کہ مولانا داود ارشد صاحب نے ایسے چیلنج اپنے مضمون میں جا بجا دیے ہیں، ہم انہی کے الفاظ انہیں لوٹا رہے ہیں)، اگر نہیں ثابت کر سکتے تو پھر اپنے مضمون میں دیے گئے اس فقہی قاعدے کو ایک بار پھر پڑھ لیں کہ "السكوت في معرض الحاجة الى البيان

بیان" یعنی جہاں وضاحت کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ خاموشی کو اقرار سمجھا جائے گا.

مولانا داود ارشد صاحب کا "مسلکی تعصب" سے مغلوب ہو کر نامناسب اسلوب

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ یہاں زیر بحث علماء لدھیانہ کی ذات یا مولانا بٹالوی کی ذات نہیں تھی، لیکن "الاعتصام" کے مضمون نگار حقائق سے جان چھڑانے کی کوشش میں مرزا قادیانی کی سب سے پہلے تکفیر کرنے والے ان علماء لدھیانہ کی ذات پر بھی طعن و تشنیع کے تیر برسانے سے باز نہیں آئے، معاف کیجئے گا ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مسلمان عالم نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا کوئی وکیل یا" قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد" یہ تحریر لکھ رہا ہے، چنانچہ اپنے مضمون کی تیسری قسط یہاں سے شروع کرتے ہیں :

> " مرزا قادیانی لدھیانہ میں قیام پذیر تھا اور یہیں سے اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، پہلے فتح اسلام شائع کی اور بعد میں توضیح مرام کی اشاعت ہوئی، یہ واقعہ جنوری 1891ء کے آخر یا فروری کے ابتدائی ایام کا ہے، مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ جو امرتسر میں رہائش رکھتے تھے انہوں نے فروری کے پہلے ہفتے ہی سے اشتہار پہ اشتہار دیا کہ مرزا کافر و ملحد اور دجال و کذاب ہے (ملاحظہ ہو مکتوب مرزا بنام نورالدین : مورخہ 9 فروری، 16 فروری، 9 مارچ 1891ء مندرجہ مکتوبات احمد 2 : / 102، 105، 110) مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ نے بھی اسی وقت مرزا کو کافر و ملحد کہا، مگر لدھیانہ کے یہ تینوں بھائی خاموش رہے. پھر مرزا نے مورخہ 26 مارچ 1891ء کو اشتہار شائع کیا جس میں ان تینوں مجاہدین ختم نبوت (یہ داود ارشد صاحب نے طنزاً لکھا ہے. ناقل) کا نام لے کر

مبارزت کی، مگر" وکلائے اسلام" (حقیقت میں" انا ولا غیري " کا نعرہ مستانہ بلند کرنے والے ان شیر بہادروں) نے سکوت ہی کیا، مرزا تکبر و گھمنڈ سے انہیں بلاتا رہا، مگر یہ ٹس سے مس نہ ہوئے، کیا خوف تھا، کون سی مصلحت تھی ...... ختم نبوت کو اپنا ایمان دھرم کہنے والے مسلمانوں کے ایمانوں کو محفوظ کرنے کے بجائے گھروں میں دبک کر کیوں بیٹھے رہے؟ علماء لدھیانہ کو اول المکفرین کہنے والوں سے پوچھتے ہیں اور ہم اس سوال میں حق بجانب بھی ہیں کہ ان کی خاموشی کا کیا راز تھا؟.... ان کی لاتعلقی کو دیکھ کر مرزا قادیانی نے 3 مئی 1891ء کو مکرر اشتہار شائع کر کے انہیں دعوت مقابلہ دی........ الخ".

(ملخصاً: الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10)

قارئین محترم! اس مقام پر" الاعتصام" کے مضمون نگار اپنے مسلکی تعصب کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے منصب سے بہت نیچے اتر آئے، انہوں نے قادیانی مؤرخ " دوست محمد شاہد" کی زبان بولنا شروع کر دی، ہم نہیں چاہتے تھے کہ جو ہمارا موضوع نہیں ہم اس طرف آئیں، لیکن ان" محقق اعظم" صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے چند اشارے کیے دیتے ہیں.

تو جناب، جہاں تک آپ کے" علمائے لدھیانہ کو اول المکفرین کہنے والوں سے سوال" کا تعلق" ہے تو ہم نے تو آپ کو بتا دیا کہ ہمیں یہ بات مولانا محمد حسین بٹالوی نے ہی بتائی ہے جب وہ خود مرزا کی قادیانی کی گمراہ کن اور کفریات پر مشتمل کتاب " براہین احمدیہ" کے حق میں ریویو لکھ رہے تھے اور مرزا کی ایک ایک بات کا دفاع تفصیل کے ساتھ کر رہے تھے تو اس وقت یہی تین" شیر بہادر" علماء لدھیانہ تھے جو مرزا قادیانی کی

تکفیر کر رہے تھے، ہم تو مولانا بٹالوی کی اس گواہی کی بنیاد پر ان علماء لدھیانہ کو" اول المکفرین" کہہ رہے ہیں، اب یہ آپ نے بتانا ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے ان علماء لدھیانہ کے ساتھ اپنی سابقہ چپقلش کی بنا پر اور اس وقت کی انگریز حکومت کو ان علماء لدھیانہ کے خلاف بھڑکانے کے لیے (نعوذ باللہ) یہ جھوٹا الزام لگایا تھا کہ" یہ لوگ مرزا قادیانی جیسے نیک آدمی کی تکفیر کرتے ہیں" یا مولانا بٹالوی نے وہی لکھا جو سچ تھا؟ یا اس وقت بھی مولانا بٹالوی نے لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر علماء لدھیانہ کے خلاف یہ سب کچھ لکھا تھا؟ بینوا توجروا۔

بہر حال آپ اس بات سے کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا قادیانی کے دفاع میں اور اس کی کتاب" براہین احمدیہ" کے حق اور تائید میں سب سے پہلے جو تبصرہ لکھا گیا (بلکہ ہمارے علم کے مطابق کسی مسلمان عالم کی طرف سے یہ واحد مفصل تائیدی تبصرہ تھا) وہ مولانا بٹالوی مرحوم نے ہی لکھا، اور اسی تبصرہ میں مولانا بٹالوی نے ان علماء لدھیانہ کا نام لے کر ذکر کیا جو اس وقت مرزا کی تکفیر کر رہے تھے۔ اگر آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں تو میدان بھی حاضر ہے اور گھوڑا بھی، ہماری اصلاح کر دیجئے۔

لہٰذا آپ کا یہ سوال تو مولانا بٹالوی مرحوم سے بنتا ہے نہ کہ ہم سے، کیونکہ ان علماء لدھیانہ کا" اول المکفرین" ہونا یہ انہی کے بیان سے ثابت ہوتا ہے۔

رہا آپ کا یہ طنز کہ مرزا قادیانی نے 26 مارچ 1891ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں ان تینوں علماء لدھیانہ کا نام لے کر مبارزت کی، لیکن یہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور گھروں میں دبکے بیٹھے رہے، حتیٰ کہ مرزا نے ایک اور اشتہار 3 مئی 1891ء کو شائع کیا جس میں انہیں مقابلہ کی دعوت دی۔

تو سب سے پہلے کیا ہم ان" محقق اعظم" صاحب سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ مرزا

قادیانی کی ان تینوں علماء لدھیانہ کے ساتھ کیا سابقہ دشمنی تھی کہ وہ اپنے اس اشتہار کے شروع میں ہی خاص طور پر ان تین کا نام لے کر مبارزت کر رہا ہے؟ انہوں نے مرزا کو کیا کہا تھا؟ بات پوری بتایا کریں، پھر مرزا قادیانی نے اس اشتہار کے آخر میں بھی ان تینوں بھائیوں کا خاص طور پر ذکر کیا، تو کیا علماء لدھیانہ کا مرزا قادیانی کے ساتھ جائداد کا کوئی مقدمہ چل رہا تھا؟ یا کوئی خاندانی دشمنی چلی آ رہی تھی؟ جو مرزا کے بقول" مخالفانہ رائے" ظاہر کر رہے تھے؟ یا اگر وہ مرزا کے خلاف کچھ نہیں کہہ رہے تھے بلکہ گھروں میں دبکے بیٹھے ہوئے تھے تو مرزا نے انہیں مخالفانہ رائے ظاہر کرنے والوں میں شمار کیوں کیا؟ آپ کی اور آپ کے مؤرخ صاحب کی تحقیق انیق تو یہ ہے کہ علماء لدھیانہ نے 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف جو فتوائے کفر دیا تھا، اس سے انہوں نے اسی زمانہ میں رجوع کر لیا تھا تو یہ بات مرزا قادیانی کو کسی نے نہیں بتائی تھی جو وہ 1891ء میں بھی ان علماء کو مقابلہ کی دعوت دے رہا تھا اور اپنا مخالف بتا رہا تھا؟

اصل بات یہ ہے کہ چونکہ مولانا داود ارشد نے خود تحقیق نہیں فرمائی بلکہ زیادہ تر مواد اپنے مؤرخ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی کتاب اور" الاعتصام" میں چھپنے والے مضامین سے لے کر کام چلایا ہے اور وہی مغالطے آگے نقل کر دیے ہیں، اس لیے ان کے علم میں اضافہ کے لیے ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے،" تاریخ احمدیت" کا قادیانی مصنف " دوست محمد شاہد" مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کے بعد 3 مارچ 1891ء کو ہونے والے اسی سفر لدھیانہ کا احوال بیان کرتے ہوئے جس کا ذکر مولانا داود ارشد نے کیا ہے، لکھتا ہے :

"لدھیانہ کے علماء (مولوی محمد صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب وغیرہ) جو براہین کی اشاعت کے زمانے سے مخالفت کرتے چلے آرہے

تھے اب اس دعوے پر پہلے سے زیادہ مشتعل ہو گئے اور انہوں نے آپ کے ورود لدھیانہ پر آپ کے خلاف مخالفت کی آگ لگا دی، ان کے حوصلے اس حد تک بڑھے کہ وہ مسلمانوں کو آپ کے قتل پر کھلم کھلا اکساتے....."

(تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 392، 93 طبع قادیان 2007ء)

قارئین محترم! ایک طرف قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد کا مندرجہ بالا بیان ہے، اور دوسری طرف مولانا داود ارشد اوران کے مؤرخ صاحب کا یہ بیان ہے کہ:

"ختم نبوت کو اپنا ایمان دھرم کہنے والے مسلمانوں کے ایمانوں کو محفوظ کرنے کے بجائے گھروں میں دبک کر کیوں بیٹھے رہے؟ علماء لدھیانہ کو اول المکفرین کہنے والوں سے پوچھتے ہیں اور ہم اس سوال میں حق بجانب بھی ہیں کہ ان کی خاموشی کا کیا راز تھا؟...."

قادیانی مؤرخ تو لکھتا ہے کہ لدھیانہ کے یہ علماء "براہین احمدیہ" کے زمانہ اشاعت سے مسلسل مرزا قادیانی کی مخالفت کرتے چلے آرہے تھے اور جب مرزا قادیانی دعوائے مسیحیت کے بعد پہلی بار مارچ 1891ء میں لدھیانہ آیا تو یہ علماء پہلے سے زیادہ مشتعل ہو گئے اور انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف لدھیانہ میں آگ لگا دی اور مرزا کے قتل پر لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا (ایسی ہی بات مرزا قادیانی کے ایک سوانح نگار ڈاکٹر بشارت احمد نے بھی لکھی ہے، دیکھیں: مجدد اعظم، صفحہ 118 طبع 1939ء).

لیکن ہمارے کرم فرما صرف مسلکی تعصب میں اندھے ہو کر انتہائی ناانصافی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان علماء اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی لدھیانہ میں آیا تو یہ لوگ اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے اور خاموش رہے۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نوٹ : ہم نے قادیانی مؤرخ "دوست محمد شاہد" کا حوالہ اس لیے دیا ہے کیونکہ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بھی "دوست محمد شاہد" کا حوالہ اپنی کتاب "تحریک ختم نبوت" جلد 1 صفحہ 36 پر اسی دور پر بات کرتے ہوئے اور یہ ثابت کرنے کے لیے دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتوائے کفر مولانا بٹالوی نے دیا تھا، نیز اپنی کتاب میں جابجا اسی قادیانی مؤرخ کے حوالے دیے ہیں، ورنہ زیر بحث موضوع میں ہمارے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ہی ہیں، ہمیں نہ مرزا قادیانی کے بیانات کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے کسی چیلے کے بیانات کی.

مولانا داود ارشد صاحب کی ایک خیانت

آنجناب نے لکھا ہے کہ :

" مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ جو امرتسر میں رہائش رکھتے تھے انہوں نے فروری (سنہ 1891ء .ناقل) کے پہلے ہفتے ہی سے اشتہار پہ اشتہار دیا کہ مرزا کافر وملحد اور دجال وکذاب ہے".

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10 اور صفحہ 14)

مولانا! آپ نے اپنی اس تحریر میں دو دعوے کیے ہیں کہ :

1) مولانا عبدالحق غزنوی نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے سے اشتہار پر اشتہار دیا.

2) ان اشتہاروں میں انہوں نے مرزا قادیانی کو" کافر اور دجال وکذاب " لکھا.

اور آپ نے حوالہ کے طور پر مرزا قادیانی کذاب کی طرف سے حکیم نور الدین

بھیروی کو لکھے گئے تین خطوط کا حوالہ یوں دیا ہے (ملاحظہ ہو مکتوب مرزا بنام نورالدین : مورخہ 9 فروری، 16 فروری، 9 مارچ 1891ء مندرجہ مکتوبات احمد 2 : / 102، 105،110).

اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے پاس اس بات کی کوئی دلیل مرزا قادیانی کے خطوط کے علاوہ موجود نہیں، نیز آپ کے ذمہ ہے کہ آپ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم کی طرف سے بقول مرزا قادیانی شائع شدہ اشتہار کا مکمل متن پیش کریں، لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے یہاں خیانت کا ارتکاب کیا ہے، آپ نے مرزا قادیانی کے جن تین خطوط کا حوالہ دیا ہے.

1) ان میں سے پہلے یعنی 9 فروری 1891ء والے خط میں مرزا نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ "میاں عبدالحق غزنوی نے میرے جہنمی ہونے کا الہام ظاہر کیا ہے" اور مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں.

2) دوسرے یعنی مورخہ 16 فروری والے خط میں مرزا قادیانی نے مولوی عبدالجبار اور میاں عبدالحق کے خطوط کا تذکرہ کیا ہے نہ کہ اشتہار کا، اور پھر یہ بتایا ہے کہ یہ حضرات اپنے الہامات سے مجھے "ضال، ملحد اور جہنمی" کہتے ہیں.

3) اور تیسرے یعنی مورخہ 9 مارچ 1891ء والے خط میں مرزا قادیانی نے صرف میاں عبدالحق غزنوی کے بارے میں یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مباہلہ کی درخواست کی ہے، اس خط میں کسی قسم کا یہ ذکر نہیں کہ وہ مرزا کو کافر یا جہنمی یا دجال یا اور کیا کہتے ہیں.

اب ہمارا سوال ہے کہ مولانا محمد داود ارشد صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ "مولانا عبدالحق غزنوی نے اپنے اشتہار میں مرزا کو "کافر اور دجال اور کذاب" بھی لکھا تھا، یہ تین الفاظ مرزا قادیانی کے ان تین خطوط میں سے کس خط سے آپ نے لئے ہیں؟

یاد رہے! آپ نے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے فتوے کی وقعت کم کرنے کے لئے لکھا ہے کہ وہ تو صرف مرزا قادیانی کی "گمراہی وضلالت" پر تھا (الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 18)۔یعنی آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کے مولانا قصوری کے فتوے میں مرزا کے "کافر ومرتد" ہونے کا ذکر نہیں تھا. تو جناب! میاں عبدالحق غزنوی سے متعلق مرزا کے جن خطوط کا آپ نے حوالہ دیا ہے ان میں بھی تو مرزا کے "کافراور دجال اور کذاب" ہونے کا ذکر نہیں لیکن آپ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے اضافہ کردیے، یا اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ کسی کو "ضال اور ملحد وغیرہ" کہنا بھی اس کی تکفیر ہے تو یہ بات صراحت کے ساتھ لکھیں.

نیز آپ نے لکھا کہ "مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے سے اشتہار پر اشتہار دیا" جس سے آپ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ یہ ایک اشتہار نہیں تھا بلکہ متعدد الگ الگ اشتہار تھے،تو سوال ہے کہ آپ نے مرزا قادیانی کے ان تین خطوط میں سے کس خط سے یہ بات کشید کی؟

ضروری وضاحت : مولانا داود ارشد صاحب کا یہ لکھنا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے حاصل کردہ فتویٰ میں مرزا قادیانی کی صرف "گمراہی وضلالت" کا ذکر تھا، یہ بات بھی درست نہیں، مولانا قصوری کی "براہین احمدیہ" کے رد میں لکھی گئی کتاب پر علماء حرمین کی طرف سے جو تقریظات لکھی گئیں ان میں سب سے پہلی مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کی تقریظ ہے اور اس میں مولانا کیرانوی نے مرزا قادیانی کے بارے میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ "وہ میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے" (دیکھیں: رجم الشیاطین برڈ اغلوطات البراہین، صفحہ 58 طبع اول)، اسی طرح مدرس مسجد نبوی مفتی شافعیہ شیخ جعفر بن اسماعیل برزنجی رحمہ اللہ نے بھی اپنی تقریظ میں مرزا قادیانی کو "مسیلمہ

کذاب" کی طرح گمراہ لکھا ہے (حوالہ مذکورہ، صفحہ 65)، اسی کتاب پر مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی رحمہ اللہ کی تقریظ بھی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "حضرت مؤلف (یعنی مولانا قصوری. ناقل) نے مؤلف براہین احمدیہ پر مدعی نبوت ہونے کا الزام لگایا ہے میری رائے میں یہ الزام بھی درست ہے" (حوالہ مذکورہ، صفحہ 69)، پھر خود مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے بھی "گذارش مؤلف" کے تحت لکھا ہے:

"اس فتویٰ حرمین محترمین سے جمیع اہل اسلام خاص و عام پر بخوبی روشن ہوجائے گا کہ مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بشہادت مفتیان عرب و عجم دائرہ اسلام سے خارج کردیا ہے".

(حوالہ مذکورہ، صفحہ 71)

اسی طرح مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے اپنے دوسرے رسالے "فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی" (مطبوعہ 1315ھ) کے شروع میں لکھا ہے:

"عبدہ الحقیر محمد ابوعبدالرحمن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری کان اللہ لہ برادران دین اسلام کی خدمت میں اعلام کرتا ہے کہ فقیر ابتداء سنہ 1302 ہجری مقدسہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو دنیا پرست اور دین فروش جانتا ہے، چنانچہ محض ابتغاءً لمرضات اللہ اس کی تردید میں حتی الامکان مصروفیت کرکے حضرت علماء حرمین محترمین زادہما اللہ حرمۃً وشرفاً سے اس کی کتاب براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنہ ذی قعدہ و ذی الحجہ 1301ھ ومحرم 1302ھ جس میں اس کی تاویلیں تھیں بھیج کر استفتا کیا تھا کہ ایسا شخص جو اپنے الہام کو مرادف وحی انبیا یعنی قطعی و یقینی جانتا ہے اور انبیاء سے کھلی کھلی برابری بلکہ بعض جگہ اپنے آپ کو انبیاء سے بڑھاتا ہے اس کا کیا حکم ہے، اس پر حضرت مولانا مولوی محمد رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ

نے (جو منجانب حضرت سلطان روم بتجویز حضرت شیخ الاسلام کے ملقب بخطاب پایہ حرمین شریفین ہیں) فقیر کے رسالہ "رجم الشیاطین برد اغلوطات البراھین" کی نقول کو مطابق اصل براہین کر کے لکھ دیا تھا کہ مرزا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے، پھر حضرات مفتیان حرمین شریفین نے بھی اس کے بارہ میں قادیانی شیطانی اور مسیلمہ کذاب ثانی وغیرہما الفاظ کو استعمال فرما کر رسالہ موصوفہ کی کمال تصدیق فرمائی جو 1305ھ میں واپس آیا جس کو فقیر نے بعد مدت دراز اس کی توبہ کے انتظار کے 1312ھ کے صفر میں شائع کر کے اپنی سبکدوشی حاصل کر لی تھی..."

(فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی، صفحہ 1و2، طبع لدھیانہ 1315ھ)

عجیب بات ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب کو جہاں مغالطہ دینا ہوتا ہے وہاں ایسے استدلال بھی کرتے ہیں کہ "مرزائی مصنفین نے لکھا ہے کہ فلاں شخص نے مرزا کے خلاف گالیوں سے بھرا ایک اشتہار شائع کیا" اور پھر اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو گالیاں دینے کا مطلب ہے انہیں کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا" (ملخصاً: الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 14و15)، یوں وہ "گالی" کو "فتوائے کفر" ثابت کرنے پر زور لگاتے ہیں، لیکن جہاں ان کے خلاف بات آئے تو وہاں اگر کسی نے مرزا قادیانی پر "مدعی نبوت" ہونے کا الزام لگایا ہے یا اسے مسیلمہ کذاب جیسا گمراہ بتلایا ہے تو یہ مولانا داود ارشد کے نزدیک اس کی تکفیر نہیں اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ "مجھے صریح عبارت دکھاؤ کہ فلاں نے مرزا کو کافر و مرتد کہا تھا".

نوٹ

مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے اپنے اردو رسالے کا نام "تحقیقات دستگیریہ فی ردہفوات براہینیہ" رکھا، بعد میں اس کی تعریب کی تو اس کا نام" رجم الشیاطین بر دّ أغلوطات البراهين " رکھا، ہمارے پاس اس کی طبع اول کی سکین شدہ کاپی موجود ہے، اس کے سرورق پر نام ایسے ہی لکھا ہوا ہے، اسی طرح مولانا قصوری کی دوسری کتاب" فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی " کے 1315ھ میں لدھیانہ سے شائع شدہ نسخے کی کاپی بھی ہمارے پاس موجود ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر 1 پر مولانا قصوری نے اپنے اسی رسالے کا ذکر فرمایا ہے اور نام" رجم الشیاطین بر دّ اغلوطات البراهين " ہی لکھا ہوا ہے (یہ دونوں کتابیں مولانا بٹالوی مرحوم کی زندگی میں شائع ہوچکی تھے) لیکن مولانا داود ارشد کو شاید اپنی علمیت اور تاریخ دانی کا کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ہے اس لئے انہوں نے اس بات کا مذاق اڑایا ہے کہ مولانا قصوری نے تو اپنے عربی رسالے کا نام" رجم الشياطين بر أغلوطات الشياطين " رکھا تھا جس میں فارسی لفظ" بر" تھا، جس کی بعد والوں نے" بر دّ " سے اصلاح کردی ..... الخ. (دیکھیں :الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 16).

اسی طرح مولانا داود ارشد صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ گوہر افشانی فرمائی ہے کہ "<u>موصوف خارجی یعنی تکفیری ذہن رکھتے تھے</u>" (الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 17)، لگتا ہے مولانا داود ارشد کے نزدیک دنیا کا ہر وہ شخص" خارجی اور تکفیری" ہے جس نے بھی مرزا کی" مجموعہ کفریات" کتاب" براہین احمدیہ" کی وجہ سے اسے کافر کہا، یا انگریز کی غاصب حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور اس سے دشمنی مول لی یا 1857ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا، آنجناب

تو علماء لدھیانہ کو بھی اسی وجہ سے "تکفیری ذہن والے" لکھتے ہے، لیکن معاف کیجئے گا ہماری نظر میں ہر کسی کو "خارجی اور تکفیری" کہنے والے ہی اصل میں خارجی ذہن رکھنے والے ہیں، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم کی ردّ عیسائیت پر خدمات رہتی دنیا تک یاد رہیں گے اور ان کی تصنیفات "ازالۃ الاوہام"، "اظہار الحق"، "اعجاز عیسوی"، "ازالۃ الشکوک" اور "احسن الحدیث فی ابطال التثلیث" آج بھی رد عیسائیت پر معرکۃ الآراء کتب سمجھی جاتی ہے، ان کی کتاب "اظہار الحق" کا اردو ترجمہ تین جلدوں میں "بائیبل سے قرآن تک" کے نام سے چھپا ہوا ہے، مولانا کیرانوی مرحوم کا مفصل تعارف اور ان کی غاصب انگریز کے خلاف جدو جہد کی داستان پڑھنی ہو تو عربی میں "نزھۃ الخواطر" جلد 8 صفحہ 1228، طبع دار ابن حزم بیروت، اور اردو میں "بائیبل سے قرآن تک" جلد 1 صفحہ 179 کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے، لہٰذا مولانا داود ارشد اپنے اس "متعصّبانہ وخارجیانہ" طرزِ عمل پر نظر ثانی فرمائیں تو بہتر ہوگا.

مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور علماء لدھیانہ سے بغض کا سبب

چونکہ مولانا داود ارشد نے اپنے مضمون میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کی ذات اور علماء لدھیانہ رحمۃ اللہ علیہم کے خاندان پر بھی ناروا حملے کیے ہیں اور ان پر "تکفیری" اور "خارجی" کے آوازے کسے ہیں جس سے قارئین بھی سوچ رہے ہوں گے کہ آخر مولانا داود ارشد کی ان علماء کے ساتھ کیا دشمنی ہے کہ کافر تو انہوں نے مرزا قادیانی کو کہا تھا اور غصہ مولانا داود ارشد کو آرہا ہے؟، تو مناسب معلوم ہوتا ہے ہم ان کے غصہ کا سبب بھی بتادیں.

مولانا داود ارشد کو ان حضرات پر غصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے غاصب انگریزی

حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریز کے خلاف نکلے تھے، یہ ہم نہیں کہتے، مولانا داود ارشد کے اکابر کہتے ہیں، مولانا بٹالوی کی یہ تحریرات پڑھیں پھر آگے چلتے ہیں :

"بیشک علماء دہلی نے فتویٰ جہاد پر (یعنی انگریز کے خلاف جہاد پر۔ ناقل) مواہیر کی ہیں مگر بخوف گولی و شمشیر جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب باغی فوج (مجاہدین آزادی کو باغی کہا جا رہا ہے۔ ناقل) دہلی میں آ کر جمع ہوئی اور بخت خان بریلی سے آیا اور مولوی سرفراز علی اور مولوی رحمت اللہ (کیرانوی۔ ناقل) و مولوی عبدالقادر معہ اپنے فرزندوں کے (یعنی وہ علماء لدھیانہ جنہوں نے بعد میں مرزا قادیانی کی اولین تکفیر کی تھی۔ ناقل) بخت خان کے ساتھ شامل ہوئے تو بخت خان نے ان لوگوں سے جہاد کا فتویٰ لکھوایا پھر اس پر علماء دہلی کے دستخط و مواہیر ثبت کرانا چاہا ....الخ".

(اشاعۃ السنۃ، جلد 5 نمبر 1، صفحہ 25،26)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"مولوی رحمت اللہ کرانوی مقیم مکہ اُن ہی لوگوں میں سے ہے جو جہاد کے صحیح سمجھنے میں اہل حدیث کے مخالف ہیں، اُس نے مسئلہ جہاد کی اُس مخالفانہ اور غلط معنی کے دھوکہ میں آ کر بغاوت 1857ء میں بشمول اور مولویان و اکابر گروہ حنفیہ (مولوی فضل حق خیر آبادی، مولوی سرفراز گورکھ پوری، حاجی امداد اللہ (پیر پیران مولویان دیوبند، گنگوہ، سہارنپور وغیرہ) مولوی عبد القادر لودھیانوی اور ان کے فرزندان (مولوی عبد العزیز، مولوی محمد و مولوی سیف الرحمن) وغیرہ نہ صرف شامل بلکہ اس مفسدہ (یہ

"مفسدہ" جنگ آزادی کو کہا جارہا ہے. ناقل) کے بانی مبانی تھے اور کمان افسر کہلاتے تھے، جب مفسدوں کو شکست ہوئی اور فتح گورنمنٹ (یعنی انگریز. ناقل) کے حصہ میں آئی تب مولوی رحمت اللہ نے مکہ مکرمہ کی راہ لی، مکہ مکرمہ میں اس کی اقامت اختیار کرنے کی یہی وجہ ہے اس مفسدہ میں ان لوگوں کی شراکت کا ثبوت سرکاری کاغذات میں موجود ہے.."

(اشاعۃ السنۃ، جلد 6 نمبر 10، صفحہ 288و289)

تو یہ ہے وہ سبب جس کی وجہ سے مولانا بٹالوی کو علماء لدھیانہ کے ساتھ پہلے سے کدورت تھی، کیونکہ مولانا بٹالوی کے نزدیک 1857ء کی جنگ آزادی دراصل بغاوت اور فساد تھی (مرزا قادیانی بھی اسے بغاوت اور فساد کہتا تھا)، اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور علماء لدھیانہ نے نہ صرف اس وقت انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا بلکہ عملی طور پر فرنگی کے خلاف جنگ میں شریک رہے تھے، اس وجہ سے مولانا بٹالوی ان حضرات کے ساتھ خدا واسطے کا بیر رکھتے تھے، اور مولانا داود ارشد بھی اسی وجہ سے ان کو "تکفیری" اور "خارجی" کہہ رہے ہیں، اور عجیب بات ہے کہ مولانا داود ارشد نے تو علماء لدھیانہ کو "بزدل" ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے، جبکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے 1857ء میں انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور جنگ آزادی کی قیادت کی تھی.

اس وقت یہ ہمارا موضوع نہیں اس لیے "العاقل تکفیہ الاشارۃ" پر عمل کرتے ہوئے ہم آگے چلتے ہیں.

کیا علماء لدھیانہ نے اپنا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا؟

مولانا داود ارشد صاحب نے علماء لدھیانہ کے شائع کردہ اشتہار کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

" آخر شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریک پر ہفتہ بھر وقفے کے بعد 29 رمضان 1308ھ (موافق 8 یا 9 مئی 1891ء) کو اشتہار شائع کیا"

اور پھر آپ اپنی بات کے حق میں " اپنے ثقہ راوی" مرزا قادیانی کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں کہ اس نے لکھا ہے کہ یہ اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے لکھا گیا تھا.

(ملخصاً : الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10)

قارئین محترم! یہاں مولانا داود ارشد صاحب نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ مرزا قادیانی کے اشتہار کا جواب علماء لدھیانہ نے دے دیا تھا اور مولانا بٹالوی کے فتوے کے شائع ہونے سے پہلے ان کا اشتہار آچکا تھا، ایک لمحے کے لیے فرض بھی کرلیں انہوں نے مولانا بٹالوی یا کسی اور کی تحریک سے ہی وہ اشتہار شائع کیا ہو، بلکہ یہ ان کے لئے اور بھی خوشی کی بات ہوئی ہوگی کہ وہی مولانا بٹالوی مرحوم جو 1884ء میں ان علماء لدھیانہ سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، آج وہی مولانا بٹالوی انہی علماء لدھیانہ کو یہ تحریک دیتے ہیں کہ وہ اشتہار شائع کریں جس میں مرزا قادیانی کو" کافر اور مرتد" لکھیں، لیکن یہ بات تو مولانا داود ارشد کو بھی ماننی پڑی ہے کہ یہ اشتہار شائع علماء لدھیانہ نے ہی کیا تھا نہ کہ مولانا بٹالوی نے، ہماری بحث اس سے تھی ہی نہیں کہ علماء لدھیانہ کا اشتہار کس کی تحریک سے شائع ہوا، ہمارا مدعا صرف یہ تھا کہ علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار، مولانا بٹالوی مرحوم کے اس فتوے کے شائع ہونے سے پہلے چھپ چکا تھا اور پھر

جب مولانا بٹالوی مرحوم والا فتویٰ تقریباً سو سال بعد دوبارہ لاہور سے چھاپا گیا تو اس سے وہ حصہ ہی نکال دیا گیا جس میں مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کا ذکر فرمایا تھا، اور ہاں مولانا بٹالوی نے ہرگز وہاں بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ" یہ اشتہار تو میری تحریک سے شائع کیا گیا تھا".

حقیقت یہ ہے کہ اس کے لیے مولانا داود ارشد صاحب کے پاس اپنے مرکزی گواہ یعنی مرزا قادیانی کی بات کے علاوہ اور کوئی ثبوت نہیں، اور ظاہر ہے مولانا داود ارشد صاحب کے لیے مرزا کی گواہی سے بڑھ کر کوئی گواہی ہو بھی نہیں سکتی. لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا بٹالوی کے علماء لدھیانہ کے ساتھ کبھی بھی اتنے اچھے تعلقات نہیں رہے کہ وہ علماء لدھیانہ کو کسی بات کی تحریک دینے کی پوزیشن میں ہوں، مولانا بٹالوی تو" براہین احمدیہ" سے بھی پہلے سے ان علماء لدھیانہ کے سخت مخالف تھے جس کا ذکر وہ اپنی تحریروں میں کر چکے ہیں، علماء لدھیانہ نے اسی اشتہار میں مولانا بٹالوی کا ذکر بھی کیا ہے (جس سے مولانا داود ارشد نے ایک استدلال بھی کیا ہے جس کا جواب آگے آ رہا ہے) تو علماء لدھیانہ نے جس انداز سے مولانا بٹالوی کا ذکر کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس اشتہار کو شائع کرنے کی تحریک مولانا بٹالوی کی طرف سے ہرگز نہ تھی اور نہ ہی مولانا بٹالوی نے خود کہیں یہ بتایا ہے کہ انہوں نے علماء لدھیانہ کو اس بات کی تحریک دی تھی.

دوسری بات یہ کہ مولانا داود ارشد نے اپنے" مرکزی گواہ" یعنی مرزا قادیانی کا جو حوالہ اس کی کتاب" کشف الغطاء" کے جس صفحہ سے نقل کیا ہے اگر وہ اسی صفحہ پر لکھی مکمل عبارت پیش کر دیتے تو ان کے گواہ کے اس بیان کے بارے میں کچھ مزید باتیں بھی کھل جاتیں، لیکن آپ نے عمداً صرف اتنی عبارت نقل کی :

" چنانچہ اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور

رسالہ سیف مسلول مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں.... الخ"

مولانا! یہ اشتہار کی پشت پر کیا لکھا گیا تھا؟ وہ آپ نے کیوں حذف کر دیا؟، آیئے ہم مکمل عبارت نقل کرتے ہیں، مرزا قادیانی یہاں یہ بیان کر رہا ہے کہ:

"ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا، یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبراً اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں، چنانچہ اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں..."

(کشف الغطاء، روحانی خزائن 14 صفحہ 196)

قارئین محترم! یہ بات خود مولانا داود ارشد صاحب نے لکھی ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر سنہ 1898ء کے آخر کی ہے، یعنی مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتوے کے شائع ہونے کے بھی تقریباً سات آٹھ سال بعد کا یہ بیان ہے، اور مرزا نے 29 رمضان 1308ھ والے جس اشتہار کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس کی پشت پر مولانا بٹالوی کے لکھے گئے وہ فتوے بھی موجود ہیں جن میں انہوں نے مرزا کو کافر اور دجال ٹھہرایا اور اسے واجب القتل لکھا ہے اور مرزائیوں کی عورتوں کو جبراً قبضہ میں لے کر ان

سے نکاح کرنا موجب ثواب بتایا ہے اور ان فتووں پر انہوں نے بہت سے مولویوں سے دستخط بھی کرائے ہوئے ہیں".

مولانا داود ارشد صاحب کے مرکزی گواہ کے اس بیان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ (مطابق مئی 1891ء) کو شائع ہونے والا یہ اشتہار مولانا بٹالوی کے فتوے کے شائع ہونے کے بعد شائع ہوا ہوگا، کیونکہ مرزا قادیانی تو جس اشتہار کا ذکر کر رہا ہے اس کی پشت پر مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق مولانا بٹالوی والا فتویٰ بھی موجود تھا.

حیرت ہے مولانا داود ارشد نے مرزا قادیانی کی اس تحریر سے یہ استدلال کیوں نہ کیا کہ لدھیانوی علماء نے تو اپنا اشتہار چھاپا ہی بٹالوی صاحب کے فتوے کی اشاعت کی بعد تھا کیونکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اس اشتہار کی پشت پر بٹالوی صاحب والا فتویٰ بھی لکھا تھا، یا وہ یہ مانتے ہیں کہ جب یہ علماء لدھیانہ کا اشتہار شائع ہوا تھا تو اس وقت تک ابھی مولانا بٹالوی کا فتویٰ شائع نہیں ہوا تھا؟ جواب سوچ سمجھ کر دینا ہے. آپ کے "مرکزی گواہ" (مرزا قادیانی) کے بیان پر جرح کرنا ہمارا حق ہے.

نوٹ

یاد رہے کہ دستیاب تفاصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد حسین مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ اگست 1891ء کے بعد شائع ہوا تھا، اس بات کا ذکر قادیانی مولوی جلال الدین شمس نے "روحانی خزائن جلد 3" کے تعارف میں بھی کیا ہے کہ مولانا بٹالوی نے اگست 1891ء میں ایک لمبا سفر اختیار کر کے مختلف علماء ہندوستان و پنجاب کا فتویٰ حاصل کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت اس کے بعد ہی ہوئی ہوگی. نیز مولانا بٹالوی نے اپنے استفتاء میں مرزا کی کتابوں "فتح اسلام" اور "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام"

سے بھی حوالے نقل کیے ہیں، اور "فتح اسلام" سنہ 1891ء کے اوائل میں شائع ہوئی جبکہ "ازالہ اوہام" کے ٹائٹل پر" ذی الحج سنہ 1308ھ" لکھا ہوا ہے.

نیز مولانا بٹالوی مرحوم نے خود اپنے شائع شدہ فتوے کی" تمہید" میں لکھا ہے کہ انہوں نے یہ استفتاء مرزا قادیانی کے ساتھ" مباحثہ لدھیانہ" کے بعد ترتیب دیا تھا، اور مباحثہ لدھیانہ 20 جولائی 1891ء کو شروع ہو کر تقریباً 12 دن جاری رہا تھا (دیکھیں: " مباحثہ لدھیانہ" مندرجہ روحانی خزائن، ج 4 ص 10) جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا استفتاء ہی علماء لدھیانہ کے مئی 1891ء کے اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ترتیب دیا گیا تھا اور پھر اس کے بعد ہندوستان و پنجاب کے علماء سے فتاویٰ حاصل کیے گئے اور پھر کہیں جا کر اسے شائع کیا گیا. (اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی).

پھر مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب (کشف الغطاء) کے اسی صفحے کے حاشیہ میں بھی ایک بات لکھی ہے، وہ بھی ہم نقل کرتے ہیں:

> "محمد حسین بٹالوی کا اصل مذہب یہی ہے کہ مہدی لڑائیاں کرنے والا آنے والا ہے مگر وہ گورنمنٹ کو محض جھوٹ کے طور پر یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی کا میں قائل نہیں ہوں حالانکہ وہ بار بار یہ ظاہر کر چکا ہے کہ قائل ہے، اگر گورنمنٹ دوسرے مولویوں کو جمع کر کے پوچھے کہ یہ شخص ان کے پاس مہدی کی نسبت کیا عقائد بیان کرتا ہے تو جلد ثابت ہو جائے گا کہ یہ شخص گورنمنٹ کو کیا کہتا ہے اور اپنے بھائیوں یعنی دوسرے علماء کو مہدی کے بارے میں کیا کہتا ہے"

(روحانی خزائن، ج 14 ص 196 حاشیہ)

تو مولانا داود ارشد صاحب! آپ جس شخص کو اپنا مرکزی گواہ بنائے بیٹھے ہیں،

اس نے تو یہیں مولانا بٹالوی پر ایک یہ الزام بھی لگایا ہے، کیا آپ مرزا قادیانی کے بیان کے اس حصے سے بھی متفق ہیں یا نہیں؟

پھر آپ کے "مرکزی گواہ" مرزا قادیانی نے مولانا بٹالوی کے فتویٰ کے بارے میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اس میں:

"یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبرا اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں".

تو کیا مولانا داود ارشد صاحب اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ یہ بات مولانا بٹالوی والے فتوے میں کہاں لکھی ہے؟

علماء لدھیانہ کی ذات اور ان کے خاندان پر ناروا حملے

قارئین محترم! علماء لدھیانہ کے خاندان کا تعلق عربی النسل ان سپاہیوں سے ہے جو محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے ساتھ ملتان تک آئے اور محمد بن قاسم کے جانے کے بعد انہوں نے ہندوستان میں مستقل رہائش اختیار کر لی، یہی وجہ ہے کہ ان کے آباء واجداد میں کوئی ہندو یا سکھ نہیں ہے، 1857ء کی جنگ آزادی میں غاصب انگریز کے خلاف اس خاندان کی جدوجہد کا اقرار مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی کیا ہے (جس جنگ کو مولانا بٹالوی "بغاوت" کہتے تھے)، اس لئے ایسی بات نہیں کہ مرزا قادیانی کی اولین تکفیر کرنے والے یہ بھائی کسی گاؤں کے کوئی گئے گذرے مُلّاں یا میاں جی تھے کہ لوگ ان کی بات پر توجہ نہ دیتے، اس خاندان کے پیچھے ایک تاریخ تھی (ان کے مفصل تعارف کے لیے دیکھیں: اس خاندان کے چشم وچراغ مولانا (ابن انیس) حبیب الرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ کا

تحریر کردہ مضمون "ماہنامہ ملّیہ" فیصل آباد، بابت مئی 2011، صفحہ 12 و مابعد اور مولانا بٹالوی کا "اشاعۃ السنۃ" جلد 6 نمبر 10 صفحہ 289 وغیرہ)۔

اور لیجئے! مرزا قادیانی کے سوانح عمری لکھنے والا ایک مرزائی مصنف ڈاکٹر بشارت احمد، مرزا قادیانی کی لدھیانہ میں آمد کا ذکر کرتے ہوئے زیر عنوان "مخالفت کی ابتدا" لکھتا ہے:

"اگرچہ آپ (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کی زندگی کا مقصد عظیم مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب اور صداقت اسلام کا علمی اور عملی اظہار تھا، چاہیئے تھا کہ ہر ایک مسلمان اس مقصد کی وجہ سے آپ کی قدر کرتا، لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ایسے علماء سوء کے وجود سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہا جنہیں حق سے ناحق دشمنی ہوتی ہے، لدھیانہ میں مولوی عبدالعزیز مولوی عبداللہ مولوی محمد تین بھائی تھے اور خاص لودھیانہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ پران کا بہت اثر تھا وہ غالی حنفی تھے، غدر 1857ء میں ان لوگوں پر انگریزوں کے خلاف بغاوت کے معاملہ میں کچھ الزامات بھی لگے تھے، انہوں نے جب دیکھا کہ لدھیانہ میں آپ کی قدر بڑھتی جاتی ہے تو حسد سے جل مرے، ابھی حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) لدھیانہ تشریف بھی نہیں لائے تھے جو حاسدین کے اس گروہ نے اپنی تقریروں میں آپ پر حملے کرنے شروع کر دیے، اس کے بعد جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ لدھیانہ تشریف بھی لا رہے ہیں تو اس مخالفت میں اور بھی ترقی ہو گئی، چنانچہ جب آپ لدھیانہ پہنچے اور انہیں اس احترام اور قبولیت کا پتہ چلا جو لوگوں کے دلوں میں آپ کے متعلق پیدا ہوگئی تھی تو ان کے جوش غیظ و

غضب کی کوئی انتہا نہ رہی اور اپنے پرانے حربہ تکفیر پر اتر آئے، قدرتی طور پر میر عباس علی صاحب اور دوسرے دوستوں کو اس سے تشویش ہوئی چونکہ وہ ان مولویوں کی فتنہ پردازیوں سے خوب واقف تھے اس لئے پریشان ہو کر حضرت صاحب کو خطوط لکھے، آپ نے جواب میں بہت تسلی آمیز خط لکھے اور فرمایا کہ آن مخدوم کچھ فکر اور تردد نہ کریں اور یقیناً سمجھیں کہ وجود مخالفوں کا حکمت سے خالی نہیں، بڑی بڑی برکات ہوتی ہیں جن کا ظاہر ہونا معاندوں کے عناد پر ہی موقوف ہوتا ہے، اگر دنیاوی معاند اور حاسد اور موذی لوگ نہ ہوتے تو بہت سے اسرار اور برکات مخفی رہ جاتے"۔

آگے ڈاکٹر بشارت نے عنوان قائم کیا ہے" مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت" اور پھر لکھا ہے :

" مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے انہی دنوں اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے ان علماء سوء کی مخالفت کی وجہ بھی تفصیل سے بیان کردی جس کا خلاصہ مؤلف کے الفاظ میں یہ ہے کہ در اصل ان لوگوں کی مخالفت محض حسد و عناد کی وجہ سے ہے، یہ لوگ دراصل گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد بالسیف کے قائل ہیں جسے وہ ڈرتے ظاہر تو نہیں کرتے لیکن اندر ہی اندر یہ خیالات باغیانہ رکھتے ہیں، چونکہ مولف براہین احمدیہ گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد بالسیف کو جائز نہیں سمجھتا کیونکہ وہ اس زمانہ میں جہاد بالسیف کے شرائط کو معدوم سمجھتا ہے اس لئے یہ مولوی جلے پھپھولے پھوڑتے ہیں اور اس نقار کو تکفیر کی شکل میں ظاہر کرتے

رہتے ہیں"۔

(مجدّد اعظم، حصہ اول، صفحہ 118، طبع 1939ء)

اور اسی کتاب میں ایک جگہ پھر زیر عنوان "مولویوں کا شور شرابہ" لکھتا ہے:

"یہ لدھیانہ کا زمانہ عجب طوفانی زمانہ تھا اس لئے کہ لدھیانہ کے مولوی آپ کے خلاف سخت شور شرابہ کر رہے تھے، لدھیانہ کے تین مولوی یعنی مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد جو اس شہر میں بہت با اثر تھے دن رات لوگوں کو حضرت صاحب کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے اور پبلک میں اس قدر اشتعال پیدا کر دیا تھا کہ جب حضرت صاحب یا آپ کے احباب باہر نکلتے تو لوگ رستہ میں گالیاں دیتے اور خواہ مخواہ شرارتیں پیدا کرتے تاکہ فساد اور مار پیٹ کا موقعہ مل جائے..."

(مجدّد اعظم، حصہ اول، صفحہ 244)

قارئین محترم! مرزائی لٹریچر سے یہ طویل اقتباس ہم نے اس لئے پیش کئے تاکہ مولانا داود ارشد صاحب اس بات پر غور کریں کہ وہ ان علماء لدھیانہ پر طعن و تشنیع کر کے کس کی زبان بول رہے ہیں؟۔ لیکن افسوس کہ اپنے مضمون کی پانچویں قسط (الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020) میں مولانا داود ارشد نے اپنے دلائل کا تھیلا جھاڑتے ہوئے ایک بار پھر علماء لدھیانہ کی ذات پر حملے شروع کیے ہیں، مثلاً کبھی وہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ خاندان ہی تکفیری مزاج تھا اور اپنے علاوہ شاید کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا"۔

کبھی وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ:

"علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر ذاتی رنجش اور کدورت کی بنیاد پر کی تھی، ان کی تکفیر کی بنیاد مذہبی نہیں تھی بلکہ ان کے پیش نظر دنیاوی مفاد تھا"

کبھی وہ یہ غلط بیانی کرتے ہیں کہ :

"مولانا یعقوب نانوتوی کے فیصلے کے بعد علماء لدھیانہ نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا".

ہم ان غلط بیانیوں کا جواب دینے بیٹھیں تو ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب ایک طرف علماء لدھیانہ کو "تکفیری" بھی کہتے ہیں اور پھر ان پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا تھا، کیا "تکفیری" اپنے فتووں سے رجوع کیا کرتے ہیں؟، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مولانا داود ارشد صاحب کو آخر ان علماء لدھیانہ سے کیا دشمنی ہے؟ لیکن چونکہ یہ تمام باتیں ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہیں اس لیے ہم ان سے صرف نظر کرتے ہوئے مولانا داود ارشد صاحب سے مختصراً صرف یہ پوچھتے ہیں کہ :

1) کیا علماء لدھیانہ نے اپنے اس اشتہار میں جس کے کچھ اقتباسات مولانا بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں شائع کیے تھے اور جوئی طبع میں تحریف کرتے ہوئے نکال دیے گئے، اس اشتہار میں علماء لدھیانہ نے یہ نہیں لکھا تھا کہ "ہم نے تو مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ 1301ھ میں ہی دے دیا تھا اور آج بھی ہمارا یہی فتویٰ ہے"؟، اور مولانا بٹالوی مرحوم نے ان کی اس بات کی تردید نہیں کی تھی، تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علماء لدھیانہ نے کبھی بھی اپنے 1301ھ والے فتویٰ سے رجوع نہیں کیا تھا؟

2) کیا مولانا داود ارشد صاحب علماء لدھیانہ کا کوئی اعلان یا تحریر پیش کر سکتے ہیں کہ جس میں انہوں نے یہ کہا ہو کہ "چونکہ فلاں فلاں علماء نے ہمارے فتوائے کفر کی تائید نہیں کی تھی

اس لیے ہم نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا تھا؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔۔

3) یہ فرمائیں کہ علماء لدھیانہ کا موقف وہ سمجھا جائے گا جو وہ خود لکھ چکے یا وہ سمجھا جائے گا جو ڈاکٹر بہاء الدین یا مولانا داود ارشد بتائیں گے؟

4) کیا آپ بار بار یہ نہیں تسلیم نہیں کر رہے ہے کہ علماء لدھیانہ نے 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی؟ جو آپ کو ہضم نہیں ہوتی تو کیا آپ کبھی اسے دنیاوی مفاد پر مبنی بتا کر اور کبھی ذاتی رنجش اور کدورت کی بنا پر بتا کر قادیانیوں کا بیانیہ مضبوط نہیں کر رہے ہے؟

5) آپ نے "الاعتصام 18 تا 24 دسمبر 2020" (شمارے پر غلطی سے دسمبر 2020 کے بجائے اگست 2020 لکھا گیا ہے) کے صفحہ 15 پر مولانا بٹالوی کی ایک تحریر نقل کی ہے اور پھر (مرزائی بیانیہ کی تائید کرتے ہوئے) اس کا نتیجہ نکال کر یوں لکھا ہے کہ :" علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر ذاتی رنجش اور کدورت کی بنا پر کی تھی، اس کا سبب کوئی دینی مسئلہ یا عقائد کا اختلاف نہیں تھا.... الخ"، اس پر ہمارا سوال ہے کہ آپ کے مؤرخ تحریک ختم نبوت جناب ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے تو یہ لکھا ہے کہ "مولانا بٹالوی کا تبصرہ (یعنی مرزا کی کتاب براہین احمدیہ پر ان کا ریویو. ناقل) اس وقت سامنے آیا تھا جب دیوبند اور لدھیانے کے علماء باہم بحث و تمحیص اور تحکیم کے بعد 1884ء کے مرزا کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دے چکے تھے". (تحریک ختم نبوت، از ڈاکٹر بہاء الدین، ج 1 ص 139) تو پھر مولانا بٹالوی نے اپنے اس ریویو میں علماء لدھیانہ پر اتنا غصہ کیوں کیا؟ وہ تو آپ جیسے محققین کی تحقیق کے مطابق اس ریویو کے لکھے جانے سے پہلے ہی مرزا قادیانی کی تکفیر سے رجوع کر چکے تھے، اب غلط بیانی کون کر رہا ہے؟ آپ اور آپ کے مؤرخ صاحب یا مولانا بٹالوی؟، کیا فرماتے ہیں آپ کے مفتیان کرام! اگر

ایک آدمی کسی بات سے رجوع کر لے تو پھر بھی اس بات پر اسے ملامت کرنا جائز ہے؟؟

اپنے مرکزی گواہ "مرزا قادیانی" کی بات غور سے پڑھیں

پھر مرزا کے جس اشتہار کے جواب میں علماء لدھیانہ نے اپنا اشتہار شائع کیا تھا، اسی اشتہار کی ابتدا مولانا داود ارشد صاحب کے مرکزی اور ثقہ گواہ مرزا قادیانی نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ:

> "اکثر یہ عاجز سنتا ہے کہ لودیانہ کے بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی عبداللہ صاحب، مولوی محمد صاحب، مولوی عبد العزیز صاحب، مولوی مشتاق احمد صاحب، مولوی شاہدین صاحب اس مسئلہ میں اس عاجز سے مخالف ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں....... اور اس عاجز نے یہ بھی سنا ہے کہ بعض مولوی صاحبان موصوفین اکثر اوقات منبر پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ کہتے ہیں کہ مدعی اس مسئلہ کا ہم سے بحث کرے..."

تو مولانا داود ارشد صاحب کے گواہ کی اس تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ لدھیانہ کے یہ علماء "گھروں میں دبک کر" نہیں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ مرزا کی مخالفت کر رہے تھے اور برسر منابر مرزا قادیانی کو للکار رہے تھے، لیکن مولانا داود ارشد صاحب اپنے ایک مؤرخ صاحب کے تحریر کردہ افسانوں اور کہانیوں سے سے متاثر ہو کر لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں.

❀❀❀

ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش

مولانا داود ارشد نے ایک مغالطہ دینے کی کوشش یوں کی ہے کہ علماء لدھیانہ نے اپنے اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) میں یوں لکھا تھا کہ :

"ہم نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا، خدا تعالی نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری (بٹالوی) وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کردی".

اور پھر اس پر داود ارشد صاحب یوں حاشیہ آرائی فرماتے ہیں کہ :

"اس عبارت کو پڑھیے اور مکرر پڑھیے، یہ بات کسی حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں کہ علمائے لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے قبل مولانا بٹالوی کی ایسی تحریرات منظر عام پر آچکی تھیں کہ مرزا قادیانی کافر و مرتد ہے، اگر کسی کا دل نہیں مانتا تو بہانے ہزار ہیں".

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 13و14)

قارئین محترم! تلبیس و مغالطہ دہی کی بھی ایک حد ہوتی ہے، علمائے لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ :

"چونکہ ہم نے فتویٰ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا جاری کر دیا تھا اور رسالہ نصرۃ الابرار اور فیوضات ملکی میں بحوالہ فتویٰ حرمین تحریر کر چکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں، شرعاً کافر ہیں".

آگے اسی اشتہار میں لکھا:

" خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ وجدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے.."

اور پھر اسی اشتہار میں لکھا کہ :

" دیکھو محمود شاہ کا جو ہم نے حال اشتہار میں لکھا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کے مددگاروں کے ہاتھ سے صداقت ہمارے اشتہار کی ظاہر کی، اسی طرح جیسا کہ ہم نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری (بٹالوی) وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کردی جو اس کے اول درجہ کے مددگار تھے، اور علماء مکہ معظّمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا".

اب پہلے تو اس پر غور کریں کہ انہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کا ذکر جس طرح اس اشتہار میں کیا ہے، کیا کوئی صاحب عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے یہ اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک اور ان کے کہنے پر شائع کیا ہوگا؟ باقی انہوں نے لکھا تھا کہ ہم نے جو فتویٰ 1301ھ میں دیا تھا اس کی صداقت اب بٹالوی صاحب وغیرہ کی تحریرات سے بھی ظاہر ہورہی ہے، انہوں نے ہرگز ایسا نہیں لکھا کہ" 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کو اپنی کسی تحریر میں کافر و مرتد لکھا ہے" ہاں اگر مولانا داود ارشد مع جمیع اعوانہ ہمت کریں اور 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کا کوئی ایسا شائع شدہ فتویٰ پیش کردیں جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ لکھا ہو کہ" مرزا کافر و مرتد ہے" تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے.

علمائے لدھیانہ کا اشارہ جن تحریرات کے طرف ہے ان سے مراد وہ تحریرات ہیں جو مولانا بٹالوی مرزا کی کتب "فتح اسلام" اور "توضیح مرام" وغیرہ کے منظر عام پر آنے کے بعد لکھ رہے تھے، مرزا کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے اور مرزا سے اس کے عقیدے کی وضاحتیں طلب کر رہے تھے (دیکھیں : اشاعۃ السنۃ، جلد 12 نمبر 12) لدھیانوی علماء یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے 1301ھ میں ہی کہہ دیا تھا کہ اس شخص کے نظریات کیا ہیں، اب اس کی نئی آنے والی کتابیں دیکھ کر بٹالوی صاحب بھی اس کی سرزنش کر رہے ہیں.

اب آئیے ذرا یہ بھی پڑھتے جائیں، فتاویٰ قادریہ میں یہ بھی لکھا ہے :

"...اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماء ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں، اتفاق کر لیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہ ہے کہ قادیانی کی امداد سے دست بردار ہو کر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں، اسی اثناء میں قادیانی نے اپنے عیسٰی موعود کا دعویٰ کر کے اشتہار جاری کیے اور ان اشتہاروں میں اہل علم کا نام لے کر مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ کو شک ہو تو میرے مباحثہ کر لو، اشتہاروں میں ہمارا نام بھی درج کر دیا، ہم نے جواب میں یہ اشتہار جاری کیا..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 29 و 30 طبع جدید)

اس کے بعد فتاویٰ قادریہ میں وہ اشتہار نقل کیا گیا ہے جو ہمارے زیر بحث ہے.

مولانا داود ارشد صاحب! کیا فتاویٰ قادریہ میں مولانا محمد بن مولانا عبدالقادر

لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہما) کے اس بیان سے کہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشتہار انہوں نے مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریک سے لکھا تھا؟ بلکہ اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے، آثار و قرائن تو یہ بتاتے ہیں کہ علماء لدھیانہ کے اس اشتہار سے مولانا بٹالوی کو تحریک ہوئی اور آخر کار انہوں نے اپنا استفتاء تحریر کر کے اس پر فتویٰ حاصل کیا، لیں یہ بھی پڑھ لیں، مولانا محمد لدھیانوی، اس اشتہار کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذمہ قادیانی کی امداد سے بری کرنے کے واسطے بحث شروع کر کے فتویٰ کفر کا لگا کر علماء ہندوستان کی مواہیر اس پر ثبت کروالیں..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 34)

اور پھر آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے بعد مولانا بٹالوی ان علماء لدھیانہ سے ملنے کے لیے لدھیانہ بھی گئے لیکن علماء لدھیانہ نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا، پھر خان صاحب بہرام خان کے کہنے پر یہ پیغام بھیجا کہ :

"وہ (مولانا بٹالوی. ناقل) باغ والی مسجد میں آ کر مضمون تکفیر قادیانی کا بیان کریں، ہم اپنے لوگوں کو کہہ دیں گے کہ تم لوگ بھی اس جلسہ میں جا کر قدرت ایزدی کا معائنہ کرو کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے فتویٰ کی صداقت اسی مولوی محمد حسین لاہوری کے ہاتھ سے کروائی جو اس کا پرلے درجے کا مددگار تھا، اپنے رسالہ ماہواری میں بڑے زور شور سے اس کی تعریف لکھتا تھا اور ہمارے فتویٰ کی تردید چھاپتا تھا".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 35)

اور مولانا داود ارشد صاحب خود ہمیں یہ بتا چکے ہیں کہ :

"مولانا بٹالوی مرحوم کا قصوری صاحب سے میل جول تھا اور نہ لدھیانہ والوں سے راہ ورسم تھی".

(الاعتصام، 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 17)

جی مولانا داود ارشد صاحب! کیا اب بھی آپ کو لگتا ہے کہ علماء لدھیانہ کے ساتھ مولانا بٹالوی کے اتنے اچھے تعلقات تھے کہ مرزا قادیانی کے خلاف اشتہار جاری کرنے کے لیے انہیں بٹالوی صاحب کی تحریک کی ضرورت تھی؟ یا علماء لدھیانہ جو مولانا بٹالوی سے ملاقات کے لیے تیار نہ تھے وہ ان کی تحریک پر اشتہار شائع کرتے ہوں گے؟

ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مندرجہ بالا باتیں جو ہم نے فتاویٰ قادریہ سے نقل کی ہیں یہ جھوٹ ہیں اور مولانا محمد لدھیانوی مرحوم نے یہ غلط بیانی کی ہے اور سچ وہی ہے جو آپ کے ثقہ راوی مرزا قادیانی نے لکھا ہے، لیکن پھر آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ فتاویٰ قادریہ (جو آپ کے اقرار کے مطابق سنہ 1901ء میں شائع ہوا) اس کے بعد مولانا بٹالوی تقریباً 20 سال زندہ رہے، کیا انہوں نے علماء لدھیانہ کی ان باتوں کی تردید کی جو انہوں نے فتاویٰ قادریہ میں بیان کیں؟؟ اور پھر یاد کریں اپنے یہ الفاظ :

"معروف قاعدہ فقہیہ ہے کہ: السکوت في معرض الحاجة الی البیان بیان۔ یعنی جہاں وضاحت کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ خاموشی کو اقرار سمجھا جائے گا..."

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10و11).

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ہم جانتے ہیں کہ آپ مجبور ہیں، آپ لکھتے نہیں، بلکہ آپ سے لکھوایا جاتا ہے، لکھیے ضرور مگر ہماری ہمدردانہ نصیحت بھی پلے باندھ لیں کہ مرزا قادیانی کذاب اور مسلکی

تعصب کا شکار مؤرخین کی غلطیوں پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کبھی نہ کریں.
(یہ نصیحت آپ کی ہی ہم نے آپ کو لوٹائی ہے، دیکھیں :الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020،صفحہ 15).

نوٹ : علماء لدھیانہ کے اشتہار میں جو" علماء حرمین" یا" علماء مکہ" کی طرف سے مرزا قادیانی کی تکفیر سے اتفاق کا ذکر ہے یہ غالبا مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے حاصل کردہ فتاویٰ کی طرف اشارہ ہے جو اس وقت تک انہیں موصول ہو چکے تھے لیکن ان کی اشاعت ابھی نہیں ہوئی تھی، انہی فتاویٰ کی طرف مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی اشاعۃ السنۃ نمبر 1 جلد 13 صفحہ 3 اور 4 میں یوں اشارہ کیا ہے کہ" بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جما رکھا" . یوں مرزا قادیانی کی تکفیر پر علماء ہندوستان و علماء عرب سے حاصل کردہ سب سے پہلا" متفقہ فتویٰ" بھی مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کا ثابت ہوتا ہے. (مولانا بٹالوی کے اس بیان کا کوئی معقول جواب دینے سے عاجز آ کر مولانا داود ارشد صاحب نے یہ لکھ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے کہ بٹالوی صاحب نے لوگوں کے پر پیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ لکھ دیا تھا).

خلط مبحث

پھر مولانا داود ارشد صاحب عجیب غلط مبحث کا بھی شکار ہیں، انہیں ابھی تک یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ مرزا کے کافر اور مرتد ہونے کا زبانی اعلان کرنا، اگرچہ یہ بھی فتویٰ ہی ہے، لیکن یہاں ہمارا زیر بحث یہ نہیں، بلکہ یہ ہے کہ" مرزا کے کافر و مرتد ہونے کی بات سب

سے پہلے باقاعدہ شائع کب ہوئی"؟؟ اور کیا مولانا بٹالوی کے 1891ء/ 1892ء والے فتوے کے شائع ہونے سے پہلے کسی نے یہ بات شائع کی تھی؟، اسی ضمن میں لدھیانوی علماء کا اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) زیر بحث آیا ہے کہ یہ مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہوا تھا.

رہی بات مرزا قادیانی کی اولین تکفیر کی تو یہ مولانا بٹالوی خود بتا چکے ہیں کہ اس کی تکفیر علماء لدھیانہ اس وقت کر چکے تھے جب ابھی وہ خود مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" پر تائیدی ریویو لکھ رہے تھے، اس کا انکار آفتاب نصف النہار کے انکار کے مترادف ہے، جو صرف اس صورت میں ممکن ہے اگر (معاذاللہ) مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کو "جھوٹا" یا "بہتان تراش" کہا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ علماء لدھیانہ نے 1884ء میں قادیانی کے بارے میں کوئی فتوائے کفر نہیں دیا تھا، مولانا بٹالوی نے اپنی طرف سے انہیں "فریق مکفر" لکھ کر ان کے خلاف اپنی سابقہ دشمنی نکالی تھی.

لہٰذا مولانا داود ارشد صاحب کی اس طرح کی باتیں کہ" فلاں فلاں نے جولائی 1890ء کو جلسہ عام میں مرزا کو کافر کہہ دیا تھا"، ان کی کوئی حیثیت نہیں، ہاں اگر وہ کسی ثقہ آدمی کے حوالے سے یہ ثابت کریں کہ" فلاں فلاں نے فلاں جلسہ عام میں علماء لدھیانہ کی طرف سے 1301ھ میں کی گئی تکفیر سے پہلے مرزا کو کافر کہہ دیا تھا" تو ایسی بات یقینا قابل غور ہوگی، کیونکہ مولانا بٹالوی یہ گواہی دے چکے ہیں کہ علماء لدھیانہ، مرزا کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" کے منظر عام پر آتے ہی اس کی تکفیر کر چکے تھے، نیز مولانا بٹالوی نے جب اپنے فتویٰ میں انہی علماء لدھیانہ کی طرف سے بھیجا گیا اشتہار شائع کیا جس میں یہ بات بھی لکھی تھی کہ" ہم نے مرزا پر کفر کا فتویٰ 1301ھ دے دیا تھا" تو ان کے اس بیان پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے غلط بتایا.

یہی نہیں سنہ 1314ھ موافق 1896ء میں قاضی فضل احمد لدھیانوی مرحوم نے ایک کتاب "کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی" لکھی، اس کتاب پر جہاں دوسرے علماء سے تقریظات حاصل کیں وہیں مولانا محمد لدھیانوی رحمہ اللہ سے بھی تقریظ لکھوائی، اپنی اس تقریظ میں بھی مولانا محمد لدھیانوی نے لکھا ہے:

"اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم برادر حقیقی وراقم الحروف ومولانا محمد اسماعیل نے اس کی (یعنی مرزا قادیانی کی. ناقل) تکفیر کا فتویٰ سنہ 1301ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلھم نے اس کی تضلیل وتکفیر پر اتفاق ظاہر کیا".

(کلمہ فضل رحمانی، صفحہ 148، طبع دہلی پنچ پریس لاہور)

غور فرمائیں! مولانا محمد لدھیانوی صاف لکھتے ہیں کہ انہوں نے 1301ھ میں مرزا کی تکفیر کا فتویٰ شائع کیا تھا، یہ کتاب (کلمہ فضل رحمانی) بھی جب شائع ہوئی، مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی دونوں زندہ تھے، ان میں سے کسی نے بھی اس بات کی تردید نہیں کی، اور نہ ہی قاضی فضل احمد لدھیانوی مرحوم نے کی جو کہ خود لدھیانہ کے رہنے والے تھے.

آپ حضرات کو تو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آیا کہ آپ نے موقف کیا اپنانا ہے؟ کبھی آپ یہ بات کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ علماء لدھیانہ نے 1884ء مرزا قادیانی کے بارے میں کفر کا کوئی فتویٰ دیا تھا، دکھاؤ وہ فتویٰ کہاں موجود ہے؟ وہ تو ہوائی باتیں تھیں وغیرہ وغیرہ، اور کبھی آپ یہ موقف اپناتے ہیں کہ علماء لدھیانہ کا خاندان تو تھا ہی تکفیری خاندان، وہ تو ہر کسی کو کافر کہتے تھے، کبھی آپ یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی تکفیر میں وہ اکیلے تھے، ان کے فتویٰ کفر کی کسی اور نے تائید نہیں کی تھی، اور کبھی آپ یہ افسانے تراشتے

ہیں کہ انہوں نے اپنے فتوائے کفر سے رجوع کرلیا تھا، بقول غالب :... کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی...

جواب ترکی بہ ترکی

بہر حال اب آپ نے یہ طنز کیا ہے کہ "لدھیانوی علماء نے چپ سادھ لی تھی اورگھروں میں دبک کر بیٹھ گئے تھے"، نیز آنجناب نے ایک دور کی کوڑی بھی ڈھونڈھ کر لائی ہے اور یہ غلط بیانی فرمائی ہے کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوائے کفر سے رجوع کرلیا تھا (الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 17) جبکہ علماء لدھیانہ نے نہ کبھی اپنے رجوع کا ذکر کیا اور نہ ہی یہ لکھا کہ "ہم نے فلاں کو حکم تسلیم کر کے اس کے فیصلے پر سر تسلیم خم کردیا تھا"، بلکہ خود مولانا داود ارشد کے اقرار کے مطابق (ان کا مرکزی گواہ) مرزا قادیانی 1891ء میں بھی ان علماء لدھیانہ کو للکار رہا تھا، جبکہ بقول مولانا داود ارشد، یہ بیچارے سکوت اختیار کر کے گھروں میں دبکے بیٹھے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علماء لدھیانہ کے اپنے فتوے سے رجوع کا مرزا قادیانی کو بھی علم نہ تھا یہ الہام ڈاکٹر بہاء الدین کو ہوا یا مولانا داود ارشد کو، جبکہ خود علماء لدھیانہ یہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جو فتویٰ 1301ھ میں دیا تھا اسی پر وہ 1308ھ میں بھی قائم تھے اور وہ اپنی تحریرات قدیمہ و جدیدہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتا رہے ہیں کہ مرزا قادیانی مرتد ہے، اور تو اور مولانا بٹالوی بھی ان کے اپنے فتوے سے رجوع کا کہیں ذکر نہیں کرتے جبکہ وہ تو ان علماء لدھیانہ سے 1857ء میں انگریز کے خلاف فتویٰ دینے کی وجہ سے ذاتی رنجش بھی رکھتے تھے اور ان کی طرف سے مرزا قادیانی کی تکفیر سے پہلے سے ان علماء کے خلاف لکھتے رہتے تھے، اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کبھی علماء لدھیانہ پر یہ طعن کیا کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا

تھا، جبکہ اس نے مولانا بٹالوی پر ایسا طنز کیا تھا، ہم بات کو اس طرف لیجانا نہیں چاہتے تھے لیکن اب مولانا داود ارشد صاحب اپنی ان غلط بیانیوں کا ترکی بہ ترکی جواب بھی لیتے جائیں.

تو جناب! علماء لدھیانہ تو اس وقت مرزا کو کافر قرار دے چکے تھے جب ابھی آپ کے علماء مرزا قادیانی کی وکالت اور اس کے دفاع میں ریویو لکھ رہے تھے، آپ بھی اس بات کو بار بار تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کر دی تھی (البتہ اب آپ نے ان پر یہ تہمت لگائی ہے کہ انہوں نے بعد میں اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا) اس لیے ہم آپ کو دوسرے الفاظ میں سمجھاتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں کہ :

جب مولانا بٹالوی مرحوم کا مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن ختم ہو گیا اور انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر شائع کیا تو اس کے بعد ان کے اور مرزا قادیانی کے درمیان ایک قسم کی تحریری جنگ شروع ہو گئی، بٹالوی صاحب مرزا کو "چھوٹے کاف" کے ساتھ" کادیانی" لکھتے تھے (جو کہ لفظ "کید" سے ہے) اور جواب میں مرزا قادیانی انھیں "بطالوی" لکھتا تھا (جو کہ "باطل" کی طرف اشارہ تھا)، یہاں تک کہ یہ جنگ ان دونوں کو عدالت تک لے گئی جس کے نتیجے میں سنہ 1899ء میں (یعنی مولانا بٹالوی کی طرف سے فتوائے تکفیر کی اشاعت کے تقریباً 8 سال بعد) گورداسپور کے ضلعی مجسٹریٹ مسٹر جے ایم ڈوئی نے مرزا قادیانی اور مولانا بٹالوی دونوں سے ایک اقرار نامے پر دستخط کروائے کہ آئندہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دجال اور کاذب اور کافر نہیں کہیں گے، اور نہ ہی مرزا قادیانی، بٹالوی صاحب کو "بطالوی" لکھے گا اور نہ ہی بٹالوی صاحب، مرزا کو "کادیانی" لکھیں گے.. اور مولانا بٹالوی نے اس اقرار پر خود دستخط کیے (جس میں تھا کہ میں آئندہ مرزا کو کافر اور دجال اور کاذب نہیں کہوں گا).

اس واقعہ کو (مولانا داود ارشد کے گواہ) مرزا قادیانی نے مولانا بٹالوی کا اپنے فتوائے کفر سے رجوع بنا کر پیش کیا، چنانچہ وہ اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں لکھتا ہے :

"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم 24 فروری 1899ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا، اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آئندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجال رکھے گا اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا اور کاذب کر کے مشہور کرے گا. اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبروئے یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجال بھی ہے اس لیے میں اس کا نام دجال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے اس لئے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں، ... (آگے مرزا قادیانی اپنے بارے میں کہتا ہے. ناقل) ... میں خدا تعالی کے فضل اور کرم سے اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا اور حکام کے سامنے اقرار کر دیا کہ میں آئندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ ان کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا"، پس سوچنے کے لائق ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا، اگر اس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی

قدیم عادت سے باز آجاتا...".

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 431 تا 432)

نوٹ: شاید کوئی کہے کہ یہ تو مولانا داود ارشد کے گواہ مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ مولانا بٹالوی نے ایسے کسی اقرار نامے پر دستخط کیے تھے، بھلے مولانا داود ارشد کے نزدیک مرزا قادیانی کی بات قابل اعتماد ہو، لیکن ہمیں مرزا کے بیان پر اعتماد نہیں کہ وہ ایک جھوٹا اور کذاب شخص تھا، تو یاد رہے کہ خود مولانا بٹالوی نے بھی اپنے اشاعۃ السنۃ نمبر 4 جلد 19 کے صفحہ 100 تا 102 پر یہ اقرار نامہ مکمل نقل کیا ہے اور پھر صفحہ 103 پر لکھا ہے کہ:

"اسی مضمون کے اقرار نامے پر مجھ سے بھی دستخط کروائے گئے.... میں اس اقرار نامے کے مطابق عمل کرونگا اور اس پر دوستوں کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اس پر کاربند رہیں". (ملخصاً).

قارئین محترم! تو اگر مولانا داود ارشد کا علماء لدھیانہ کی ذات پر یہ سنگ باری کرنا درست ہے کہ وہ گھروں میں دبک کر بیٹھے رہے وغیرہ وغیرہ تو پھر (ہم نہیں کہتے بلکہ ان کا کوئی اور مدمقابل) یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مولانا بٹالوی نے جب فروری 1899ء میں مرزا قادیانی کے ساتھ اس مشترکہ اقرار نامے پر دستخط کیے جس میں یہ اقرار کیا کہ" میں آج کے بعد مرزا قادیانی کو کافر، کاذب اور دجال نہیں کہوں گا" اور پھر واقعی اس کے بعد مولانا بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ کی اشاعت بھی موقوف کر دی اور چپ سادھ لی اور تین سال تک مرزا کے خلاف کچھ نہ لکھا.. مولانا بٹالوی نے 1899ء میں موقوفی کے بعد اشاعۃ السنۃ کو دوبارہ 1902ء میں شائع کیا، تو یہ محقق صاحب کیا جواب دیں گے؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

یہ بھی یاد رہے کہ مولانا بٹالوی نے فروری 1899ء میں اس اقرار نامے پر کسی کے مجبور کرنے پر دستخط نہیں کیے تھے بلکہ اپنی خوشی سے کیے تھے، چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں :

"فیصلہ واقرار نامہ منقولہ بالا کے مضمون پر مجھ سے بھی دستخط کرائے گئے ہیں اور میں نے اس فیصلے کو اپنی منشاء کے عین مطابق سمجھ کر بڑی خوشی سے اور فوراً دستخط کر دیے" (آگے لکھا) "میں نے اس وقت یہ خیال کیا کہ اگر میں ذرا بھی تأمل و توقف کروں گا تو مرزا کو ایک عذر اور بہانہ ہاتھ آجائے گا اور وہ بھی دستخط کرنے سے انکار کر جائے گا اور ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 104، 105)

اور پھر اپنی بات یہاں ختم کی ہے کہ :

"اب بھی میرے دوست میرا کہا مانیں اور اس کو جانے ہی دیں جیسا کہ اس کو میں نے جانے دیا ہے اس کا نام زبان پر یا قلم پر نہ لاویں ہمارے اس بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہم نے مرزا کو کیوں چھوڑا..."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 108، 109)

تو کیا مولانا بٹالوی کا اس اقرار نامے پر اپنی خوشی سے دستخط کرنا کہ "میں آج کے بعد مرزا کو کافر، کاذب اور دجال نہیں کہوں گا" اور پھر اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرنا کہ اب مرزا کا نام بھی اپنی زبان اور قلم پر نہ لائیں، اور پھر اس اقرار کے بعد تین سال تک اشاعۃ السنۃ کو ہی موقوف کر دینا، کیا یہ سب مولانا محمد داود ارشد صاحب کا کوئی مدمقابل اس بات کی دلیل نہیں بنا سکتا کہ مولانا بٹالوی نے اپنے شائع کردہ "متفقہ فتوے" سے صرف آٹھ سال بعد ہی رجوع کر لیا تھا؟؟ کیا اس سے زیادہ واضح اور صریح "رجوع" کوئی اور

ہوسکتا ہے؟؟

مولانا داود ارشد صاحب! آپ نے خوامخواہ علماء لدھیانہ کی ذات پر طعن و تشنیع کر کے ہمارے مشترکہ دشمن" مرزائیوں" کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے، آپ نے یہ تو سوچ لیا ہوتا کہ یہی مرزائی ہیں جنہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے گوجرانوالہ کی ایک عدالت میں دیے گئے اس بیان کو دلیل بنا کر (جس میں مولانا بٹالوی مرحوم نے "احمدیوں" (مرزائیوں) سمیت مختلف فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا تھا کہ" کسی فرقہ کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا") قادیانی اخبار نے یہ سرخی لگائی تھی" مولوی محمد حسین بٹالوی کا رجوع" (تفصیلات دیکھنی ہوں تو مرزائی اخبار "الفضل" 11 فروری 1914 کا صفحہ 3، دوست محمد شاہد کی" تاریخ احمدیت" جلد 3 صفحہ 301 اور ڈاکٹر بشارت احمد کی" مجدد اعظم" کا صفحہ 618 و 619 دیکھ لیں)، یاد رہے مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ عدالتی بیان مرزا قادیانی کی موت کے پانچ چھ سال بعد کا ہے اور مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اس عدالتی بیان میں کہے اپنے الفاظ کا انکار نہیں کیا تھا بلکہ کافی عرصہ بعد اس کی تاویل کی تھی کہ مرزائی چونکہ دو قسم کے ہیں ایک کفریہ عقائد والے، وہ کافر ہیں، اور دوسری قسم کے مرزائی وہ ہیں جو کفریہ عقائد والے نہیں وہ کافر نہیں، اس لئے میں نے کہا تھا کہ" ہم احمدیوں کو مطلقاً کافر نہیں کہتے" (اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو : اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 23 کا صفحہ 192 اور اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 23 کا صفحہ 283 کا مطالعہ فرمالیں).

اس واقعہ سے متعلق" تاریخ احمدیت" کے مرزائی مصنف دوست محمد شاہد نے جو لکھا ہے اس کا عنوان قائم کیا ہے" مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے چپقلش اور تکفیر سے رجوع" اور پھر جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ:

"1909ء کا سال اس اعتبار سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں سلسلہ کے دو مشہور معاند مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب جو جماعت کو تباہ کرنے کا دعویٰ لے کر اٹھے تھے، آپس میں الجھ پڑے اور ملک کے دوسرے مشہور علماء بھی رفتہ رفتہ اس جنگ میں کود پڑے، فریقین نے ایک دوسرے کو کافر کہنے پر بس نہ کر کے مرصع گالیاں دیں........ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے 1909ء میں اس سلسلہ میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ یہ اعلان کیا کہ آنے والا مسیح آسمانی نشانات و برکات سے اسلام کو غالب کرے گا، ان کی اصل عبارت یہ ہے کہ..(امام مہدی بھی) حضرت مسیح موعود کی طرح اپنے مشن میں سیفی جنگ و تلوار و تفنگ سے کام نہ لیں گے بلکہ صرف آسمانی نشانات اور روحانی برکات سے دنیا میں دین اسلام کی اشاعت کرینگے.. اور یہی حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کا مشن اور آپ کا دعویٰ تھا......... دوسرا اقدام یہ اٹھایا کہ اپنے ایک لڑکے ابو اسحاق کو پھر عبدالباسط کو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرا دیا جس پر اہل حدیث حلقے میں بہت شور اٹھا ....اس کے بعد تیسرا اقدام یہ اٹھایا کہ انہوں نے گوجرانوالہ میں لالہ دیو کی نندن کی عدالت میں (اپنے فتویٰ کفر سے رجوع کرتے ہوئے) بیان دیا :ایک فرقہ احمدیہ بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے، یہ فرقہ بھی قرآن و حدیث کو یکساں مانتا ہے........ کسی فرقہ کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں مانتا.. چنانچہ اس بیان پر منصف

نے (یعنی جج لالہ دیوکی نندن نے۔ناقل) اپنے فیصلہ میں صاف لکھا :

مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ اسلام کے حنفی ہیں اور احمدی فرقہ والوں کے نزدیک وہ کافر ہیں جیسے کہ انہوں نے اپنے بیان میں خود تحریر کرایا ہے، اور ایسے ہی مولوی عبدالحکیم صاحب گواہ مدعیہ کے نزدیک احمدی فرقہ کے لوگ کافر ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہیں، حالانکہ مولوی محمد حسین گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں پس اس سے ظاہر ہوا کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو کافر کہتا چلا آیا ہے دراصل کوئی کافر نہیں جیسے کہ مولوی محمد حسین گواہ کا بیانہے....."۔

(ملخصاً: تاریخ احمدیت، جلد3، صفحہ 299 تا301، طبع قادیان 2007)

ہم ان مرزائی الزامات پر کوئی تبصرہ نہیں کر رہے اور نہ ہی مولانا داود ارشد واعوانہ سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ کیا وہ مولانا بٹالوی مرحوم کے "احمدی (مرزائی) فرقہ" کے مطلقاً کافر نہ ہونے کے بیان سے متفق ہیں؟

تو اب آپ کا کوئی مدمقابل، قادیانیوں کی طرح اس بیان کو بنیاد بنا کر مولانا بٹالوی مرحوم کے بارے میں یہ کہے کہ" انہوں نے گوجرانوالہ کی عدالت میں یہ بیان دے کر کہ وہ مرزائیوں کو مطلقاً کافر نہیں کہتے، اور یہ بتا کر کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی کو ماننے والوں کی دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم کافر ہے اور ایک قسم کافر نہیں، اپنے 1891ء والے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا" تو کیا آپ حضرات اس بات کو تسلیم کریں گے؟

ساز خاموش ہے فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے بھی ایک موقع پر (جب ان کی مولانا بٹالوی کے ساتھ تحریری جنگ چل رہی تھی) مولانا بٹالوی کے بارے میں لکھا تھا کہ:

"ایک زمانہ تھا کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کا بیڑا اٹھایا تھا، پھر ایک وقت آیا کہ عدالت میں مرزا صاحب کے مریدوں کی تکفیر سے دست بردار ہو گئے پھر تھوڑے دنوں کے بعد بدستور انہیں کافر کہنے لگے".

(بحوالہ: اشاعۃ السنۃ، جلد 23 نمبر 9، صفحہ 282)

لہٰذا مولانا داود ارشد صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو ہمارا خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ وہ بلاوجہ اس بحث میں مسلکی تعصب اور ذاتیات کو نہ لائیں اور علماء لدھیانہ کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالیں، علماء لدھیانہ نے 1857ء میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ بھی دیا تھا اور آج بھی آپ انڈیا جا کر دیکھ لیں لدھیانہ میں انہی علماء لدھیانہ کی اولاد فتنہ مرزائیت کے خلاف کام کر رہی ہے، لہٰذا یہ رجوع والے فرضی افسانے آپ کے مؤرخ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی کتاب میں ہی اچھے لگتے ہیں، اور ان کی حیثیت اضغاث احلام سے زیادہ کچھ بھی نہیں.

مولانا بٹالوی مرحوم کی عبارات اور مولانا داود ارشد صاحب کی بے بسی

اپنے مضمون کی پانچویں قسط میں مولانا داود ارشد نے مولانا بٹالوی مرحوم کی ان عبارات کا ذکر بھی کیا ہے جو مولانا اللہ وسایا صاحب نے "محاسبۂ قادیانیت" کی جلد 9 کے دیباچہ میں نقل کی ہیں، اور ایک بار پھر علماء لدھیانہ کے "فرضی رجوع" کا افسانہ بنا کر حقائق کو مسخ کرنے اور ان عبارات سے جان چھڑانے کی کوشش فرمائی ہے، چنانچہ

لکھتے ہیں :

" مولانا اللہ وسایا صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کی پانچ عبارتیں بڑے ٹھاٹ باٹ اور کروفر سے نقل کی ہیں، ان کا جواب ہماری طرف سے جاہ وجلال سے تو نہیں بلکہ عاجزانہ درخواست کے طور پر یہ ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے یہ بیانات اس وقت کے ہیں جب رجم الشیاطین اور فتاوی قادریہ کی اشاعت نہیں ہوئی تھی.......ان کی اشاعت پر یہ حقیقت کھلی کہ ..... لدھیانوی علماء نے پنچ کے فیصلے کو قبول کر کے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا.... لہٰذا لولاک میں جو مولانا بٹالوی کی عبارات نقل کی گئی ہیں ان سے ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالی گئی ہے".

(ملخصاً :الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 18)

قارئین محترم! ہمیں کہنے دیجئے کہ ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول اس وقت ڈالی گئی تھی جب مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے شائع کردہ فتوے کو تقریباً 100 سال بعد لاہور سے دوبارہ شائع کیا گیا تھا اور اس میں تحریف کر کے تقریباً ڈیڑھ صفحہ نکال دیا گیا، فتاویٰ قادریہ بھلے مولانا بٹالوی کی ان عبارات کے بعد شائع ہوا ہو، لیکن مولانا بٹالوی مرحوم نے علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کے چیدہ چیدہ اقتباسات اپنے فتوے میں شائع کر دیے تھے جو علماء لدھیانہ نے انہیں بھیجا تھا، اور اس اشتہار کا مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہونا خود مولانا داود ارشد صاحب تسلیم کرتے ہیں، اور اس اشتہار میں لدھیانوی علماء نے یہ نہیں لکھا تھا کہ" ہم نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کر کے بعد میں رجوع کر لیا تھا" بلکہ یہ لکھا تھا" ہم نے 1301ھ میں مرزا پر کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی فتویٰ ہے"، علماء لدھیانہ کا یہ بیان چیخ چیخ کر مولانا داود ارشد کو

جھٹلا رہا ہے، اور اسی لیے مولانا داود ارشد اور ان کے ہمنواؤں نے مولانا بٹالوی کے فتوے سے یہ حصہ حذف کر دیا تا کہ ناواقف لوگوں کو آنکھوں میں دھول جھونکی جائے۔

عجیب بات ہے کہ مولانا داود ارشد لکھتے ہیں کہ "فتاویٰ قادریہ شائع ہونے کے بعد یہ حقیقت کھلی..." لیکن یہ نہیں بتاتے کہ کس پر کھلی؟، مولانا بٹالوی مرحوم تو یہ تفصیل پہلے سے جانتے تھے اور براہین احمدیہ پر اپنے ریویو میں اس کا ذکر بھی کر دیا کہ علماء لدھیانہ نے دیوبند کے جلسہ میں جا کر اپنے فتوے کے حق میں تائید حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے اور وہاں سے ناراض ہو کر واپس آئے تھے، چنانچہ مولانا بٹالوی نے خود سارا واقعہ یوں لکھا :

> "موقع جلسہ دستار بندی مدرسہ دیوبند پر یہ حضرات بھی وہاں پہنچے اور لمبے لمبے فتوائے تکفیر مؤلف براہین احمدیہ کے لکھ کر لے گئے اور علماء گنگوہ و دیوبند وغیرہ سے ان پر دستخط و مواہیر ثبت کرنے کے خواستگار ہوئے مگر چونکہ وہ کفران کا اپنا خانہ ساز کفر تھا جس کا کتاب براہین احمدیہ میں کوئی اثر نہ پایا جاتا تھا لہٰذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتوؤں پر مہر دستخط کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں کو تکفیر مؤلف سے روکا، اور کوئی ایک عالم بھی ان کا اس تکفیر میں موافق نہ ہوا جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات وہاں سے بھاگے اور كأنهم حمر مستنفرة فرّت من قسورة کے مصداق بنے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 170 حاشیہ)

پھر فتاویٰ قادریہ اور رجم الشیاطین کی اشاعت کے بعد مولانا بٹالوی کئی سال زندہ رہے، انہوں نے کہیں یہ لکھا کہ " فتاویٰ قادریہ اور رجم الشیاطین کی اشاعت سے پہلے کے

میرے تمام بیانات کو کالعدم سمجھا جائے"؟، یا فتاویٰ قادریہ کی اشاعت کے بعد کون سے حقائق تبدیل ہو گئے؟ مولانا داود ارشد صاحب کو چاہیے کہ وہ مولانا بٹالوی مرحوم کے ہر ہر بیان کا تفصیل کے ساتھ جواب دیں، یوں گول مول بات کر کے جان نہ چھڑائیں.

آج مولانا داود ارشد صاحب انتہائی بے باکی کے ساتھ یہ لکھتے ہیں کہ :

"اس حقیقت کا اظہار بھی ہم یہاں پر کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ فتاویٰ قادریہ کی اشاعت پر دیوبندی اکابرین کی اندرونی کہانی منظر عام پر آ گئی تھی اس کے بعد مولانا بٹالوی کی کوئی ایسی عبارت ثابت نہیں".

(الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 18)

مولانا داود ارشد صاحب اور ان کے "امام" ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کو یہی مغالطہ ہے کہ وہ علماء لدھیانہ جنہوں نے مرزا قادیانی کی 1884ء میں تکفیر کی تھی "دیوبندی" تھے، بس اسی مغالطے پر وہ مغالطوں کی عمارت کھڑی کر رہے ہیں، اور ہمیں یہ سمجھا رہے ہیں کہ علماء لدھیانہ کے دیوبند جانے اور وہاں ہونے والے واقعات کا مولانا بٹالوی کو علم ہی اس وقت ہوا جب فتاویٰ قادریہ شائع ہوا تھا، بلکہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مولانا بٹالوی کو یہ علم بھی نہ ہو سکا کہ علماء لدھیانہ نے اس زمانہ میں اپنے موقف سے رجوع بھی کر لیا تھا، یہاں تک کہ وہ اپنے ریویو میں علماء لدھیانہ کو (اس فرضی رجوع کے باوجود) ان کے اسی فتوے کے وجہ سے خوب کوستے رہے، اور نہ ہی مرزا قادیانی کو یہ معلوم ہو سکا کہ بیچارے علماء لدھیانہ نے تو اسی وقت اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا اور وہ بھی (بقول مولانا داود ارشد) 1891ء میں اپنے اشتہارات میں ان علماء لدھیانہ کو مقابلہ کے لیے بلاتا ہے.

ع. چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مولانا داود ارشد یہ بتائیں کہ فتاویٰ قادریہ تو مولانا بٹالوی کی زندگی میں ہی آپ کے اقرار کے مطابق سنہ 1901ء میں شائع ہو گیا تھا اور بقول آپ کے "اندرونی کہانی" کی نقاب کشائی ہو چکی تھی تو اس کے بعد مولانا بٹالوی نے کہیں لکھا ہو کہ: "مجھے پہلے علم نہیں تھا کہ علماء لدھیانہ نے اپنے 1884ء والے فتوے سے اسی وقت رجوع کر لیا تھا اور میں خوامخواہ براہین کے تائیدی ریویو میں ان پر بہتان لگاتا رہا"۔ کیا مولانا بٹالوی نے کوئی ایسی بات کہی؟

اگر کوئی ایسی رجوع والی بات ہوتی تو مولانا بٹالوی مرحوم کا فرض بنتا تھا کہ (بقول مولانا داود ارشد) یہ "انکشاف" ہونے کے بعد وہ اپنی ان سابقہ عبارات کو "کالعدم" قرار دے دیتے جن کے اندر انہوں نے علماء لدھیانہ کو اس وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا تھا کہ وہ مرزا قادیانی جیسے "جلیل القدر مسلمان" کی تکفیر کرتے ہیں، بالکل اس طرح جیسے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے پہلے "رجم الشیاطین" میں مرزا قادیانی کے ساتھ ساتھ اس کے اس وقت کے وکیل صفائی مولانا بٹالوی کی بھی کھل کر تردید لکھی تھی، لیکن جب مولانا قصوری نے اپنی کتاب مع تقاریظِ علماء عرب و عجم باقاعدہ شائع کی تو اس وقت تک چونکہ مولانا بٹالوی مرزا کی تائید ترک کر چکے تھے تو مولانا قصوری کو یہ حاشیہ لکھنا پڑا کہ :

> "چونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اب مرزا صاحب کی تائید چھوڑ دی بلکہ ان کی تکفیر پر کمر باندھ لی ہے تو اب رسالہ رجم الشیاطین میں جو ان کی تردید تھی اب وہ اس سے بری ہیں، خدا کرے آیات قرآنی کو کلام غیر بنانے کی بھی خود ہی تردید کریں، واللہ ہو الہادی۔ منہ عفی عنہ"۔

(رجم الشیاطین بردّ اغلوطات البراہین، صفحہ 71 حاشیہ، طبع اول)

اسی طرح علماء لدھیانہ نے بھی جب فتاویٰ قادریہ کے نام سے اپنے فتاویٰ کا

مجموعہ شائع کیا تو چونکہ اس سے پہلے مولانا بٹالوی، مرزا قادیانی کے دفاع سے دست بردار ہو چکے تو لدھیانوی علماء نے لکھ دیا :

"...اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماء ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں، اتفاق کرلیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہ ہے کہ قادیانی کی امداد سے دست بردار ہو کر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں.."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 29، 30 طبع جدید)

تو اب ہمارا سوال مولانا داود ارشد صاحب سے یہ ہے کہ اگر" فتاویٰ قادریہ" کی اشاعت کے بعد یہ حقیقت کھلی تھی کہ علماء لدھیانہ نے تو 1884ء میں ہی مرزا قادیانی کی تکفیر سے رجوع کرلیا تھا، تو مولانا بٹالوی مرحوم زندہ سلامت موجود تھے، بلکہ اس کے بعد تقریباً 20 سال مزید زندہ رہے، تو کیا انہوں نے کہیں لکھا کہ " میں نے جو براہین احمدیہ کے ریویو میں علماء لدھیانہ پر مرزا کی تکفیر کرنے کی وجہ سے سخت تنقید کی تھی، اب اسے کالعدم سمجھا جائے کیونکہ اب مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ انہوں نے تو اسی وقت اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا تھا" ؟

اور پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا فتاویٰ قادریہ میں علماء لدھیانہ نے یوں لکھا ہے کہ " ہم نے فلاں کو حَکَم تسلیم کرلیا تھا اور پھر ان کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا" ؟؟ کیا علماء لدھیانہ کا اپنا کوئی بیان اس رجوع کے بارے میں مولانا داود ارشد یا ان کے مؤرخ صاحب دکھا سکتے ہیں؟، یا چلیں اس زمانہ کے کسی معتبر گواہ کا بیان ہی دکھا سکتے ہیں؟ یا یہ صرف ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کو الہام ہوا اور مولانا داود ارشد صاحب اس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ؟

آئیں اب فتاویٰ قادریہ کی جس عبارت سے ہمارے کرم فرما مغالطہ دینا چاہتے ہیں اس پر بھی ہم ایک نظر ڈال دیتے ہیں تا کہ اب کوئی کسی کی آنکھ میں مزید دھول نہ ڈال سکے۔

علماء لدھیانہ جو اپنے فتوے کی تائید کے لیے مدرسہ دیوبند گئے تھے، ان کے مطابق مولانا گنگوہی نے اپنا نمائندہ مولانا یعقوب نانوتوی کو مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو یہ کہیں گے مجھے (یعنی مولانا گنگوہی کو) وہ قبول ہوگا، ایسا نہیں ہوا تھا کہ فریقین نے یہ کہا تھا کہ "جو یہ کہیں گے، دونوں فریق اسے قبول کریں گے" (اگر بعد کے کسی مصنف نے یہ بات لکھی ہے تو وہ ان کا اپنا خیال ہے، علماء لدھیانہ نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی) اور پھر علماء لدھیانہ کی مولانا یعقوب نانوتوی صاحب کے ساتھ اچھی خاصی بحث ہوئی تھی جس کے بعد (بقول علماء لدھیانہ) مولانا یعقوب نے مرزا قادیانی کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ :

> "میں اس شخص (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں، اور آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 26 طبع جدید)

اُس زمانہ میں "غیر مقلد" یا "لا مذہب" کا کیا مفہوم تھا؟

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس زمانے میں "غیر مقلد" ایسے شخص کو کہا جاتا تھا جو بے دین یا نیچری قسم کا ہو جیسا کہ سرسید تھا، آج کل کی طرح اہل حدیث مکتب فکر کو

نہیں کہا جاتا تھا، اس بات کی تائید میں معروف اہل حدیث عالم اور شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی صاحب کا حوالہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ :

" مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے، لیکن حقیقت میں وہ حنفی بھی نہ تھے، اہلحدیث تو کیا ہوئے، البتہ غیر مقلد ہو سکتے ہیں، کیونکہ وہ نہ فقہ حنفی کے پابند تھے نہ وہ صحابہ و تابعین اور ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے تھے" .

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تجدیدی مساعی، صفحہ 221–222)

اب دیکھیں ایک اہل حدیث عالم مرزا قادیانی کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ وہ حقیقت میں نہ حنفی تھا اور نہ ہی اہل حدیث، البتہ غیر مقلد ہوسکتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت" غیر مقلد" اہل حدیث کو نہیں کہا جاتا تھا، لہٰذا مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کی" غیر مقلد" سے مراد بھی ایسا شخص تھا جو بے دین یا نیچری ہو۔

اسی مقام پر مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب" عبداللہ چکڑالوی" وغیرہ" منکرین حدیث" کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ :

"....ایسے آدمی کے لیے اہل حدیث ہونا ممکن ہی نہ تھا، چنانچہ وہ اور مولوی حشمت علی، مولوی رمضان گوجرانوالہ، رشید احمد وغیرہم، گجرات، ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے منکرین حدیث اور ہمارے ہم عصر غلام احمد پرویز، یہ حضرات آوارہ مزاجی کے لحاظ سے صرف غیر مقلد ہو سکتے ہیں، بلکہ نفس اسلام کی پابندی سے بھی کافی حد تک آزاد ہیں.."

(ایضاً : صفحہ 222)

غور فرمائیں! اگر ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی تحقیق پر تکیہ کر کے یہاں وہی نتیجہ

نکالا جائے جیسا ڈاکٹر صاحب نے مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کی بات کا نکالا ہے تو وہ کچھ یوں ہوگا کہ:

" مولانا محمد اسماعیل سلفی نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی، عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویز وغیرہ "غیر مقلد" تھے، اور وہ اسی طرح سنی العقیدہ مسلمان ہیں جس طرح دیگر غیر مقلدین ہیں".

تو کیا یہ بات درست ہوگی؟؟ والعاقل تکفیہ الاشارۃ.

اب بات چلی ہے تو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے بھی چند حوالے پڑھ لیں، ایک جگہ لکھتے ہیں :

"... یہ بلاء کادیانی (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کے اِتباع کی اکثر اسی فرقہ میں پھیلی ہے جو عامی و جاہل ہو کر مطلق تقلید کے تارک وغیر مقلد بن گئے ہیں یا ان لوگوں میں جو نیچری کہلاتے ہیں جو درحقیقت اس قسم کے غیر مقلدوں کے برانچ (شاخ) ہیں.."

(اشاعۃ السنۃ نمبر 11 جلد 15 صفحہ 271)

مولانا داود ارشد صاحب! غور فرمائیں، مولانا بٹالوی یہاں "غیر مقلد" کسے کہہ رہے ہیں؟ جن کی ایک شاخ "نیچری" یعنی "دہریہ" بھی ہے، تو اگر مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے لفظ "لا مذہب" کی وضاحت "دہریہ" سے کی تھی تو اس میں غصہ والی کوئی بات نہیں تھی، مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی "دہریہ" (نیچری) کو "غیر مقلدین" کی برانچ ہی لکھا ہے، جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اُس زمانہ میں "غیر مقلد" سے مراد "لا مذہب"، "بے دین" اور "نیچری یا دہریہ" ہوتا تھا نہ کہ آج کل کی اصطلاح کے مطابق "اہل حدیث مکتب فکر"، تو مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ نے مرزا کو "غیر مقلد" کہا ہو

یا "لامذہب" (جیسا کہ رئیس قادیان میں لکھا ہے) مفہوم دونوں کا وہ نہیں جو ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے لکھا ہے کہ "مرزا قادیانی اسی طرح ایک سنی العقیدہ مسلمان ہے جس طرح دیگر غیر مقلدین ہوتے ہیں".

اگر اب بھی بات واضح نہیں ہوئی تو یہ لیں مولانا بٹالوی مرحوم ہی لکھتے ہیں :

".... اہل حدیث مختلف صوبجات ہندوستان، پنجاب، ممالک مغرب و شمال واودہ، بمبئی، مدراس، بنگال، ممالک متوسط کے تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان واشخاص نے یہ ظاہر کیا کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو، گورنمنٹ ہم کو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے........ اہل حدیث لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو..."

(ملخصاً : اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 9، صفحہ 199–200)

اگر اب بھی مولانا داود ارشد صاحب کو کوئی اشکال ہے تو یہ لیں، مولانا بٹالوی مرحوم نے ایک جگہ یوں بھی ارشاد فرمایا ہے :

"عاملین بالحدیث لفظ غیر مقلد یا لامذہب کہنے کو گالی سمجھتے ہیں"

(اشاعۃ السنۃ، جلد 2 نمبر 3 صفحہ 61)

مولانا داود ارشد صاحب! یہ تھا اس زمانہ کا "غیر مقلد" جو مولانا محمد یعقوب نانوتوی مرحوم نے مرزا قادیانی کو بتایا تھا، اب آپ کی مرضی آپ مولانا اسماعیل سلفی مرحوم اور مولانا بٹالوی مرحوم کے بیان کردہ اس لفظ "غیر مقلد" کا مفہوم "سنی العقیدہ مسلمان" بتائیں یا "دہریہ اور نیچری" بتائیں، یا اسے "تعریف وتوصیف" کہیں یا "گالی" سمجھیں، ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہمارا زیر بحث مسئلہ یہ نہیں کہ مولانا یعقوب نانوتوی

مرحوم نے کیا کہا اور ان کی رائے کیا تھی، بلکہ ہمارا موضوع علماء لدھیانہ کا موقف ہے، اور اپنا موقف علماء لدھیانہ نے صراحت کے ساتھ خود لکھ دیا ہوا ہے.

الغرض! لدھیانہ کے ان علماء کے مطابق، مولانا یعقوب نانوتوی نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ "میں آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا" کیونکہ آپ اس کے علاقے کے قریب پنجاب میں رہتے ہیں (جبکہ دیوبند صوبہ یوپی میں واقع ہے) اور پھر آپ حضرات نے اس کی کتاب براہین کے چاروں حصے پڑھے ہیں (جب کہ مولانا یعقوب نانوتوی نے کتاب نہیں پڑھی تھی. ناقل).

پھر اسی فتاویٰ قادریہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعد میں مولانا یعقوب نانوتوی نے بذریعہ ڈاک مندرجہ ذیل تحریر لکھ کر بھی لدھیانہ کے ان علماء کو بھیجی تھی :

> "یہ شخص (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) میری دانست میں غیر مقلد (یعنی بے دین اور نیچری. ناقل) معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں اس کو کس روح سے انسیت ہے".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 27)

قارئین محترم! یہ ان حضرات کا اپنا بیان ہے جن کی ہم بات کر رہے ہیں، کیا ان کے اپنے بیان کے بعد کسی اور کے بیان کی حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا ان حضرات نے کہیں یہ لکھا یا کہا کہ "ہم نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا"؟ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے مولانا بٹالوی ان کے رجوع کا ذکر کرتے کہ بٹالوی صاحب سنہ 1857ء کی جنگ آزادی کے حامی ہونے کی وجہ سے ان حضرات کے خلاف لکھتے رہے تھے اور ان

حضرات کو گورنمنٹ انگریزیہ کا باغی اور غدار ثابت کرتے رہے تھے (یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ بٹالوی صاحب انگریزی حکومت کے خلاف جنگ اور اس کی بغاوت کو ناجائز سمجھتے تھے، اسی لیے وہ لدھیانہ کے ان علماء کے ساتھ پہلے سے چپقلش رکھتے تھے).

نوٹ : علماء لدھیانہ کے وارثین نے بھی اس "رجوع" والے افسانے کی تردید کی ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں "تاریخ ختم نبوت" مرتبہ : مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی ﷾، صفحہ 147 وغیرہ.

(یاد رہے مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی ﷾ کو ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے لدھیانوی خاندان کا وارث تسلیم کیا ہے، دیکھیں : تحریک ختم نبوت، جلد 1 صفحہ 29).

کتاب "رئیس قادیان" کا حوالہ

اسی "غیر مقلد" والی بات کو مولانا محمد رفیق دلاوری مرحوم نے "رئیس قادیان" میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

> "مولانا یعقوب نے فرمایا کہ میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال لامذہب جانتا ہوں اور چونکہ آپ قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا....".

(رئیس قادیان، صفحہ 379–380)

پھر آگے لکھا :

> "علماء لدھیانہ دیوبند سے مراجعت ہوئے، دو تین دن کے بعد مولانا محمد یعقوب نے ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر بذریعہ ڈاک لدھیانہ بھیج دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں لا مذہب معلوم ہوتا

ہے...."

(ایضاً، صفحہ 380)

معلوم ہوا کہ مؤلف "رئیس قادیان" نے بھی اس "غیر مقلد" سے "لا مذہب" ہی سمجھا تھا، اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے غالباً یہ عبارت "رئیس قادیان" سے ہی نقل کی ہے جس میں "آزاد خیال اور لا مذہب" کے الفاظ ہیں، لیکن ہمیں علماء لدھیانہ کے اپنے بیان کے ہوتے ہوئے کسی اور مصنف کے بیان کی بنیاد پر فیصلے کرنے کی ضرورت ہی نہیں.

مولانا داود ارشد صاحب کی ایک اور خیانت

مولانا داود ارشد صاحب نے یہاں ایک بار پھر ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی اقتدا میں مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کی بات نقل کرنے میں بھی خیانت کا ارتکاب کیا ہے، ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حَکَم یعنی مولوی محمد یعقوب صاحب نے جو فیصلہ دیا وہ یہ ہے کہ :

> "1884ء کا مرزا غلام احمد غیر مقلد (مسلمان) تھا اور اگر چہ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا اور نہ ہمیں یہ معلوم ہوسکا کہ اسے کس روح کی اویسیت حاصل ہے اور نہ وہ کسی معروف فقہی مذہب کا مقلد ہے، لیکن وہ اسی طرح ایک سنی العقیدہ مسلمان ہے جس طرح دیگر غیر مقلدین".

(بلفظہ : تحریک ختم نبوت، جلد 1 صفحہ 138)

قارئین محترم! ڈاکٹر بہاء الدین (اصل نام "محمد سلیمان اظہر") کی یہ عبارت

بغیر سوچے سمجھے مولانا داود ارشد نے بھی (بغیر ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا حوالہ دیے) نقل کردی ہے، مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ نے ہرگز یہ الفاظ نہ کہے اور نہ لکھے تھے کہ "مرزا قادیانی اسی طرح سنی العقیدہ مسلمان ہے جس طرح دیگر غیر مقلدین"، یہ سراسر بہتان ہے، انہوں نے جو کہا تھا وہ آپ پہلے پڑھ چکے۔

نوٹ : مکرر یاد رہے! یہاں موضوع بحث یہ ہے ہی نہیں کہ مولانا یعقوب نانوتوی وغیرہ علماء دیوبند نے اس وقت علماء لدھیانہ کے فتوے کی تائید کی یا نہیں کی، یا کیوں نہیں کی، ان پر کوئی لازم نہ تھا کہ وہ ضرور علماء لدھیانہ سے سے من وعن متفق ہوتے، اسی طرح نہ تو علماء لدھیانہ نے اس وقت دیوبند کے ان علماء کی بات سے اتفاق کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنا موقف تبدیل کیا تھا اور نہ ہی ان پر یہ کرنا لازم تھا، نہ ہی وہ دیوبند کے منتسبین میں سے تھے کہ دیوبند والوں کا فیصلہ ان کا فیصلہ سمجھا جائے، بلکہ وہ ان کے ساتھ بحث ومباحثہ کر کے اپنے بات سے رجوع کیے بغیر واپس آئے تھے، فی الوقت ہمارا مدعا یہ ہے کہ اس وقت علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی اور اپنے موقف کے حق میں دوسرے علماء سے بحث ومباحثہ بھی کیا اور کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ ہم نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا ہے، نیز مولانا یعقوب نانوتوی نے بھی ان سے صاف طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ "میں آپ کو مرزا کی تکفیر سے نہیں روکتا" (حوالہ پہلے گذرا)، لہٰذا ہمارے کرم فرما بجائے ادھر ادھر کی ابحاث شروع کرنے کے یہ بتائیں کہ:

1) علماء لدھیانہ نے 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی یا نہیں؟

2) علماء لدھیانہ کی اس تکفیر کا اقرار مولانا بٹالوی نے کیا تھا یا نہیں؟

3) مولانا بٹالوی مرحوم نے براہین احمدیہ کے تائیدی ریویو میں ان وجوہات کا ذکر کیا تھا یا نہیں جن کی بنا پر ان کے خیال میں علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی اور پھر مرزا قادیانی

کے بارے میں اپنے حسن ظن کی وجہ سے علماء لدھیانہ کے ہر اعتراض کا جواب دینے اور مرزا کی ہر بات کی تاویل کرنے کی کوشش کی تھی یا نہیں؟ یہ وجوہات "مذہبی و دینی" تھیں یا دنیاوی؟

4) مولانا بٹالوی مرحوم کی ان علماء لدھیانہ کے ساتھ پہلے سے چپقلش چلی آ رہی تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو اس کا سبب کیا تھا؟ مولانا بٹالوی کو ان علماء لدھیانہ پر کیا غصہ تھا؟ کیا واقعی ان اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ علماء لدھیانہ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور وہ 1857ء کی جنگ آزادی میں عملاً شریک ہوئے تھے؟

5) مولانا داود ارشد واعوانہ صاف اور واضح بیان جاری کریں کہ کیا وہ مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے براہین احمدیہ پر لکھے تائیدی ریویو سے آج بھی متفق ہیں کہ مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں جو کچھ مرزا کے دفاع میں لکھا اور جیسی تاویلات اس کے الہامات کی کیں وہ سب درست تھا؟

6) مولانا داود ارشد بتائیں کہ علماء لدھیانہ کی اس تکفیر کو مرزا قادیانی نے "لیکچر لدھیانہ" میں اپنی "اولین تکفیر" بتایا تھا یا نہیں؟

7) باقرار مولانا داود ارشد، 1891ء کے اوائل میں مرزا قادیانی نے اپنے اشتہاروں میں جن علماء اسلام کو مقابلہ میں آنے کی دعوت دی ان میں وہ علماء لدھیانہ بھی شامل تھے، تو بتائیں مرزا کی ان کے ساتھ کیا دشمنی تھی؟ کیا وہ (بقول آپ کے) اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کر کے گھروں میں دبک کر نہیں بیٹھے ہوئے تھے اور ان پر سکوت نہیں طاری تھا؟، پھر مرزا نے ان کو کیوں مخاطب کیا؟

8) مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ نے مرزا کے جواب میں وہ اشتہار شائع کیا تھا یا نہیں جس میں انہوں نے صاف طور پر یہ لکھا کہ " ہم نے تو مرزا پر کفر کا فتویٰ 1301ھ ہی

دے دیا تھا اور آج بھی ہمارا وہی موقف ہے"؟ اور ان کے اس اشتہار کا ذکر کر کے اس کے چند اہم اقتباسات مولانا بٹالوی نے اپنے فتوے میں شائع کیے تھے یا نہیں؟

9) کیا علماء لدھیانہ کا مئی 1891ء والا ہمارا زیر بحث یہ اشتہار 1884ء کے فتوے اور آپ پر الہام شدہ "فرضی" رجوع کے بعد اور مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے سے پہلے شائع ہوا تھا یا نہیں؟ اور کیا اس اشتہار میں مرزا قادیانی کو "کافر و مرتد" لکھا گیا تھا یا نہیں؟ تو فرمائیں اس اشتہار سے بھی علماء لدھیانہ کے رجوع کا الہام بھی تو ڈاکٹر بہاء الدین یا آپ کو ہونے کا مستقبل قریب میں کوئی امکان تو نہیں؟، اگر نہیں تو پھر یہ اشتہار آپ کے "فرضی" رجوع سے بھی رجوع سمجھا جائے گا یا نہیں؟

10) مولانا بٹالوی مرحوم کے فتویٰ کی طبع جدید سے علماء لدھیانہ کے اشتہار کے ذکر والا حصہ حذف کیا گیا یا نہیں؟ یہ عمل عمداً ہوا ہو یا سہواً لیکن کیا اس کی وجہ سے ایک اہم تاریخی حقیقت پس پردہ چلی گئی یا نہیں؟

تلك عشرة كاملة .

مولانا داود ارشد صاحب کی ایک بار پھر اصل مبحث سے توجہ ہٹانے کی کوشش

چونکہ مولانا داود ارشد صاحب کے دلائل کی پٹاری خالی ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے اپنے مضمون کی قسط نمبر 6 میں ایک بار پھر اپنے مؤرخ صاحب کی "تقلید" میں وہی مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے جس پر ہم پہلے تفصیل سے بات کر چکے ہیں، چنانچہ موصوف نعرہ بلند کرتے ہیں کہ:

"مرزا قادیانی کے سفر لدھیانہ کے موقع پر (یعنی "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے زمانہ میں. ناقل) اکابر علماء دیوبند کے درمیان اختلاف کے

بعد اس کے مسلمان ہونے کا دیوبند سے سیفٹی پروانہ جاری ہوا تو یہ سرٹیفکیٹ مرزا کے دعوائے نبوت ورسالت ظاہر نہ ہونے تک مؤثر رہا، جب مرزا نے علانیہ طور پر نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا تو دیوبندیوں کے عقیدے کی کتاب.. المہند علی المفند .. کے بقول اکابر علماء دیوبند نے اس کے ناشائستہ اقوال کی تاویلیں ترک کر کے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ جاری کیا، یہ وہ حقیقت ہے جس پر اکابر علمائے دیوبند کا اجماع ہے.....الخ"

(ملخصاً :الاعتصام، 25 تا 31 دسمبر 2020، صفحہ 7)

قارئین محترم! یہ ہے موصوف کا مبلغ علم کہ وہ 1884ء کے علماء لدھیانہ کو "دیوبندی" یا دار العلوم دیوبند کے تابع سمجھے بیٹھے ہیں اور پھر اپنے قلم کا رخ علماء دیوبند کی طرف موڑتے ہیں، ہم موصوف کو ناصحانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اپنے اکابر مولانا بٹالوی مرحوم وغیرہ کی تحریرات کا جواب دینے اور مولانا بٹالوی کے شائع کردہ اصل فتوے میں تحریف کا ارتکاب کرنے والوں کی وکالت تک محدود رکھیں، اور اگر آپ کو خوامخواہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا شوق ہے تو پھر پہلے ان سوالوں کا جواب دیں، تاکہ ہمیں پہلے آپ کے مبلغ علم کا اندازہ ہوجائے :

1) دار العلوم دیوبند کس سنہ میں قائم ہوا تھا؟

2) سنہ 1884ء میں (بقول مولانا بٹالوی) مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر دینے والے علماء لدھیانہ نے دار العلوم دیوبند میں کیا پڑھا، کس سے پڑھا اور کس سنہ میں پڑھا تھا؟

3) کس نے 1884ء کے علماء لدھیانہ کو "اکابرین علماء دیوبند" میں شمار کیا ہے؟

4) وہ کون سے "اکابر علماء دیوبند" تھے جن کے درمیان اختلاف" کا آپ نے ذکر کیا ہے؟، اختلاف کرنے والے دونوں فریقوں کا تعارف کروائیں، نیز دونوں فریقوں کا موقف بھی بیان فرمائیں۔

5) مرزا قادیانی نے صریح "دعوائے رسالت ونبوت" کب کیا تھا؟، باحوالہ بیان کریں۔

6) یہ دعویٰ کس نے کیا ہے کہ" مرزا قادیانی پر سب سے پہلا فتوائے کفر دارالعلوم دیوبند سے جاری ہوا تھا" ؟

7) کیا علماء لدھیانہ نے اپنے کسی بیان یا تحریر میں یہ اشارہ دیا کہ" ہم دیوبندی ہیں یا مکتب دیوبند کے منتسبین میں سے ہیں یا ہمارا اس وقت کے دارالعلوم دیوبند کے اکابرین کے ساتھ فلاں فلاں بات پر اجماع ہو چکا تھا" ؟

8) مولانا بٹالوی نے اپنا فتویٰ کب شائع کیا تھا؟، نیز بتائیں کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کی اشاعت سے کتنا عرصہ پہلے اپنی کس کتاب یا تحریر میں مرزا قادیانی صریح طور پر "نبوت ورسالت" کا دعویٰ کر چکا تھا؟

9) علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) والا اشتہار مولانا بٹالوی کا فتویٰ شائع ہونے سے پہلے شائع ہوا تھا یا بعد میں؟

10) کیا علماء لدھیانہ نے اپنے اس اشتہار میں یہ نہیں لکھا تھا کہ" ہم نے تو 1301ھ میں ہی مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اب بھی ہم اسی بات پر قائم ہیں کہ مرزا قادیانی کافر و مرتد ہے" ؟

11) کیا مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ کے اس بیان کو جھوٹ لکھا؟ یا انہوں نے کبھی آپ کے مؤرخ صاحب کے گھڑے ہوئے" رجوع والے افسانہ" کا کہیں ذکر کیا؟

12) کیا آپ علماء لدھیانہ کے اس شائع شدہ بیان کو جھوٹ سمجھتے ہیں؟

13) کیا آپ علماء لدھیانہ کے وکیل ہیں؟

14) مولانا بٹالوی مرحوم نے جب اپنا فتویٰ مختلف علماء کی تصدیقات کے ساتھ شائع کیا تو انہوں نے علماء لدھیانہ کو بھی علماء دیوبند کے ساتھ ذکر کیا یا الگ؟ (مزید تسلی کے لئے اپنی "ناقص" نئی اشاعت کا صفحہ 153 زیر عنوان "علمائے دیوبند سہارنپور وغیرہ" دیکھ لیں، اور پھر اصل فتویٰ کھول کر "بعض علماء وصوفیاء لودہانہ" کا عنوان دیکھ لیں جو نئی اشاعت سے حذف کر دیا گیا).

مولانا داود ارشد صاحب کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

مولانا! اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ ہم آپ کے جواب میں اس بحث کو اصل موضوع سے ہٹا کر مسلکی اختلاف کی طرف لے جائیں گے تو یہ آپ کی خام خیالی ہے، ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا مقصد کیا ہے، اس لیے یہ بات ذہن نشین فرما لیجئے کہ یہاں ہماری بحث "علماء لدھیانہ" کے فتویٰ اور ان کی طرف سے شائع کردہ اشتہار سے ہے، یہاں ہمارا مقصد تاریخی ریکارڈ اور واقعات کا تسلسل درست کرنا ہے، ہم نے ہرگز کسی مسلک پر طعن نہیں کیا، اور یہاں دار العلوم دیوبند اور اکابرین دیوبند کا فتویٰ یا ان کی تحریریں یا کتابیں ہرگز زیر بحث نہیں. یہاں اس پر بات ہو رہی ہے کہ مرزا قادیانی پر 1884ء میں سب سے پہلے کس نے فتوائے کفر دیا تھا؟ یہاں ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ آیا مولانا بٹالوی مرحوم کے فتویٰ کے شائع ہونے سے پہلے علماء لدھیانہ نے اپنا وہ اشتہار شائع کیا تھا جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو "کافر و مرتد" لکھا تھا یا نہیں؟، لہٰذا آپ کو اس بات کا جواب دینا تھا کہ علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کا ذکر مولانا بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں کیا تھا یا نہیں؟ اور اس اشتہار کے اہم اقتباسات اپنے فتویٰ میں نقل کیے تھے یا نہیں؟

نیز آپ کو اس بات کی وضاحت کرنی ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے اصل فتویٰ کو جب تقریباً 100 سال پر دوبارہ شائع کیا گیا تو اس میں علماء لدھیانہ کے مذکورہ اشتہار سے متعلق یہ اہم حصہ نکالے جانے سے اہم ترین تاریخی حقائق اوجھل ہوئے یا نہیں؟

اور اگر پھر بھی آپ کی تحقیق کی تشنگی باقی رہے تو پھر اس پر اپنی تحقیق انیق پیش کریں کہ :

علماء اسلام میں سب سے پہلے بلکہ ہماری معلومات کے مطابق مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید اور حمایت میں اکلوتا تفصیلی تبصرہ جو 150 صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے کس نے لکھا اور شائع کیا تھا؟

وہ کون تھا جس نے 1884ء میں مرزا قادیانی کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ:

"وہ ایک جلیل القدر مسلمان ہے" .... اور اپنی رائے یوں دی تھی کہ

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں"

وہ کون تھا جس نے مرزا قادیانی کی "مجموعہ کفریات" کتاب کی تعریف یوں کی تھی کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل الله يحدث بعد ذلك أمرا، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے".

وہ کون تھا جس نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" (جو کہ ایک "سڑیل کتاب

اور مجموعہ خرافات واباطیل اوراحتلامات شیطانیہ" تھی) کے بارے میں لکھا تھا کہ:

"اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی، لہٰذا بحکم ..هل جزاء الاحسان الا الاحسان.. کافہ اہل اسلام پر، اہل حدیث ہوں یا حنفی، شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ، اس کتاب کی نصرت اور اس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے".؟

وہ کون تھا جس نے مرزا قادیانی کی اسی کتاب کے بارے میں اللہ تعالی سے یہ دعا کی تھی کہ وہ :

"اس کتاب (یعنی" براہین احمدیہ". ناقل) کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالا مال کر دے، اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیض یاب کر. آمین".

وہ کون تھا جو مرزا قادیانی کی کتاب" براہین احمدیہ" کے لیے چندے کی ترغیبوں پر مشتمل اشتہار شائع کیا کرتا تھا اور لکھا کرتا تھا کہ:

"مسلمانوں کو اس کے مصارف طباعت میں اعانت نہایت ضروری ہے"

اور پھر اس وقت کے بڑے رؤساء کے نام لکھ کر مرزا قادیانی کو مشورہ بھی دیا کرتا تھا کہ وہ کتاب چھپوانے کے لیے ان سے بھی اپیلیں کرے؟

دوسروں پر اگر تبصرہ کیجئے
سامنے آئینہ رکھ لیا کیجئے

مولانا داود ارشد صاحب کا اقرار بھی اور انکار بھی

قارئین محترم! مولانا داود ارشد اور ان کے ہمنوا اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس بات کا انکار ان کے لئے ناممکن ہے کہ سنہ 1301ھ (مطابق 1884ء) میں جب ابھی مولانا بٹالوی مرحوم اپنے دوست مرزا قادیانی کے ساتھ حسن ظن میں مبتلا ہو کر اس کے وکیل صفائی بنے ہوئے تھے، اس وقت علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر دے دیا تھا، اسی لئے تو مولانا داود ارشد صاحب کبھی "رجوع" کا افسانہ دہراتے ہیں اور کبھی لکھتے ہیں کہ:

"لدھیانوی علماء کا مرزا کو 1301ھ میں کافر کہنا عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی کدورت کی وجہ سے تھا".

(ملخصاً: الاعتصام، 25 تا 31 دسمبر 2020، صفحہ 9)

یعنی وہ یہ قبول تو کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے 1301ھ میں مرزا کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا تھا لیکن ان کے اندر اتنی اخلاقی جرأت نہیں کہ وہ اس بات کو علی الاعلان تسلیم کریں، اور بجائے حقیقت قبول کرنے کے وہ مرزائیوں والی زبان لکھتے ہیں اور علماء لدھیانہ کی ذات پر طرح طرح کے الزامات لگانے سے بھی باز نہیں آتے، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مولانا داود ارشد صاحب کو علماء لدھیانہ کے ساتھ کیا بغض اور دشمنی ہے؟، یاد رکھیں! آپ کی اس "میں نہ مانوں" والی رٹ سے علماء لدھیانہ کے موقف یا ان کی ذات کو تو کوئی فرق نہیں پڑنے والا، ہاں البتہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ضرور ناقابل اعتبار ثابت ہوں گے، کیونکہ ہمیں یہ بات مولانا بٹالوی نے ہی بتائی تھی کہ وہ لدھیانوی علماء ہی تھے جنہوں نے سنہ 1301ھ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، ہمیں اس بات کا علم بھی مولانا

بٹالوی کی تحریر سے ہی ہوا کہ ان کے فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ کا وہ اشتہار شائع ہو چکا تھا جس میں انہوں نے اپنے 1301ھ والے اپنے سابقہ فتوے کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس اشتہار میں بھی مرزا قادیانی کو "کافر و مرتد" لکھا تھا، اور مولانا بٹالوی باوجود اس کے کہ علماء لدھیانہ کے ساتھ ذاتی کدورت اور چپقلش رکھتے تھے اور اس زمانہ سے رکھتے تھے جب ابھی "براہین احمدیہ" شائع بھی نہیں ہوئی تھی، پھر بھی انہوں نے کمال دیانت سے جو حقیقت تھی اسے درج کر دیا اور انہوں نے "رجوع" والے فرضی افسانے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا جو آپ اور آپ کے مؤرخ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کو سوا صدی سے زیادہ گذر جانے کے بعد الہام ہوا ہے۔

اور ہاں! کیا آپ نہیں جانتے کہ مولانا بٹالوی "براہین احمدیہ" کی اشاعت سے بھی پہلے سے علماء لدھیانہ کے ساتھ ذاتی کدورت اور چپقلش رکھتے تھے؟ اور اس کدورت کا سبب بھی آپ سے مخفی نہیں ہوگا جو خود مولانا بٹالوی نے براہین پر اپنے ریویو میں ذکر بھی کیا ہے، جب یہ بھی ایک حقیقت ہے تو پھر آپ کا مولانا بٹالوی کے حوالہ سے بار بار یہ راگ الاپنا کہ:

> "انہوں نے لکھا ہے کہ علماء لدھیانہ کا سنہ 1301ھ میں مرزا قادیانی کو کافر کہنا عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی کدورت کی وجہ سے تھا"

اس بیان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی، کیونکہ یہ بیان مولانا بٹالوی نے اپنے ان ہم عصروں کے بارے میں دیا تھا جن کے ساتھ وہ ذاتی کدورت اور چپقلش رکھتے تھے اور اس وقت ان کے مدنظر اپنے اس وقت کے دوست مرزا قادیانی کا دفاع تھا۔

اور اگر آپ برا نہ منائیں تو آپ کے ثقہ گواہان یعنی قادیانیوں نے تو ایسا بیان

مولانا بٹالوی کے بارے میں بھی دیا ہوا ہے، قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد لکھتا ہے:

"مولوی محمد حسین بٹالوی کو فتح اسلام اور توضیح مرام کے نسخے پہنچے تو انہوں نے اپنے دلی بغض وعناد کا برملا اظہار کرتے ہوئے اپنے اس فیصلے کا اعلان کر دیا کہ (اشاعۃ السنۃ) کا فرض اور اس کے ذمہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو (یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود کو) دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرا دے..."

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 386 طبع 2007)

تو مولانا داود ارشد صاحب! یہ فرمائیں کہ کیا واقعی مولانا بٹالوی نے یہ سب مرزا قادیانی کے ساتھ اپنے "دلی بغض وعناد" کا اظہار کرنے کے لئے کیا تھا؟ اور کیا دوست محمد شاہد کا یہ بیان درست تسلیم کر لیا جائے؟

لہٰذا! آپ سے گذارش ہے کہ مسلکی تعصب میں اتنے آگے نہ جائیں کہ کل آپ کے قلم سے نکلی ہوئی تحریروں سے قادیانی دلیل پکڑیں.

مولانا داود ارشد صاحب! خوف خدا کریں

مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کی "مجموعہ کفریات" کتاب "براہین احمدیہ" کا دفاع کرتے ہوئے مخالفین کا ایک اعتراض یوں نقل کیا تھا کہ:

"مولف براہین احمدیہ اپنے الہامات کو حجت قطعی جانتا ہے، حالانکہ علمائے اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہیں مانا اور اس کو دلیل شرعی قرار نہیں دیا".

اور پھر مولانا بٹالوی اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"علماء اسلام نے جو کہا ہے کہ غیر نبی کا کشف و الہام حجت نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ غیر نبی کا کشف و الہام کسی دوسرے پر حجت نہیں، اور مولف براہین احمدیہ (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) نے کہیں نہیں کہا کہ میرا الہام دوسرے لوگوں پر حجت ہے، جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں وہ مولف براہین احمدیہ کا ایک کلمہ ایسا دکھائیں جس میں اس نے اپنے الہامات کو دوسروں کے لئے حجت اور دلیل قرار دیا ہے، اور اگر وہ کوئی ایسی بات ان کے کلام میں نہ پائیں تو یہ اعتراض کرتے ہوئے خدا سے شرمائیں اور اس بے جا اعتراض اور ناروا طعن سے باز آجائیں".

(ملخصاً: اشاعۃ السنۃ، جلد 7 نمبر 10، صفحہ 298، 299)

تو ہم بھی مولانا داود ارشد صاحب کی خدمت میں یہی عرض کرتے ہیں کہ آپ جو علماء لدھیانہ پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے 1301ھ (1884ء) والے فتوے سے رجوع کر کے اس وقت کے مرزا کو مسلمان تسلیم کر لیا تھا، تو آپ علماء لدھیانہ کی کوئی ایسی تحریر دکھائیں جس میں انہوں نے خود یہ بات لکھی ہے، اور اگر ایسی کوئی بات ان کے کلام میں نہیں پائی جاتی بلکہ اس کے برعکس وہ 29 رمضان 1308ھ کو ایک اشتہار شائع کرتے ہیں جس میں صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ہم نے 1301ھ میں مرزا کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور آج بھی ہم اس بات پر قائم ہیں کہ مرزا قادیانی کافر و مرتد ہے، تو مولانا داود ارشد صاحب بھی یہ اعتراض کرتے ہوئے خدا سے شرمائیں اور اس بے جا اعتراض اور ناروا طعن سے باز آجائیں.

مکتب اہل حدیث سے کیسی عداوت؟

مولانا داود ارشد صاحب نے شاید اپنے مریدین کو اشتعال دلانے کے لیے لکھا ہے کہ:

" آج اہل حدیث کی عداوت میں بانی تکفیر کا میڈل حاصل کرنے کے لیے مضامین لکھے جا رہے ہیں بلکہ مرزا قادیانی کے اظہار کفر سے بھی پہلے اکابرین دیوبند پر مرزا کے کفریات منکشف ہونے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے.....الخ".

(ملخصاً : الاعتصام، 25 تا 30 دسمبر 2020،صفحہ 7)

تو اس پر ہم عرض کرتے ہیں کہ مولانا! آپ کا یہ مضمون مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ کے قلم سے نکلے" محاسبۂ قادیانیت جلد 9" کے جس دیباچہ کے جواب میں ہے اس مضمون کی وہ عبارت نقل کریں جس سے مسلک اہل حدیث کی عداوت کا اظہار ہوتا ہے.

کیا آپ کے نزدیک مولانا محمد حسین بٹالوی کی ردقادیانیت پر لکھی تحریرات کو تین ضخیم جلدوں میں اپنے خرچ پر شائع کرنا یہ مسلک اہل حدیث سے عداوت ہے؟ یا آپ کے مسلک کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی عبارات کی روشنی میں تاریخی حقائق تک پہنچنا یہ مسلک اہل حدیث سے عداوت ہے؟، یا مولانا اللہ وسایا صاحب کا یہ لکھنا مسلک اہل حدیث سے عداوت ہے کہ" مولانا بٹالوی مرحوم ومغفور کا ایک عظیم الشان کارنامہ مرزا غلام احمد قادیانی پر فتویٰ تکفیر ہے"؟

ہاں اگر آپ کے نزدیک یہ لکھنا کہ مرزا قادیانی کی اولین تکفیر علماء لدھیانہ کی

طرف سے سنہ 1301ھ (1884ء) میں ہوئی تھی یہ آپ کے مسلک سے عداوت ہے تو پھر یہ عداوت مولانا بٹالوی نے کی ہے، مولانا اللہ وسایا صاحب نے تو جو کچھ لکھا ہے وہ مولانا بٹالوی سے ہی نقل کیا ہے، اور مولانا بٹالوی ان واقعات کے عینی گواہ ہیں.

بلکہ یہ سوال تو آپ سے کیا جانا چاہیئے کہ جب مولانا بٹالوی مرحوم نے علماء لدھیانہ کے ساتھ ذاتی رنجش اور ان کے ساتھ مسلکی اختلاف کے باوجود یہ لکھ دیا کہ لدھیانوی علماء نے سنہ 1301ھ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، نیز مولانا بٹالوی نے یہ بھی بتادیا کہ ان کے فتویٰ کے شائع ہونے سے پہلے انہی علماء لدھیانہ نے ایک اشتہار شائع کیا ہوا تھا جس میں مرزا قادیانی کو کافر و مرتد لکھا تھا تو آپ بتائیں کہ آپ کو آخر علماء لدھیانہ سے کیا عداوت ہے کہ آپ مولانا بٹالوی مرحوم کے بیانات کو بھی رد کرتے ہیں؟

لہٰذا معاف کیجئے گا مسلکی عداوت، تعصب اور تنگ نظری آپ کو اپنے کیمپ میں تلاش کرنی چاہیے، یا لکھ دیں کہ آپ نہ تو مولانا بٹالوی کی بات مانتے ہیں، نہ آپ کو علماء لدھیانہ کے بیانات پر اعتبار ہے اور نہ ہی آپ مرزا قادیانی کے اس بیان سے متفق ہیں جو اس نے لدھیانہ میں کھڑے ہوکر ببانگ دہل دیا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا".

اور صاف لکھ دیں کہ آپ کے نزدیک سچ صرف وہ ہے جو آپ کے مؤرخ صاحب اور آپ پر ان واقعات پر سوا صدی سے زیادہ گذرنے کے بعد الہام ہوا ہے.

چند بزرگوں کی فراست ایمانی اور مولانا داود ارشد کا ایک اور مغالطہ

قارئین محترم! جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مولانا داود ارشد صاحب کے دلائل

کی پٹاری خالی ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے صرف مضمون کو طول دینے اور ہفت روزہ کا پیٹ بھرنے کے لیے زیر بحث مضمون سے بالکل غیر متعلقہ چیزوں پر ورق سیاہ کرنے شروع کر دیے، اور اس کے لئے انہوں نے اپنے مؤرخ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کے ایک پرانے مضمون کی مدد لیتے ہوئے آج سے کم و بیش سترہ اٹھارہ سال پہلے شائع ہونے والی "احتساب قادیانیت" کی جلد 10 میں مولانا اللہ وسایا صاحب کی لکھی ایک تحریر کو لیکر (جس میں یہ ذکر تھا کہ چند بزرگوں نے اپنی فراست ایمانی کی وجہ سے پہلے ہی بھانپ لیا تھا کہ مرزا قادیانی ایک بڑا فتنہ بن کر نمودار ہوگا، اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے یہی مضمون "احساب قادیانیت جلد 10" کا حوالہ دے کر" محاسبۂ قادیانیت" کی جلد 9 کے دیباچہ میں واقعات کا تسلسل بتانے اور اپنی پرانی اور نئی رائے کا فرق بتانے کے لیے نقل کیا تھا) خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا ہے.

اگر مولانا داود ارشد صاحب نے علماء لدھیانہ کے وارث، مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی ﷾ کی کتاب "تاریخ ختم نبوت" کے صفحات 124 تا 132 (زیر عنوان "ڈاکٹر صاحب کی بدحواسی") کا مطالعہ کر لیا ہوتا تو انہیں یہ تکلیف نہ کرنا پڑتی، اب بھی ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ علماء لدھیانہ کا موقف جاننے کے لئے انہی کے وارث کی اس کتاب مذکور کا مطالعہ کرلیں ان شاء اللہ افاقہ ہوگا.

بہر حال مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مؤرخ صاحب کی جو تحقیق آگے چلائی ہے اس کا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے کہ چونکہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ؒ نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ؒ کو مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت سے قبل متوجہ فرمایا تھا اور بتایا تھا کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک بڑا فتنہ نمودار ہونے والا ہے، اور یہ واقعہ 1890ء کا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ 1884ء میں مرزا

قادیانی کا فتنہ ابھی پیدا نہیں ہوا تھا، لہٰذا ثابت ہوا کہ علماء دیوبند کا وہی موقف درست تھا کہ جو انہوں نے 1890ء سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی تھی اور جب 1890ء کے بعد یہ فتنہ پیدا ہوا تو انہوں نے مرزا کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

(ملخصاً: الاعتصام، 25 تا 31 دسمبر 2020، صفحہ 8و9)

اس پر ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ کے اس استدلال سے اس بات پر کیا فرق پڑا کہ علماء لدھیانہ نے 1301ھ (مطابق 1884ء) میں مرزا قادیانی کے بارے میں فتوائے کفر دے دیا تھا؟، نیز آپ کی اس دلیل سے کیا اس بات کی نفی ہوئی کہ علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ (مطابق مئی 1891ء) والا اشتہار جس میں انہوں نے صریح طور پر مرزا قادیانی کو کافر و مرتد لکھا تھا، یہ اشتہار مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ شائع ہونے سے پہلے شائع ہوا تھا؟

مولانا! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ ہمارے زیر بحث موضوع میں تین فریقوں پر بات ہو رہی ہے:

1) مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ

2) علماء لدھیانہ (مولانا محمد و مولانا عبدالعزیز و مولانا عبداللہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم)

3) مرزا غلام قادیانی

لیکن آپ ثابت شدہ تاریخی حقائق کا انکار کرتے ہیں اور کبھی علماء دیوبند کو درمیان میں لے آتے ہیں اور کبھی بات کو کسی اور طرف لے جاتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی آپ نے پھر یہ نعرہ لگایا ہے کہ:

"اس کشف (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب کے کشف۔ ناقل) نے مولانا بٹالوی کے اس موقف کی تائید کردی ہے کہ لدھیانوی علماء کا مرزا کو

1301ھ میں کافر کہنا عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی کدورت کی وجہ سے ہے".

(الاعتصام، 25 تا 41 دسمبر 2020، صفحہ 9)

قارئین محترم! ذرا غور فرمائیں، ایک بار پھر اقرار کیا جا رہا ہے کہ علماء لدھیانہ نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کو کافر کہا تھا (یعنی مرزا قادیانی کی اولین تکفیر انہوں نے کی تھی) بس یہ تھا ہمارے موضوع کا پہلا حصہ، اب اس حقیقت کا انکار تو مولانا داود ارشد وامامہ واعوانہ کے لئے ناممکن تھا، اس لیے "دودھ میں مینگنی" ڈالتے ہوئے یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے لکھا ہے کہ علماء لدھیانہ نے یہ فتویٰ ذاتی کدورت کی وجہ سے دیا تھا.

مولانا داود ارشد صاحب! چلیں یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ جس وقت مولانا بٹالوی مرحوم اپنے دوست مرزا قادیانی کے ساتھ اپنے زمانہ طالب علمی سے چلے آرہے تعلق کے پیش نظر اس کی شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے اور اس کی (باقرار بٹالوی صاحب "مجموعہ کفریات" کتاب کی ہر بات کا دفاع کرنے میں مصروف تھے اور اس کتاب کی نصرت اور طباعت میں اعانت ہر مسلمان کے لیے ضروری بتا رہے تھے، اس وقت صرف علماء لدھیانہ ہی تھے جنہوں نے اس کتاب میں موجود کفریات کو بھانپ کر مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی (تکفیر کس وجہ سے کی تھی آپ جو بھی سمجھ لیں).

جب یہ بات آپ بھی تسلیم کرتے ہیں تو پھر بتائیں مرزا قادیانی کے "اول المکفرین" کون ہوئے؟ بس اتنی سی بات تھی جس پر آپ نہ جانے کیوں اتنے پیچ وتاب کھا رہے ہیں؟

پھر ذرا آپ کو اناڑی مؤرخین کی کتابوں سے فرصت ملے تو کبھی مولانا بٹالوی کا

"براہین احمدیہ" پر لکھا گیا تائیدی ریویو تفصیل کے ساتھ پڑھ لیں اس میں خود مولانا بٹالوی نے ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جو علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی پیش کی تھیں، آپ کو مرزا قادیانی کے اس وقت کے دوست کے جذبہ دوستی سے مغلوب ہو کر لکھی یہ بات تو نظر آ گئی کہ علماء لدھیانہ کو (میرے دوست) مرزا قادیانی سے چونکہ ذاتی کدورت ہو گئی ہے اس لیے انہوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے، لیکن آپ کو وہ سب نظر نہ آیا جو خود انہی مولانا بٹالوی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ:

> "اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172)

اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ سے پوری 11 آیات قرآنیہ نقل کی ہیں جن کے بارے میں مرزا نے یہ لکھا تھا کہ یہ اس پر الہام ہوئی ہیں... آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں :

> "اس قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونے کا مؤلف کو دعویٰ ہے، علاوہ براں بہت سے عربی و انگریزی فقرات ایسے اس کتابمیں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعویٰ نبوت مترشح ہوتا ہے.........ان آیات وفقرات کو دیکھ کر فریق مکفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مؤلف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان وخطاب میں وارد

ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو ان آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی" (آگے لکھا) "ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور نا قابل اعتبار ہونا ثابت ہو".

(ملخصاً: اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحات 172 تا 174)

مولانا داود ارشد صاحب! ذرا خوف خدا کرتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں یہ جو مولانا بٹالوی اپنے قلم سے علماء لدھیانہ کے فتوے کی وجوہات لکھ رہے ہیں یہ ذاتی کدورت پر مبنی ہیں؟، جب کہ آپ کے شائع کردہ مولانا بٹالوی کے فتوے کے ساتھ ہی ایک فتویٰ بعنوان "فتویٰ شریعت غرّا نمبر 1" بھی نقل کیا گیا ہے، اس میں ایک عنوان ہے "مرزا کی طرف سے دعوائے نبوت" اور اس میں سب سے پہلا حوالہ یوں لکھا ہے :

"الہام (قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ) یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو. بلفظہ براہین احمدیہ، صفحہ 239.

(پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ، صفحہ 164، مطبوعہ دار الدعوۃ السلفیۃ، لاہور)

غور فرمائیں! اس فتویٰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ مرزا نے براہین احمدیہ میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا جب اس نے اپنا مذکورہ الہام اس کتاب میں لکھا تھا.

لہٰذا آپ کا بار بار ایک ہی بات کو بار بار دہرانا یہ کوئی طریق تحقیق نہیں.

مولانا داود ارشد صاحب! ایک نظر ادھر بھی

اگرچہ ہمارے زیر بحث مضمون سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں لیکن مولانا داود ارشد صاحب سے گزارش ہے کہ وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی یہ تحریر بھی ایک بار پڑھ لیں :

"...اس زمانہ میں سب سے بڑے مانوس (یعنی مرزا قادیانی سے. ناقل) مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ تھے جنہوں نے اس کتاب پر (یعنی "براہین احمدیہ" پر. ناقل) بڑا بسیط ریویو لکھا اور مخالفین کو جوابات دیے، باوجود اس کے دور اندیش علمائے اسلام مرزا صاحب سے خوف زدہ تھے، مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے میں نے خود سنا کہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ کسی دن یہ شخص (نبوت) کا دعویٰ کرے گا. ایسا ہی حضرت مولوی ابوعبداللہ غلام العلی صاحب مرحوم امرتسری سے سننے والوں کا بیان ہے کہ مرحوم بھی مرزا صاحب سے خوف زدہ تھے کہ کسی دن نبوت کا دعویٰ کریں گے، مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں مولوی صاحب مرحوم کا نام لے کر رد بھی کیا ہے، ایسا ہی مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علمائے لدھیانہ بھی مرزا صاحب سے بدظن تھے، ہم حیران ہیں ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی کہ آخر کار وہی ہوا جو ان حضرات نے گمان کیا تھا".

(تاریخ مرزا، صفحہ 13)

▯ قارئین محترم! ان علماء کی فراست ایمانی سو فیصد درست تھی، یہ بات مرزا قادیانی کی تحریرات سے بھی ثابت ہوتی ہے، مثلاً وہ ایک جگہ لکھتا ہے :

"میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے، تعجب ہے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر 6 جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل وجان مان چکے ہیں مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر کچھ منکرانہ جوش دل میں اٹھتا ہے، وہذا اعجب العجائب".

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج 3 ص 192 و193)

اور ایک دوسری جگہ مولانا محمد حسین بٹالوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"سو اول میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے دوست وہی مولوی صاحب ہیں کہ جو اپنے اشاعۃ السنہ نمبر 7 جلد 7 میں امکانی طور پر اس عاجز کا مثیل مسیح اور پھر موعود بھی ہونا تسلیم کر چکے ہیں، کیونکہ براہین احمدیہ میں جس کا مولوی صاحب نے ریویو لکھا ہے ان دونوں دعووں کا ذکر ہے یعنی اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مثیل مسیح ہے نیز موعود بھی ہے.."

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج 3 ص 249)

یعنی مرزا قادیانی خود اقرار کر رہا ہے کہ اس نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں ہی اپنے مثیل مسیح ہونے نیز مسیح موعود ہونے کا ذکر کر دیا تھا.

ایک جگہ مرزا قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کو یوں مخاطب کیا :

"اور مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس المخالفین نے جب براہین احمدیہ کا ریویو

لکھا اس کو پوچھنا چاہیے کہ کتاب مذکور کے (یعنی" براہین احمدیہ". ناقل) صفحہ 242 میں یہ الہام اس نے درج پایا یا نہیں: اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك ربنا اننا سمعنا منادياً ينادي للايمان وداعياً الى الله وسراجاً منيرا — ترجمہ یہ ہے کہ یاد کر صفہ میں رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کس مرتبہ کے آدمی اور کس کامل درجہ کی ارادت رکھنے والے ہیں صفہ کے رہنے والے، تو دیکھے گا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے، اور تیرے پر درود بھیجیں گے، اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا، یعنی اس پر ایمان لائے، اور اس کی بات سنی، اس کی یہ آواز ہے کہ اپنے ایمانوں کو خدا پر قوی کرو، وہ خدا کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ ہے، اب دیکھو کہ اس الہام میں نیک بندوں کی یہ علامت رکھی ہے کہ میرے پر درود بھیجیں گے، اور مولوی محمد حسین سے پوچھو کہ اگر یہ اعتراض کی جگہ تھی تو کیوں اس نے ریویو لکھنے کے وقت اس پر اعتراض نہ کیا بلکہ اس الہام میں تو اس اعتراض سے سخت تر ایک اور اعتراض ہوسکتا تھا اور وہ یہ کہ داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دونام اور دو خطاب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیے گئے ہیں، پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیے گئے، کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا — پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں بلکہ اس کے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں

کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہام تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف وتصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی...".

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحات 350و351)

اور پھر مرزا نے یہیں یہ دعویٰ کیا ہے کہ :

"پنجاب اور ہندستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ("چند" سے ان علماء کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے مرزا کے ان الہامات کو شیطانی بتایا. ناقل) ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں".

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 351)

پھر اسی صفحہ کے حاشیے میں مرزا نے لکھا :

"براہین احمدیہ کی تصنیف کو بیس برس گزر گئے ہیں، اس کتاب میں وہ پیش گوئیاں ہیں جو سالہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں".

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 351 حاشیہ)

اس کے بعد اسی صفحے سے مرزا قادیانی نے اپنے وہ عربی الہامات نقل کیے ہیں جو اس نے براہین احمدیہ میں درج کیے تھے، اربعین نمبر 2 میں تقریباً چار صفحات پر مرزا نے وہ سارے عربی الہام نقل کیے ہیں جن کی ابتداء اس الہام سے کی ہے "یا أحمد بارك الله فيك" (دیکھیں :رخ 17 صفحات 351 تا355) اور پھر براہین احمدیہ کے انہی الہامات پر اپنے دعووں کی بنیاد رکھی ہے. انہی عربی الہامات میں سے ایک الہام

"جری اللہ في حلل الانبیاء" کی تشریح کرتے ہوئے پہلے مرزا نے اس کا اردو ترجمہ لکھا : "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں"، اور پھر حاشیہ میں اس کی مزید تشریح یوں کی :

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لیے نبی کا لفظ آیا ہے (نوٹ : قرآن وحدیث میں حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام کو نبی کہا گیا ہے اور وہ اللہ کے نبی ہی ہیں، اس کے علاوہ کسی اور عیسی یا مثیل عیسی کے نبی ہونے کا کہیں ذکر نہیں یہ مرزا کا دھوکہ ہے کہ وہ عیسی ابن مریم کو "مسیح موعود" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے. ناقل) ظاہر ہے جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے، اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں، اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں، اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں، اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں، ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے".

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 366)

اور پھر مرزا نے یہ اعلان کیا کہ :

"اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے (یعنی براہین احمدیہ میں درج الہامات. ناقل) اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ

میرے حق میں بیان کر دیں، اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے".

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 369)

قارئین محترم! ہم نے مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے یہ جو طویل اقتباسات نقل کیے ہیں، ان سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں :

1) براہین احمدیہ میں درج ایک الہام میں مجھ پر صلوۃ وسلام بھیجنے کا ذکر ہے، اور اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے ریویو بھی لکھا ہے اگر یہ اعتراض کی بات تھی تو بٹالوی صاحب نے اپنے ریویو میں اس پر اعتراض کیوں نہ کیا؟

2) بلکہ براہین احمدیہ میں درج اسی الہام میں تو مجھے (یعنی مرزا قادیانی کو. ناقل) "داعی الی اللہ" اور "سراج منیر" بھی کہا گیا ہے یعنی جو خاص خطاب قرآن میں آنحضرت ﷺ کو دیے گئے، یہی دو خطاب الہام میں مجھے بھی دیے گئے، لیکن مولانا بٹالوی صاحب نے اس پر بھی اپنے ریویو میں کوئی اعتراض نہ کیا.

3) براہین احمدیہ کے دوسرے کئی الہامات پر بھی اعتراض ہو سکتے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالی کی طرف سے ہیں.

4) بلکہ (بقول مرزا) مولانا بٹالوی صاحب کے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی (مرحوم) نے بھی براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہام تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف وتصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی.

5) (بقول مرزا) بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو

براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے. یعنی مرزا اقرار کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں درج الہامات کو لدھیانہ کے دو تین مولویوں نے قبول نہیں کیا تھا جنھیں مرزا "ناسمجھ مولوی" کہتا ہے.

6) (بقول مرزا قادیانی) اس کے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی براہین احمدیہ میں درج الہامات سے پڑی ہے، اور انہی میں خدا نے اس کا نام عیسی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ اس کے حق میں بیان کر دیں.

7) (مرزا کے بقول) اس کے الہام "جری اللہ في حلل الانبیاء" میں اسے "رسول" بھی کہا گیا ہے.

8) اگر (ان الہامات پر اعتراض نہ کرنے والے. ناقل) علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے میرا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے.

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ خود مرزا قادیانی اقراری ہے کہ اس نے براہین احمدیہ میں جو اپنے الہامات درج کیے تھے اس کے دعوائے مسیحیت کی بنیاد انہی الہامات پر ہے کیونکہ انہی الہامات میں خدا نے اس کا نام عیسی رکھا، نیز براہین احمدیہ میں درج اس کے الہامات کو جس میں اسے "داعی الی اللہ" اور "سراج منیر" بھی کہا گیا اور رسول کہا گیا سوائے لدھیانہ کے "ناسمجھ" مولویوں کے سب نے قبول کیا.

اور آخر میں ہم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا یہ بیان ایک بار پھر نقل کرتے ہیں جو آپ نے سنہ 1892ء میں لکھا (اس وقت تک مولانا بٹالوی پر مرزا کی اصلیت واضح ہو چکی تھی اور آپ بھی اس پر کفر کا فتویٰ لگا چکے تھے):

"قادیانی نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے، اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص اپنے لیے نبوت کا مدعی ہے مگر چونکہ بیان وحی اقسام کے ضمن میں بصفحہ 242 وغیرہ اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ مرتبہ حقیقی طور پر آنحضرت ہی کا ہے اور وہ ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنی امتی ہونے کی وجہ سے ان برکات کا محل ہے لہٰذا خاکسار (یعنی بٹالوی صاحب. ناقل) نے اس پر حسن ظنی کر کے اس کو تحقیر سے بچایا اور دھوکا کھایا اور اس کی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا، مجھے اس وقت تک اس کے خبث باطن کا (بحکم ع. کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہ ہوا تھا اور کیونکر ہوتا جب تک کہ وہ اپنے منہ سے اس نجاست کو جو اَب نکال رہا ہے نہ نکالتا اس کا یہ حال وخیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا، اب جو اس کے لفظ لفظ سے کفر ٹپک رہا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحی کے بیان وتفصیل سے اپنی تعظیم وتفضیل اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین وتذلیل کا (معاذ اللہ) ارادہ رکھتا تھا...".

(بلفظہ: اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119، 120)

نیز ایک جگہ "براہین احمدیہ" کے بارے میں لکھا:

"اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ ولی اور نبی بننے کا جمایا، اور وحی والہام (جو انبیاء واولیاء کا خاصہ ہے) کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا جال بچھایا — ان الہاموں میں کبھی آپ نے آدم علیہ السلام کا روپ بھرا کبھی حضرت عیسیٰ وآنحضرت ودیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے سے بہت سے عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کو

اپنے دام میں پھنسایا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226و227)

یہ مولانا بٹالوی کا صریح اقرار ہے کہ جب مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" منظر عام پر آئی تو پنجاب کے بعض علماء نے اس پر کفر کے فتوے لگائے تھے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ شخص در پردہ نبوت کا مدعی ہے (یہ علماء اور کوئی نہیں بلکہ لدھیانہ والے ہی تھے)، نیز مولانا بٹالوی نے اقرار کیا کہ مرزا قادیانی نے اسی کتاب میں اپنے ولی اور نبی بننے کا روپ جمایا تھا اور وحی کا دعوی کیا جو کہ انبیاء کا خاصہ ہے، علاوہ ازیں انہوں نے اقرار کیا کہ اگر ان پر یہ بات کھل گئی ہوتی تو وہ سب سے پہلے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگاتے جو اس بات کا اقرار ہے کہ مولانا بٹالوی سے پہلے دوسرے حضرات، مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگا چکے تھے.

تو مولانا داود ارشد صاحب! ہمیں تو بزرگوں کی فراست ایمانی کی تردید کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، اور نہ ہی ہمیں اس میں کسی مسلک سے عداوت محسوس ہوتی ہے، جبکہ بعد میں یہ ثابت بھی ہو گیا کہ ان بزرگوں کے خدشات درست تھے کیونکہ خود "براہین احمدیہ" کے مولف یعنی مرزا قادیانی نے تسلیم کیا کہ اس کے دعووں کی بنیاد یہی کتاب تھی، اب ان بزرگوں میں سے جن پر پہلے ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں نبی کا روپ جمایا ہے تو انہوں نے اسی وقت اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا، اور جن پر یہ بات اس وقت کسی وجہ سے واضح نہ ہو سکی انہوں نے اس وقت اس کی تکفیر کرنے سے احتیاط برتی، لیکن دوسری طرف ان حضرات نے نہ "براہین احمدیہ" کی تعریفیں کیں اور نہ ہی اس کے دفاع میں قصیدے لکھ کر شائع کیے، یہ غلطی صرف مولانا صرف مولانا بٹالوی سے ہوئی جس پر انہوں نے بعد میں افسوس اور پچھتاوے کا اظہار کیا،

اللہ ان سب پر اپنی رحمتیں فرمائیں۔

بہر حال ہمارا موضوع یہ ہے ہی نہیں کہ کس بزرگ کو مرزا قادیانی کے بارے میں خدشہ تھا اور کس نے اپنی فراست سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ شخص آگے جا کر نبوت جیسے دعوے بھی کر دے گا، ہمارا موضوع تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر باقاعدہ "فتوائے تکفیر" سب سے پہلے کس نے لگایا، نیز کس نے سب سے پہلے باقاعدہ یہ بات شائع کی کہ "مرزا قادیانی کافر و مرتد ہے"؟، لہٰذا اگر مولانا داود ارشد صاحب بھی اسی اصل موضوع تک محدود رہتے تو تو اچھا تھا۔

مولانا داود ارشد صاحب کی بے بسی

قارئین محترم! اپنے مضمون کی ساتویں قسط میں مولانا داود ارشد صاحب کی بے بسی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور وہ مکمل طور پر یہ بھول چکے ہیں کہ یہاں بحث مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے کی نہیں بلکہ اس فتوے کے بارے میں ہو رہی ہے جو مولانا بٹالوی مرحوم کے مطابق اس وقت جاری ہوا جب ابھی خود مولانا بٹالوی مرزا قادیانی کی "مجموعہ کفریات" کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید اور دفاع میں مصروف تھے، نیز یہاں ہمارا زیر بحث علماء لدھیانہ کا وہ اشتہار ہے جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو "کافر اور دجال" لکھا اور جس کے بارے میں خود مولانا داود ارشد صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ اشتہار مولانا بٹالوی کے فتوے کی اشاعت سے پہلے شائع ہو چکا تھا، اور اسی پر ہمارا یہ سوال تھا کہ مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے کو جب تقریباً ایک صدی بعد لاہور سے شائع کیا گیا تو اس کے آخر کا کچھ حصہ کیوں حذف کیا گیا؟

لیکن مولانا داود ارشد صاحب نہ مولانا بٹالوی کے بیانات کی طرف آتے ہیں اور

نہ ہی اس کا جواب دیتے ہیں کہ مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے میں تحریف کیوں کی گئی؟ اس کے بجائے ہمیں یہ کہانیاں سنانا شروع کردیں کہ مولانا بٹالوی کے استفتاء کے جواب میں میاں نذیر حسین دہلوی صاحب مرحوم نے جو فتویٰ لکھا اس کے فلاں فلاں نتائج نکلے، اس میں مرزا کو اتنی وجوہ سے کافر بتایا گیا، اور اس کے جواب میں مرزا نے یہ یہ لکھا، جبکہ اس فتوے کے تعلق سے ہمارا صرف ایک سوال تھا کہ اس فتوے کی نئی اشاعت کے آخر سے تقریباً ڈیڑھ صفحہ حذف کیوں کیا گیا؟، اس کے علاوہ نہ ہم نے اس فتوے کا انکار کیا، نہ اس پر کوئی اعتراض کیا اور نہ ہی اس سے اختلاف کیا، بلکہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے بھی صریح الفاظ میں لکھا تھا کہ:

"مولانا بٹالوی مرحوم ومغفور کا ایک عظیم الشان کارنامہ مرزا غلام احمد قادیانی پر فتویٰ تکفیر ہے".

لیکن شاید مولانا داود ارشد واعوانہ کا مقصد صرف ہفت روزہ کا پیٹ بھرنا ہے اس لیے غیر متعلقہ باتوں میں اپنی توانائی صرف کررہے ہیں، پھر بھی ہم موصوف کے مضمون کی ساتویں قسط پر مختصر تبصرہ کیے دیتے ہیں.

مولانا داود ارشد کا ایک نیا انکشاف

موصوف نے 1891ء/1892ء میں مولانا بٹالوی کی طرف سے شائع کردہ فتوے پر اپنے مرکزی گواہ "مرزا قادیانی" کی طرف سے کیا گیا ایک طویل تبصرہ نقل کرنے کے بعد جس میں اس نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا ذکر بھی کیا تھا، لکھتے ہیں:

"ممکن ہے بعض حضرات کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ ابھی تک تو صرف میاں صاحب کا فتویٰ (مولانا بٹالوی کا شائع کردہ. ناقل) ہی مطبوع ہوا

تھا، مولانا گنگوہی کا فتویٰ تو شائع نہیں ہوا تھا، تو ایسے حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ لدھیانوی خاندان کا مولانا گنگوہی پر یہ افترا ہے، حقیقت یہ ہے کہ متفقہ فتوے (یعنی مولانا بٹالوی والے فتوے. ناقل) سے قبل مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مرزا قادیانی کے کافر و دجال اور مفتری ہونے پر اشتہار شائع ہو چکا تھا جیسا کہ مرزا کی ایک عبارت اور مولانا گنگوہی کے ایک مکتوب مورخہ 27 ذوالقعدہ 1308ھ سے معلوم ہوتا ہے".

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 14)

نوٹ: مولانا داود ارشد نے یہاں حوالہ کے طور پر لکھا ہے (روحانی خزائن 1/47، مکاتیب رشید، ص 41)، ہم نے روحانی خزائن کی جلد 1 کا صفحہ 47 دیکھا اس میں ایسی کوئی بات نہیں، اسی طرح "مکاتیب رشیدیہ" کا جو ایڈیشن ہمارے پاس ہے وہ ادارہ اسلامیات، انارکلی. لاہور کا مطبوعہ ہے اس کے صفحہ 41 پر بھی ایسی کوئی بات نہیں، اور اگر مولانا کا اشارہ ان مکتوبات کی طرف ہے جو "مفاوضات رشیدیہ" کے نام سے شائع کیے گئے تو اس میں ایک مکتوب ہے جو مورخہ 27 ذوالعقدہ 1308ھ کا ہے لیکن اس میں بھی صرف ایک فتویٰ لکھے جانے کا ذکر ہے، کسی قسم کے "اشتہار شائع کیے جانے" کا کوئی ذکر نہیں. واللہ اعلم.

بہر حال! جب مولانا داود ارشد نے خود لکھ دیا ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کی اشاعت سے پہلے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی طرف سے ایسا اشتہار شائع ہو چکا تھا جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو کافر و دجال اور مفتری لکھا تھا، تو ہم اس بات کے انکار کی بھی کوئی وجہ نہیں سمجھتے اور اسے قبول کر لیتے ہیں، نیز وہ پہلے یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ علماء

لدھیانہ کا اشتہار بھی مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہو چکا تھا، یعنی اب یک نہ شد دو شد، ثابت ہوا کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہم) دونوں طرف سے ایسے اشتہارات باقاعدہ شائع ہو چکے تھے جن کے اندر ان حضرات نے صریح طور پر مرزا قادیانی کے "کافر و دجال" ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا تھا۔ فللہ الحمد۔

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
یہ ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

تو مولانا داود ارشد صاحب! جب آپ خود یہ مانتے بھی ہیں کہ مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے یہ دونوں اشتہار شائع ہو چکے تھے تو اس حقیقت کا اقرار کر لینے کے بعد بھی آپ کا بٹالوی صاحب والے فتوے کو مرزا قادیانی کے کفر پر" اولین شائع شدہ فتویٰ" منوانے پر ضد کرنے کا اب کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

رہا آپ کا یہ لکھنا کہ "یہ لدھیانوی خاندان کا مولانا گنگوہی پر افترا ہے"، تو آپ کے یہ الفاظ ہماری سمجھ میں نہیں آسکے، محسوس یوں ہوتا ہے کہ آپ کو علماء لدھیانہ کے ساتھ خدا واسطے کا کوئی بیر ہے، آپ نے اپنے گواہ مرزا قادیانی کا جو طویل اقتباس اس مقام پر نقل کیا ہے کیا اس میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ" علماء لدھیانہ نے مولانا گنگوہی پر یہ افترا کیا تھا کہ انہوں نے مولانا بٹالوی والے فتوے کی اشاعت سے پہلے کوئی اشتہار شائع نہیں کیا تھا"؟، مولانا ہمیں یہ بات آج تک سمجھ نہیں آئی کہ علماء لدھیانہ نے کافر و مرتد تو مرزا قادیانی کو کہا تھا، لیکن اس کی تکلیف اور دکھ آپ کو کیوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ موقع بے موقع ان کی ذات اور ان کے خاندان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں؟

یہاں آپ کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ آپ علماء لدھیانہ کو علماء دیوبند میں شمار کر چکے ہیں

اور یہ افسانہ بھی لکھ آئے ہیں کہ 1884ء میں مولانا گنگوہی وغیرہ علماء دیوبند اور علماء لدھیانہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا تھا کہ اس وقت مرزا کی تکفیر درست نہیں تھی، اور انہوں نے اس کے مسلمان ہونے کا سیفٹی پروانہ جاری کر دیا تھا اور آپ یہ بھی ارشاد فرما آئے ہیں کہ مرزا کے مسلمان ہونے کا یہ سرٹیفکیٹ مرزا کے دعوائے نبوت ورسالت کے ظاہر نہ ہونے تک مؤثر رہا (اور آپ کے خیال میں مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت ورسالت 1891ء کے شروع میں کیا تھا) تو اب ایک دم آپ نے پلٹا کھاتے ہوئے علماء لدھیانہ کو مولانا گنگوہی کے سامنے لا کھڑا کر دیا اور یہ راگ الاپنے لگے کہ لدھیانوی خاندان نے مولانا گنگوہی پر افترا باندھا ہے، کسی نے درست کہا ہے کہ "جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے"، علماء لدھیانہ کے ایک وارث مولانا (ابن انیس) حبیب الرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ نے تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے مرزا قادیانی کے خلاف دیے گئے ترتیب وار فتوے تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں (دیکھیں "ماہنامہ ملّیہ" فیصل آباد، اگست 2011ء، صفحہ 15 ومابعد). اور پھر یہ بتائیں کہ 29 رمضان 1308ھ کے دو ماہ بعد لکھے جانے والے مولانا گنگوہی کے خط سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ ان کا فتویٰ اشتہار کی صورت میں علماء لدھیانہ کے اشتہار سے پہلے شائع ہو چکا تھا؟

اور یہ جو آپ بار بار "متفقہ متفقہ" کی گردان دہراتے ہیں، کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ فتویٰ وہی شمار ہوتا ہے جس پر ساری دنیا کے علماء ومفتیان کا اتفاق ہو، اور وہ فتویٰ، فتویٰ ہی شمار نہیں ہوگا جس پر تمام علماء کا اتفاق نہ ہوگا؟

نیز مولانا بٹالوی مرحوم ہی ہمیں یہ بتا چکے ہیں کہ:

"اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار

ہوجاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا..."۔

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

جس میں صراحت ہے کہ مولانا بٹالوی کے فتوے سے بہت پہلے علماء عرب وعجم کا مرزا قادیانی کی تکفیر وتفسیق پر اتفاق ہوچکا تھا۔

محترم! پھر آپ یہ مت بھولیں کہ ہماری بحث مرزا قادیانی کی "مطلق اولین تکفیر" سے ہے، اور یہ تکفیر مولانا بٹالوی کے بقول، علماء لدھیانہ نے سنہ 1301ھ (1884ء) میں کردی تھی، اور جہاں تک فتوائے کفر کی "اولین اشاعت" کا تعلق ہے وہ بھی آپ نے تسلیم کیا کہ مولانا بٹالوی سے پہلے علماء لدھیانہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی دونوں شائع کرچکے تھے، تو پھر آپ کا غصہ کس بات پر ہے؟

مولانا داود ارشد کا ایک اور مغالطہ

باقی آپ نے اپنے مرکزی گواہ "مرزا قادیانی" کا ایک بیان پیش کرکے پھر مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے، آپ کے مطابق مرزا نے 1893ء میں لکھا تھا:

"غرض بانیِ استفتاء بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر صاحب ہیں"

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 14)

پھر آپ نے آگے ایک جگہ یہ بڑھک ماری ہے کہ:

"مرزا نے کسی جگہ پر بھی لدھیانوی علماء (مولوی محمد، عبداللہ، عبدالعزیز) کا نام لے کر ایسی کوئی وضاحت نہیں کی کہ میری تکفیر کے بانی یہ لوگ ہیں، دنیا کا کوئی محقق اس بات کو ثابت نہیں کرسکتا"

(ملخصاً: الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 17)

مولانا! ہمیں تو اب یقین ہو چکا ہے کہ آپ کے نزدیک مولانا بٹالوی مرحوم سے زیادہ مرزا قادیانی کے بیانات کی اہمیت ہے اس لیے یہ لیں اپنے گواہ کا یہ بیان ایک بار پھر پڑھیں جو اس نے مورخہ 4 نومبر سنہ 1905ء کو لدھیانہ میں کھڑے ہو کر دیا تھا:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

ہمیں تو اس بات سے کوئی اختلاف نہیں کہ مولانا بٹالوی نے (جولائی 1891ء کے بعد) جو استفتاء لکھا تھا اس کے جواب میں فتویٰ لکھنے والے میاں نذیر حسین مرحوم تھے، اس طرح اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں "اول المکفرین" وہی تھے، لیکن اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ لدھیانہ کے بارے میں جو مرزا نے کہا ہے کہ "سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا تھا"، لدھیانہ کے یہ "چند مولوی" کون تھے؟؟ میاں نذیر حسین دھلوی مرحوم یا مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم تو لدھیانہ کے نہ تھے، اب آپ اپنے تمام محققین و مؤرخین کو اکٹھا کریں اور اس سوال کا جواب دیں۔ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔

اور پھر مرزا کی یہ تحریر ہم نقل کر چکے ہیں جس میں وہ یہ بتا رہا ہے کہ میں نے جو

" براہین احمدیہ" میں اپنے الہام لکھے تھے ان کی رو سے ہی میں مسیح، رسول اور نبی ہوں، اور پھر لکھتا ہے :

".... بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے "

(اربعین نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 366)

مولانا! آپ ذرا اپنی آنکھوں سے مسلکی تعصب کی پٹی اتاریں گے تو آپ کو مندرجہ بالا بیانات بھی نظر آئیں گے.

اور پھر اگر آپ کی نظر میں اپنے سرخیل مولانا بٹالوی مرحوم کی بھی کوئی حیثیت ہے تو ان کا یہ بیان ایک بار پھر پڑھیں جو آپ نے سنہ 1892ء میں لکھا :

" کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے .... مجھے اس کا یہ حال وخیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

اور یہ تحریر تو 1884ء کی ہے :

" ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے

مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں با امن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کردیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں....".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

مولانا داود ارشد صاحب! تاریخی حقائق بڑھکیں مارنے اور چیلنج بازی سے نہیں بدلا کرتے، تاریخ اپنے واقعاتی لحاظ سے ایسے دعوے داروں کی ہمیشہ تردید اور تکذیب کردیا کرتی ہے جو اپنے دعووں کی بنیاد اپنے دشمنوں کے بیانات پر رکھتے ہیں اور اپنے بزرگوں کے بیانات کو جھٹلاتے ہیں، اور بدقسمتی سے آپ بھی یہی کررہے ہیں، آپ کا تو یہ حال ہے کہ آپ نے اپنے مضمون کی ساتویں قسط مولانا بٹالوی مرحوم کے شائع کردہ جس فتوے کی حمد و ثنا اور تعریف و توصیف پر لکھی ہے، اسی فتوے کا وہ حصہ ہی نئی طبع سے حذف کردیا جس میں مولانا بٹالوی نے بکمال دیانت، حق اور سچ لکھ دیا تھا اور جس کے اندر آپ کی تمام تلبیسات و اشکالات کا جواب موجود ہے.

مولانا داود ارشد کا ایک غلط ادراک اور ایک دھوکہ

آنجناب اپنے مضمون کی ساتویں قسط کا اختتام ان الفاظ پر کرتے ہیں :

"جتنی دیر تک مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے سے قبل کسی اور کے شائع کردہ متفقہ فتوے کی کاپی پیش نہ کی جائے، اتنی دیر تک کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ بانی تکفیر مولانا بٹالوی نہیں، فقط کسی شخص کے دعوے کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا، مجھے ادراک ہے کہ میرے اس مضمون سے کئی

حضرات کو تکلیف ہوگی، لعن طعن اور نہیں معلوم کیا کچھ کہا جائے گا لیکن ہمارا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا جائے گا ان شاءاللہ"۔

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 17)

قارئین محترم! یہ ہیں مولانا بٹالوی کے نادان وکیل، جو مولانا بٹالوی کے بیانات کو تو قبول نہیں کرتے لیکن بظاہر یہ باور کرواتے ہیں کہ جیسے وہ مولانا بٹالوی کو" بانی تکفیر مرزا" بتا کر گویا کہ ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں، ان کا حال" مدعی سست، گواہ چست" والا ہے، مولانا بٹالوی مرحوم کے بیانات سے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہلے دوسروں نے مرزا قادیانی کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے دیا تھا، لیکن یہ حضرات مولانا بٹالوی کو (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت کرتے ہوئے یہ مطالبے کرتے ہیں کہ جب تک اس فتوے کی کاپی نہ پیش کی جائے ہم نہیں مانیں گے۔

پھر ایک طرف یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہم) کے اشتہار شائع ہو چکے تھے جن کے اندر مرزا قادیانی کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ موجود تھا، لیکن دوسری طرف کہتے ہیں کہ فتویٰ تکفیر کے بانی مولانا بٹالوی تھے۔ (ہاں اگر ان کی مراد یہ ہے کہ 1891ء/1892ء میں جو فتویٰ مولانا بٹالوی نے حاصل کیا تھا اس کا استفتاء انہی نے لکھا تھا اور یوں اس فتوے کے بانی وہ تھے تو الگ بات ہے، لیکن یہ دعویٰ کہ اس فتوے سے پہلے مرزا پر کفر کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا تھا اور نہ ہی کسی نے یہ بات شائع کی تھی، تو یہ بات سو فیصد غلط ہے اور یہی ہمارا زیر بحث موضوع ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ خود مولانا بٹالوی مرحوم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ" سب سے پہلے مرزا پر کفر کا فتویٰ میں نے دیا تھا"۔ لیکن مولانا بٹالوی کے نادان وکیل یہ دعویٰ کر کے

مولانا بٹالوی مرحوم پر ہی جرح کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اور پھر بڑی چالاکی دکھاتے ہوئے "فتوے" کے ساتھ لفظ "متفقہ" کا اضافہ کر کے تلبیس کا مظاہرہ کرتے ہیں، گویا کہ ان کے نزدیک فتویٰ صرف وہ ہوتا ہے جو تمام علماء کا متفقہ ہو، اور جس فتوے پر تمام علماء کا اتفاق نہ ہو وہ فتویٰ ہی نہیں ہوتا۔

اور حقیقت یہ بھی ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے استفتاء سے بہت پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم، مرزا قادیانی کے بارے میں علماء عجم و عرب کا متفقہ فتویٰ حاصل کر چکے تھے جس کا ذکر پہلے ہو چکا اور جس کی طرف مولانا بٹالوی نے بھی اپنی ایک تحریر میں اشارہ بھی کیا جس کا حوالہ ہم نقل کر چکے۔

مولانا داود ارشد! اگر آپ کو چیلنج بازی کا ہی شوق ہے تو ہمارا بھی ایک چیلنج پتھر پر لکھ لیں:

"دنیا کا کوئی محقق مولانا بٹالوی کے بیانات کو جھٹلائے بغیر یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مولانا بٹالوی نے سب سے پہلے مرزا کی تکفیر کی تھی، اسی طرح کوئی مؤرخ مولانا بٹالوی کے شائع شدہ فتوے میں تحریف کیے بغیر اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ ان کے فتویٰ کے شائع ہونے سے پہلے علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے کافر و مرتد ہونے کے فتووں پر مشتمل اشتہار شائع کر دیے ہوئے تھے"۔

ہمیں علم ہے کہ مسلکی تعصب کا شکار کئی لوگوں کے چہرے ہمارا یہ چیلنج پڑھ کر مرجھا جائیں گے، اور عین ممکن ہے وہ ہمارے اس چیلنج کے جواب میں ایک بار پھر علماء لدھیانہ کی ذات پر مزید طعن و تشنیع کی گردان پڑھنا شروع کر دیں گے، لیکن ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک ہمارے اس چیلنج کو توڑا نہیں جا سکتا۔ دیدہ باید۔

باقی ہم سمجھتے ہیں کہ جن کے پاس مولانا بٹالوی مرحوم جیسے گواہ ہوتے ہیں ان کو کسی پر لعن طعن کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اور جن کے پاس سوائے مرزا قادیانی جیسے گواہوں کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا، ان کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ اصل مسئلہ پر بات کرنے کی بجائے لوگوں کی ذات اور ان کے خاندان کو نشانہ بنائیں، ظاہر ہے گواہ کا اثر تو ہوگا. پسند اپنی اپنی، گواہ اپنا اپنا.

مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ کب شائع ہوا تھا؟

مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی قسط 8 میں آخر کار مجبوراً ہمارے زیر بحث اصل موضوع کو ہاتھ لگایا ہے اور اس بات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کو جب لاہور کے ایک ادارہ کی طرف سے دوبارہ شائع کیا گیا تو ایک تو اس کا نام تبدیل کر دیا گیا اور دوسرا اصل فتوے کے آخر سے کچھ حصہ نئی طبع میں شائع نہ کیا گیا، مولانا داود ارشد صاحب نے جو جواب دیا ہے اس کی طرف ہم بعد میں آئیں گے، پہلے ہم مولانا داود ارشد کی ایک مناظرانہ چال یا ایک مغالطہ کا جائزہ لیتے ہیں.

مولانا داود ارشد نے حقیقت کو جانتے بوجھتے ہوئے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ (موافق مئی 1891ء) میں شائع ہونے والا اشتہار مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتویٰ کی اشاعت کے بعد کا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں :

> "مولانا (یعنی مولانا اللہ وسایا صاحب. ناقل) کو اعتراف ہے کہ مولانا بٹالوی کا فتوائے کفر 1890ھ میں شایع ہوا تھا، اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا اشتہار (29 رمضان 1308ھ) پہلے کا ہے!

حالانکہ 29 رمضان 1308ھ موافق مئی 1891ء ہے، پوری دنیا کے مبلغین عالمی مجلس اکٹھے ہو کر سر توڑ کوشش کرنے کے باوجود ہماری اس بات کی تردید نہیں کر سکتے، ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا."۔

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء، صفحہ 27)

آگے لکھتے ہیں :

"اور واقعات بھی ہمارے موقف کی تائید کرتے ہیں، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مئی 1891ء میں علمائے لدھیانہ کو مناظرے کا چیلنج دیا..... جس کے جواب میں علمائے لدھیانہ نے 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) کو اشتہار شایع کیا تھا، مگر مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ اس اشتہار کو 1890ء سے پہلے کا کہتے ہیں، ایسی بزرگانہ مسامحات پر ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کے علاوہ کیا کہہ سکتے ہیں!"۔

(ملخصا : حوالہ مذکورہ)

قارئین محترم! مندرجہ بالا تحریر میں مولانا داود ارشد صاحب نے مندرجہ ذیل باتیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ :

1) مولانا اللہ وسایا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ 29 رمضان 1308ھ موافق مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار پہلے کا ہے اور مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ اس کے بعد شائع ہوا تھا۔

2) جبکہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ مولانا بٹالوی کا فتوائے کفر سنہ 1890ء میں شائع ہوا تھا۔

3) جب مولانا بٹالوی کا فتویٰ 1890ء میں شائع ہوا اور علماء لدھیانہ کا اشتہار سنہ 1891ء

میں شائع ہوا تو یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ علماء لدھیانہ کا اشتہار مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہوا تھا۔

4) مولانا داود ارشد صاحب کو اپنی اس "مناظرانہ چال" پر اس قدر ناز ہے کہ وہ پوری دنیا کے مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان کی اس بات کی تردید کر کے دکھائیں۔

مولانا داود ارشد صاحب! آپ کیسے بے وقوف بنا رہے ہیں؟

قارئین محترم! مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے اسی مضمون کی قسط نمبر 2 میں علماء لدھیانہ کی طرف سے شائع کردہ "فتاویٰ قادریہ" پر طنزیہ تبصرہ کرتے ہوئے جو لکھا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> "...اس میں مرزا کی تین کتابوں "ازالہ اوہام"، "ست بچن" اور "ضمیمہ انجام آتھم" کی مدد سے اس کے کفریات کو اکٹھا کیا گیا ہے، اور ان کتب میں سے کوئی کتاب بھی 1301ھ یا اس سے قبل کی تصنیف نہیں.......
>
> بلا شبہ امت مرحومہ میں اولیاء کی کرامات ثابت ہیں مگر اتنی بلند پایہ کرامت شاید پوری اسلامی تاریخ میں کسی ولی اللہ کی ثابت نہ ہو جو چودھویں صدی میں لدھیانہ کے مفتی حضرات کے ہاتھ پر اللہ تعالی نے اپنی قدرت دکھائی کہ مرزا نے جن باتوں کا سات سال بعد "ازالہ اوہام"، گیارہ سال بعد "ست بچن" اور تیرھویں سال "انجام آتھم" میں اظہار کرنا تھا، ان کو پہلے سے اللہ تعالی نے اطلاع کر دی اور انہوں نے فتویٰ تحریر کر دیا"۔

(ملخصاً: الاعتصام، 27 تا 03 دسمبر 2020، صفحہ 12)

ہم مولانا داود ارشد صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جس فتاویٰ قادریہ پر وہ طنز کر رہے ہیں اس کی اشاعت تو مذکورہ تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد ہوئی تھی، اور یہ آپ کی تلبیس ہے کہ آپ یہ باور کروانا چاہ رہے ہیں کہ جیسے علماء لدھیانہ نے مرزا کے خلاف جو فتوائے کفر 1301ھ (1884ء) میں دیا تھا وہ اپنے اس سابقہ فتوے کی بنیاد ان بعد میں شائع ہونے والی مرزا کی کتابوں کو بتا رہے ہیں، کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کے 1301ھ والے فتوے کی وجوہات آپ کے مسلک کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی اپنے اس تائیدی ریویو میں لکھ چکے ہیں جو انہوں نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے دفاع میں لکھا تھا، اور فتاویٰ قادریہ میں ہرگز یہ بات نہیں لکھی کہ ہم نے 1884ء میں مرزا کی تکفیر اس کی کتابوں "ازالہ اوہام" یا "انجام آتھم" وغیرہ کی وجہ سے کی تھی، آپ جیسے ایک عالم کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔

لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ مولانا بٹالوی کی کرامت تھی کہ وہ 1890ء میں ایک استفتاء لکھتے ہیں اور اس میں حوالے مرزا کی تین کتابوں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" کے پیش کرتے ہیں اور پھر 1890ء میں ہی ان کے استفتاء پر میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم مفصل فتویٰ بھی لکھتے ہیں اور پھر اس فتوے پر مختلف علماء کی تائیدات حاصل کرنے کے لیے مولانا بٹالوی مختلف مقامات کا سفر بھی کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ فتویٰ شائع بھی سنہ 1890ء میں کر دیا جاتا ہے، جبکہ خود مولانا داود ارشد ہمیں اپنے اسی مضمون میں یہ بھی بتا آئے ہیں کہ:

> "مرزا قادیانی لدھیانہ میں قیام پذیر تھا اور یہیں سے اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، پہلے "فتح اسلام" شایع کی اور بعدہ "توضح مرام" کی اشاعت ہوئی، یہ واقعہ جنوری 1891ء کے آخر یا فروری کے ابتدائی ایام

کا ہے.."

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10)

تو کیا یہ بھی مولانا بٹالوی کی کرامت ہی تھی کہ مرزا قادیانی کی 1891ء میں شائع ہونے والی کتابوں کی عبارات پر وہ 1890ء میں فتویٰ حاصل کر کے اس فتوے کو ان کتابوں کی اشاعت سے پہلے ہی شائع بھی کر دیتے ہیں؟، نیز جو اشتہار علماء لدھیانہ نے آئندہ سال یعنی مئی 1891ء میں شائع کرنا تھا، اس اشتہار کے اقتباسات بھی ایک سال پہلے 1890ء میں شائع ہونے والے اپنے فتوے میں شامل کر دیتے ہیں؟

کیا مولانا بٹالوی مرحوم اور میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم اور اس فتوے کی تائید کرنے والے تمام مفتیان کرام کو اللہ نے پہلے ہی اطلاع دیدی تھی کہ آئندہ سال مرزا قادیانی کی یہ تین کتابیں شائع ہوں گی اور ان میں مرزا فلاں فلاں بات لکھے گا اور اس بنیاد پر ان حضرات نے اسے پہلے ہی کافر قرار دے دیا؟، اور مولانا بٹالوی کو علماء لدھیانہ کا وہ اشتہار ایک سال پہلے کیسے مل گیا جو آئندہ سال شائع ہونا تھا؟

پھر آپ ہی نے تو لکھا تھا کہ:

"مرزا قادیانی پر میاں صاحب (یعنی میاں نذیر حسین دہلوی صاحب۔ ناقل) نے جو فتوائے کفر تحریر کیا اس میں دس وجوہ سے اسے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، ان دس میں سے ایک وجہ مرزا کا دعوائے نبوت بھی تھا".

(الاعتصام، یکم تا 07 جنوری 2021، صفحہ 14)

تو کیا مولانا داود ارشد صاحب بتا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی سنہ 1890ء میں یا اس سے پہلے کونسی کتاب شائع ہوئی تھی جس میں اس نے دعوائے نبوت کیا تھا جس کی بنا

پر میاں صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا؟

پھر آپ نے یہ بھی اپنے اسی مضمون میں لکھا تھا :

"حقیقت یہ ہے کہ متفقہ فتوے (یعنی مولانا بٹالوی والے فتوے. ناقل) سے قبل مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مرزا قادیانی کے کافر و دجال اور مفتری ہونے پر اشتہار شائع ہو چکا تھا جیسا کہ مرزا کی ایک عبارت اور مولانا گنگوہی کے ایک مکتوب مورخہ 27 ذوالقعدہ 1308ھ سے معلوم ہوتا ہے".

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 14)

یہاں آپ نے مولانا گنگوہی کے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے وہ 27 ذوالقعدہ 1308ھ کا ہے (یعنی 29 رمضان 1308ھ کے تقریباً دو ماہ بعد لکھا گیا اور یہ جولائی یا اگست 1891ء بنتا ہے) اور اس مکتوب میں مولانا نے لکھا ہے کہ "بندہ نے اس کے باب میں فتویٰ لکھا ہے وہ ملفوف ہے" (مفاوضات رشیدیہ، صفحہ 36، موافضہ نمبر 26)، اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ مولانا گنگوہی نے اپنے اس مکتوب میں جس فتویٰ کا ذکر کیا ہے وہ مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہو چکا تھا، تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 27 ذوالعقدہ 1308ھ کے بعد شائع ہوا تھا.

چلیں آئیں! ہم مولانا بٹالوی سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اپنا "استفتاء" کب تیار کیا تھا جس کے جواب میں میاں نذیر حسین مرحوم نے اپنا فتویٰ لکھا تھا؟، غور سے پڑھیے گا، مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے مرتب کردہ فتویٰ کی تمہید میں لکھا ہے (خلاصہ پیش کیا جاتا ہے) :

"کادیانی نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو

اس سے اہل اسلام کی پبلک میں ایک عام شور برپا ہوگیا، اس شور کو مٹانے اور اس دعوے کی توضیح کے لیے اس نے ایک رسالہ توضیح مرام مشتہر کیا، تو اس نے شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا اور خوب بھڑکایا، کیونکہ فتح اسلام میں تو اس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا...... اس رسالہ کی اشاعت سے وہ شور بڑھا تو اس کے ازالہ کے لئے اس نے ایک اور رسالہ ازالہ اوہام کے بعض حصص و مضامین کو اپنے حواریوں میں متداول کیا، اور انہوں نے بذریعہ رسائل و مجالس ان کو پبلک میں مشتہر کیا، ان مضامین نے اس شور کی بھڑکتی ہوئی آگ پر کیروسن آئل (مٹی کا تیل) ڈال دیا........... ان رسائل ثلاثہ سے ہر ایک کا کادیانی نے اچھا اثر نہ دیکھا تو اشاعت رسالہ توضیح مرام ہی کے وقت سے مباحثہ کا بھی اشتہار دے دیا، اور اشتہار 26 مارچ 91ء (یعنی 1891ء۔ ناقل) میں یہ مشتہر کیا کہ علمائے وقت جب تک میرے ان عقائد و مقالات میں جن کو وہ کفر و گمراہی سمجھتے ہیں مجھ سے مباحثہ نہ کرلیں تب تک اپنی زبان کو تکفیر اور طعن سے روک رکھیں....... یہاں تک کہ قضاء و قدر نے اس کو اس دوڑنے اور بھاگنے کے ساتھ جبراً ہمارے پنجہ میں پھنسا دیا اور لودھانہ کے مقام پر ہمارا اس سے مباحثہ کرا دیا........ خاکسار ابتداء ہی سے اس کی بے جا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اس کے مباحثہ سے مایوس ہو چکا تھا، مگر قطع حجت کادیانی کی غرض سے <u>لدھانہ کے مباحثہ تک اس کے حق میں تمام علمائے اہل اسلام کی رائے ظاہر و مشتہر کرنے سے رکا رہا اور جب لودھانہ کے مباحثہ کو وہ ناتمام چھوڑ کر بھاگا، اور، اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا تب خاکسار نے</u>

بمقام دہلی پہنچ کر ایک استفتاء مرتب کیا جس میں کادیانی کے خیالات و مقالات درج کر کے ان کی تصدیق وشہادت کے لیے اصل عبارات اس کی تصنیفات کو بقید صفحات نقل کر دیا، اور اس استفتاء کا جواب بقیۃ السلف حجت الخلف شیخنا وشیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متّع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا پھر ایک خاص سفر از دہلی تا بقریب کلکتہ وبھوپال وغیرہ اختیار کر کے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء وفضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا، پھر لاہور پہنچ کر اس استفتاء اور اس کے جواب کو رسالہ کی صورت چھپوا کر اور مقامات ہندوستان و پنجاب میں جہاں خاکسار نہیں پہنچا تھا متداول کیا....الخ".

(ملخصاً: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 13، صفحہ 102 و 103)

اور ایک جگہ مولانا بٹالوی نے جون، جولائی 1891ء کی اپنی کارگزاری بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"..... پھر جولائی 91ء سے (یعنی 1891ء سے۔ ناقل) اس اسلام اور مسلمانوں کے دوست نما دشمن، عقائد قدیمہ اسلامی کے رہزن و بیخ کن (کادیانی) کے تعاقب میں رہا اور بہ مشکل ولطائف الحیل جولائی 91ء میں بمقام لودھانہ اس کو جا پکڑا، اور بارہ دن تک خوب رگیدا اور چھاڑا اور 31 جولائی 91ء (یعنی 1891ء۔ ناقل) کو ذلت کی شکست دے کر بھگایا، پھر ہندوستان پہنچ کر اس کے عقائد و مقالات کی نسبت ایک استفتاء مرتب کیا....".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 14، صفحہ 2)

مولانا بٹالوی کی بقلم خود لکھی اس روئیداد سے معلوم ہوا کہ:

1) مرزا کے خلاف ان کی کاروائی اس کی کتب "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" کے منظر عام پر آنے کے بعد شروع ہوئی۔

2) مولانا بٹالوی نے مرزا کے خلاف فتویٰ حاصل کرنے کے لیے جو استفتاء ترتیب دیا تھا وہ ان کے مرزا کے ساتھ ہونے والے "مباحثہ لدھیانہ" کے بعد ترتیب دیا گیا تھا اور مولانا کے بقول مباحثہ لدھیانہ کا اختتام 31 جولائی 1891ء کو ہوا تھا۔

اب مولانا داود ارشد صاحب! اپنے پاکستان اور انگلستان میں موجود تمام مؤرخین ومحققین کو اکٹھا کریں اور یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ مولانا بٹالوی کا مرزا قادیانی کے ساتھ ہونے والا "مباحثہ لدھیانہ" سنہ 1890ء میں ہوا تھا، تا کہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ مولانا بٹالوی نے اپنا استفتاء 1890ء میں ہی ترتیب دیا تھا اور پھر 1890ء میں ہی اس پر میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے اپنا فتویٰ بھی تحریر فرمایا اور پھر 1890ء میں ہی مولانا بٹالوی نے یہ فتویٰ شائع بھی کر دیا، کیونکہ مولانا بٹالوی مرحوم تو یہ بتا رہے ہیں کہ ان کا وہ استفتاء ہی مباحثہ لدھیانہ کے بعد وجود میں آیا جس پر وہ فتویٰ حاصل کیا گیا جس کے 1890ء میں شائع ہونے کا مولانا داود ارشد صاحب مغالطہ دے رہے ہیں۔

اور ہاں! اسی مباحثہ لدھیانہ کے دوران جو 20 جولائی 1891ء کو شروع ہوا تھا، مولانا بٹالوی نے ایک جگہ مرزا کو یوں لکھا تھا:

> "تحریر نمبری 8 میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہیں، اور ان کی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف رائے وفہم معانی وتاویل وترجیح پر مبنی ہے، صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کہلا کر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہیں اور صرف اس

انکار کی نظر سے آپ کو کافر نہیں کہا گیا، ہاں اس کا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائے گا".

(مباحثہ لدھیانہ، اشاعۃ السنۃ، جلد 13 نمبر 8، صفحہ 237)

غور فرمائیں! جولائی 1891ء میں بھی مولانا بٹالوی، مرزا کو صرف" فاسق اور مبتدع" ہی کہہ رہے ہیں، اسے کافر نہیں کہتے، جبکہ جولائی 1891ء سے پہلے مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ اپنا وہ اشتہار شائع کر چکے تھے جس میں انہوں نے مرزا کو" دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد" لکھا تھا.

قارئین یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ مباحثہ لدھیانہ مولانا بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ جلد 13 کے نمبر 8 سے شائع کرنا شروع کیا ہے، جبکہ اسی جلد 13 کے نمبر 4 تا 7 میں مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ مرزا قادیانی کے بارے میں" فتوائے کفر" شائع ہوا ہے، تو کیا اب یہ کہا جائے کہ جلد 13 کے نمبر 8 میں مولانا بٹالوی نے پھر مرزا قادیانی کو کافر کے بجائے صرف" فاسق اور مبتدع" کہنا شروع کر دیا تھا؟ اور کیا مولانا بٹالوی نے اپنا مرتب کردہ فتویٰ پہلے شائع کیا تھا اور مرزا کے ساتھ مباحثہ لدھیانہ بعد میں کیا تھا؟ اس راز سے پردہ ہم آگے اٹھائیں گے.

مولانا داود ارشد صاحب! اپنے مؤرخ صاحب کی بھی پڑھ لیں!

اب آئیے آپ کے" مرجع" ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سے بھی اس بارے میں پوچھ لیتے ہیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟، ڈاکٹر صاحب نے تو برصغیر میں" تحریک ختم نبوت" کی ابتداء ہی مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ہونے والی ایک خط و کتابت کو قرار دیا ہے، یہ خط و کتابت آپ کے مؤرخ صاحب کے بقول 31 جنوری 1891ء کو

مولانا بٹالوی کی طرف سے مرزا کو لکھے ایک خط سے شروع ہوئی اور مورخہ 13 مارچ 1891ء کو مولانا بٹالوی ہی کی طرف سے لکھے ایک جواب پر ختم ہوئی، ڈاکٹر صاحب اس خط و کتابت کی تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ خط و کتابت جو ہمارے نزدیک برصغیر پاک و ہند میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہے حضرت بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنۃ کی 1891ء کی جلد میں موجود ہے".

(تحریک ختم نبوت، جلد 1 صفحہ 33 تا 35)

تو مولانا داود ارشد صاحب! آپ کے مؤرخ صاحب کے نزدیک تحریک ختم نبوت کی ابتداء ہی 31 جنوری 1891ء سے ہوئی تھی، جبکہ آپ یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے تو مرزا کے بارے میں فتوائے تکفیر سنہ 1890ء میں شائع کر دیا تھا، تو کیا یہ بات آپ کے مؤرخ صاحب کے علم میں نہیں تھی؟

چلیں ذرا مزید وضاحت کرتے ہیں، ڈاکٹر بہاء الدین صاحب لکھتے ہیں :

"جب 1891ء میں مرزا غلام احمد کے غلط عقائد منظر عام پر آ گئے تو مولانا بٹالوی نے ایک استفتاء مرتب کیا اور حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی سے اس کا جواب حاصل کیا..."

(تحریک ختم نبوت، جلد 1، صفحہ 140)

اب مولانا داود ارشد صاحب فرمائیں کہ میاں نذیر حسین مرحوم کا فتویٰ جس استفتاء کے جواب میں لکھا گیا تھا وہ استفتاء ہی آپ کے مؤرخ صاحب کے بقول 1891ء میں مرتب کیا گیا تھا، تو پھر وہ کون سا فتویٰ تھا جو مولانا بٹالوی نے سنہ 1890ء میں شائع کیا تھا؟

بلکہ آپ کے مؤرخ صاحب نے تو ایک جگہ یوں بھی لکھا ہے :

"1892ء میں علمائے اسلام کی طرف سے متفقہ طور پر فتویٰ جاری ہوا کہ مرزا صاحب کافر ہیں".

(تحریک ختم نبوت، جلد 1، صفحہ 118)

یہ لیں، 1890ء اور 1891ء کے بعد ایک "متفقہ فتویٰ" 1892ء میں بھی جاری ہوا تھا، اب مولانا داود ارشد صاحب بتائیں کہ ان تینوں میں سے وہ فتویٰ کون سا فتویٰ ہے جس کے بارے میں وہ بتا رہے ہیں کہ علماء لدھیانہ کے 29 رمضان 1308ھ موافق مئی 1891ء سے پہلے شائع ہوا تھا؟، یا مولانا بٹالوی نے تین بار استفتاء لکھے تھے اور تینوں بار میاں سید نذیر حسین صاحب نے الگ الگ فتوے لکھے تھے؟

مولانا! آپ بھی حقیقت جانتے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے ایک ہی استفتاء لکھا تھا اور وہ استفتاء ان کے اور مرزا کے درمیان ہونے والے مباحثہ لدھیانہ کے بعد لکھا گیا تھا اور اس کے جواب میں لکھا گیا فتویٰ سنہ 1891ء کے آخر یا 1892ء کی ابتداء میں شائع کیا گیا تھا، مندرجہ بالا حوالے ہم نے آپ کو صرف یہ سمجھانے کے لیے نقل کیے ہیں کہ اگر آپ الفاظ کے ساتھ کھیل کر مغالطے دے سکتے ہیں تو پھر آپ کے مؤرخین نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتویٰ 1892ء میں جاری ہوا تھا.

لہٰذا اگر کسی جگہ مولانا اللہ وسایا صاحب سے غلطی سے 1891ء کی جگہ 1890ء لکھا گیا (اور یہ غلطی بھی مولانا اللہ وسایا کو دراصل مولانا بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنہ کے ٹائٹل پر لکھے غلط سنہ کی وجہ سے لگی جس پر ہم آگے بات کریں گے) تو آپ کو زیب نہیں دیتا تھا کہ آپ اس بات کو لے کر جانتے بوجھتے ہوئے ایک تاریخی حقیقت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے، جبکہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے اسی مضمون میں یہ بھی تو

لکھا تھا کہ:

"مولانا محمد حسین بٹالوی نے جس طرح ابتداء میں مرزا قادیانی کی تائید کی 1891ء میں مرزا کی توضیح المرام، فتح اسلام اور ازالہ اوہام کے آجانے کے بعد کروڑ گنا زیادہ شدت کے ساتھ مرزا قادیانی کی مخالفت کی، دن رات ایک کر کے مرزا قادیانی کا ایسا تعاقب کیا کہ مرزا قادیانی کو دن کو تارے نظر آنے لگے، اسی زمانہ میں ہی مولانا نے فتویٰ مرتب کیا..."

(دیباچہ محاسبۂ قادیانیت، جلد 9 صفحہ 15)

اسی طرح اس سے اگلے صفحہ پر ایک بار پھر لکھا کہ:

"مولانا محمد حسین بٹالوی نے علماء سے فتویٰ لے کر 1891ء میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا".

(حوالہ بالا، صفحہ 16)

غور فرمائیں! ان دونوں جگہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے یہی لکھا ہے کہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 1891ء میں مرتب اور شائع کیا گیا تھا، لیکن افسوس کہ مولانا داود ارشد صاحب کو یہ دونوں عبارتیں تو نظر نہ آئیں، لیکن اس سے اگلے صفحہ (یعنی صفحہ 17 پر) وہ عبارت انہوں نے پکڑ لی جس میں "اشاعۃ السنہ" کے ٹائٹل سے غلطی کھاتے ہوئے 1891ء کی جگہ 1890ء لکھا گیا تھا، اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ مولانا داود ارشد نے حقیقت جانتے ہوئے اس پر اپنے استدلال کی بنیاد بھی کھڑی کر لی اور دعویٰ کر دیا کہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 1890ء میں شائع ہوا تھا.

اور پھر خود مولانا داود ارشد صاحب کو شاید ان کے ضمیر نے اندر سے جھنجھوڑا تو اگلے ہی صفحے پر یوں لکھا:

"..... 29 رمضان 1308ھ کا فتویٰ بعد میں شایع ہوا، ان سے قبل مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریرات مرزا کے کافر ہونے پر آچکی تھیں جیسا کہ لدھیانوی اشتہار میں اعتراف ہے.."

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021، صفحہ 27)

غور فرمائیں! یہاں مولانا داود ارشد "مولانا بٹالوی کی تحریرات" کا ذکر کرتے ہیں، یہ نہیں لکھتے کہ " 29 رمضان 1308ھ سے قبل مرزا کے کفر پر مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ فتویٰ آچکا تھا"، اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کی کوئی ایسی شائع شدہ تحریر پیش کرنا بھی محال اور ناممکن ہے جس میں انہوں نے مرزا قادیانی پر صراحت کے ساتھ فتوائے کفر لگایا ہو اور شائع کی ہو، اس لیے پھر وہی دھوکہ دیتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں اس بات کا اعتراف کیا ہے.

اب مولانا داود ارشد صاحب ہی بتا دیں کہ جانتے بوجھتے ہوئے ان کی اس تلبیس پر کہ "مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ فتویٰ 1890ء میں شائع ہوا تھا" ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں یا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلي العظيم کا ورد کریں؟

نوٹ: مولانا داود ارشد صاحب کے نزدیک چونکہ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کے حوالے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اس لیے یہ بتاتے چلیں کہ قادیانی مولوی جلال الدین شمس نے "روحانی خزائن جلد 3" کے تعارف میں بھی یہی لکھا ہے کہ مولانا بٹالوی نے اگست 1891ء میں ایک لمبا سفر اختیار کر کے مختلف علماء ہندوستان و پنجاب کا فتویٰ حاصل کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت اس کے بعد ہی ہوئی ہوگی. نیز جیسا کہ بیان ہوا، مولانا بٹالوی نے اپنے استفتاء میں مرزا کی کتابوں "فتح اسلام" اور" توضیح

مرام" اور" ازالہ اوہام" سے بھی حوالے نقل کیے ہیں، اور" فتح اسلام" سنہ 1891ء کے اوائل میں شائع ہوئی جبکہ" ازالہ اوہام" کے ٹائٹل پر" ذی الحج سنہ 1308ھ" لکھا ہوا ہے اور مولانا داود ارشد صاحب کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ ذی الحج 1308ھ، رمضان 1308ھ کے بعد ہی آیا ہوگا.

ہاتھی کے دانت، کھانے کے اور، دکھانے کے اور!

مولانا محمد داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی آٹھویں قسط کی ابتداء بڑے جذباتی انداز میں فرمائی ہے، اور مرزا قادیانی کے خلاف آواز اٹھانے والوں، ختم نبوت کے مبلغین ومحافظین اور اس محاذ کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سپاہیوں کی شان بیان کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی لکھتے ہیں :

> " راقم، مولانا اللہ وسایا کا مضمون پڑھ کر حیران رہ گیا تھا کہ یہ کس راہ پر چل پڑے ہیں، یہ تو ختم نبوت کے داعی ومبلغ ہیں، انہیں تو اللہ تعالی کی تقسیم پر خوش ہونا چاہیے تھا کہ اس محاذ پر کام کرنے کی انہیں توفیق ملی ہے، واللہ العظیم، ان کے مضمون کے مندرجات نے لکھنے پر مجبور کر دیا، ورنہ خاکسار شاید اس پر زندگی بھر اتنا تفصیلی مضمون نہ لکھتا".

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری، 2021ء، صفحہ 22)

اس پر عرض ہے کہ یہ راقم بھی مولانا داود ارشد صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر صرف حیران ہی نہیں بلکہ پریشان بھی ہے اور سوچنے پر مجبور ہے کہ علماء لدھیانہ یا مولانا غلام دستگیر قصوری نے کافر تو مرزا قادیانی کو کہا تھا اور اس کی گمراہ کن اور مجموعہ کفریات کتاب " براہین احمدیہ" کی تردید لکھی تھی، انہوں نے مولانا داود ارشد صاحب کا تو کچھ نہ بگاڑا تھا،

پھر کیا وجہ ہوئی کہ مولانا داود ارشد صاحب ایک طرف تو "انگریز کے ٹاؤٹ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے خلاف آواز اٹھانے" کو محبت رسول ﷺ اور ایمان کا تقاضہ بتاتے ہیں، لیکن دوسری طرف ان حضرات پر طعن و تشنیع بھی کرتے ہیں، اور یہ ثابت کرنے پر ورق سیاہ کرتے ہیں کہ انہوں نے تو اپنے ذاتی مفاد اور دنیاوی اغراض کی وجہ سے مرزا قادیانی کے خلاف یہ سب کیا تھا۔

مولانا داود ارشد صاحب کو اس بات کا کیوں رنج اور قلق ہے کہ علماء لدھیانہ اور مولانا قصوری جیسے حضرات کو بھی اس محاذ پر کام کرنے کی توفیق ملی؟ وہ کیوں ان حضرات کی دشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہیں؟ صرف اس وجہ سے کہ یہ حضرات مولانا داود ارشد کے ہم مسلک نہیں تھے؟ کیا مولانا اللہ وسایا نے ایسا ہی طرز عمل اختیار کیا تھا اور مولانا بٹالوی مرحوم کے کارناموں کو "کالعدم" ثابت کرنے کی کوشش کی تھی؟، مولانا داود ارشد صاحب! یہ احقر بھی اس موضوع پر بہت پہلے سے تحقیق کر چکا تھا اور اس سلسلے میں نہ جانے کہاں کہاں سے مولانا بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنۃ کی فائلیں اکٹھی کرتا رہا، یہاں تک کہ انڈیا آفس لائبریری لندن تک سے بھی مواد حاصل کیا، لیکن آج تک اپنی تحقیق کو باقاعدہ شائع نہ کیا کہ اپنا یہ مزاج نہیں کہ ہر جگہ "أنا ولا غيري" کا نعرہ مستانہ بلند کیا جائے اور یہ اعلان کیا جائے کہ "تحریک ختم نبوت" کی ابتداء تو ہمارے ہی مسلک سے ہوئی اور مسلمانوں کے باقی تمام مسالک تو ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن آپ نے مسلّمہ تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے لیے اتنا طویل مضمون لکھنا شروع کر دیا اور یہی نہیں بلکہ اپنے اکابرین کی عبارات کے بجائے مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو اپنا گواہ بنا کر علماء لدھیانہ وغیرہ کی طرف اپنی توپوں کا رخ کر لیا تو احقر کو بھی مجبوراً یہ سطور لکھنا پڑیں۔

جہاں تک آپ کے مولانا اللہ وسایا صاحب پر غصہ ہونے کا تعلق ہے تو انہوں

نے تو صرف چند باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی، ایک اس طرف کہ ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور والی جس اشاعت پر اعتماد کیا وہ ناقص تھی، اور دوسرا یہ کہ جب انہوں نے اس اشاعت سے حذف شدہ حصہ دیکھا تو ان پر یہ انکشاف ہوا کہ اس فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں مرزا قادیانی کو" کافر و مرتد" لکھا تھا، اور اس اشتہار کے کچھ اقتباسات مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے فتوے میں شائع کیے تھے، اس کے ساتھ مولانا اللہ وسایا صاحب نے ضمناً یہ بات بھی لکھی تھی کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے جب خود اپنا مرتب کردہ فتویٰ شائع کیا تھا تو اس کا عنوان کچھ اور رکھا تھا، لیکن لاہور کے ادارہ نے اس کا عنوان بھی تبدیل کیا۔

مولانا داود ارشد صاحب! ان باتوں کی تردید آپ نہ اب تک آٹھ قسطوں میں کر سکے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں، تو پھر آپ کا غصہ کس بات پر ہے؟

کیا یہ بات حقیقت نہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے فتویٰ میں لدھیانوی علماء کے اس اشتہار کا ذکر کیا اور اس کے چند اقتباسات شائع بھی کیے، جو لاہور والی طبع میں موجود نہیں؟

کیا اس حذف شدہ حصہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولانا بٹالوی کے اس فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار شائع ہو چکا تھا؟

کیا یہ بات درست نہیں کہ مولانا بٹالوی نے جس عنوان سے اپنا مرتب کردہ فتویٰ شائع کیا تھا، نئی طبع میں وہ عنوان بھی تبدیل کیا گیا؟

کیا مولانا اللہ وسایا صاحب نے مولانا بٹالوی مرحوم یا ان کے خاندان پر طعن و تشنیع کی تھی؟ ہرگز نہیں، بلکہ انہوں نے تو لکھا تھا:

"مرزا قادیانی نے فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام لکھے تو ان رسائل کے بعد مولانا محمد حسین کی مرزا قادیانی کے متعلق رائے بدلنے لگی۔ پیغام رسانی، مراسلت سے گزر کر بات کفر و ایمان پر پہنچی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی، ملعون قادیان کو جتنا سمجھانے کی کوشش کرتے وہ دجل و تلبیس کی راہ پر ایسے سرپٹ دوڑ رہا تھا کہ پٹھے پر ہاتھ دھرنا تو در کنار لگام دینا مشکل ہو گیا۔ بالآخر مولانا نے مرزا قادیانی کے رسائل و کتب سے اس کی کفریہ عبارات پر مشتمل استفتاء مرتب کیا۔ اور ہندوستان بھر میں پھر کر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے مرزا کے ان عقائد باطلہ پر فتویٰ کفر حاصل کیا.."

نیز لکھا تھا :

"ہر وہ کوشش جو اسلام کی برتری کے لئے کی جائے جہاد ہے۔ وہ مالی ایثار ہو، جان کی قربانی ہو، اسلام کی تبلیغ کے لئے بھاگ دوڑ ہو یا احکام دین کی حفاظت کے لئے جدو جہد ہو، حالات کے مطابق یہ جہاد ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت بہت بڑا فتنہ تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ مرتب کر کے اپنے خرچ پر پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور دو سو کے قریب علماء سے خود ملاقات کر کے اس پر دستخط ثبت کرائے اور مہریں لگوائیں۔ جن حضرات کے پاس کسی وجہ سے خود نہیں پہنچ سکے وہاں اپنے آدمی بھیج کر دستخط کروائے۔ اس زمانہ میں یہ بہت بڑا جہاد تھا جو انہوں نے مالی، علمی اور جسمانی صورت میں کیا۔ ملک کے کسی عالم دین نے کسی اہم مسئلے میں اتنی جدو جہد نہیں کی، جو انہوں نے انفرادی طور پر کی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی شخص معصوم نہیں۔ ائمہ کرامؒ سے بھی

بعض مسائل میں غلطی کا صدور ہوجاتا ہے۔علماء بھی لغزش کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔مولانا محمد حسین بٹالوی سے بھی بہ حیثیت انسان کوئی نہ کوئی فکری یا عملی لغزش کاارتکاب ہوا ہوگا۔لیکن مرزا قادیانی کے خلاف انہوں نے جوتگ ودو کی، وہ اس ملک میں ان کا وہ اولین اور بہت بڑا جہاد تھا، جس کی وجہ سے ہم گناہ گاروں کو یقین ہے کہ بارگاہ الٰہی سے ان کی سب لغزشیں معاف فرمادی گئیں اور تحفظ ختم نبوت کے بدلے میں انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمادیا ہوگا۔اس جدوجہد میں ان کا کوئی دنیوی مفاد نہیں تھا..."۔

(دیکھیں: دیباچہ "محاسبۂ قادیانیت"،جلد9،صفحہ 10 تا12)

کیااس تحریر میں کسی طرح بھی مولانا بٹالوی مرحوم کی تنقیص کی گئی ہے؟ یا اس کے برعکس ان کے اس عظیم الشان کارنامے کااعتراف کیا گیاہے اوراسے "جہاد" قرار دیا گیاہے؟لیکن آپ نے اس کے جواب میں کیا طرزِ عمل اپنایا؟ علماءلدھیانہ پر طعن وتشنیع فرمائی،ان کے خاندان تک پر"تکفیری خاندان" کی پھبتی کسی،انہوں نے جومرزا قادیانی کی تکفیر کی اس کامذاق اڑایا،دوسرے لفظوں میں انہیں جھوٹا اور غلط بیان ثابت کیا،انہیں بزدل اورڈرپوک بتایا،ان پر اپنی تکفیر سے رجوع کر لینے کاالزام لگایا،مولانا غلام دستگیر قصوری کے حاصل کردہ فتاویٰ کو بھی بے وقعت ثابت کرنے پر ورق سیاہ کیے،ان کی کتاب پر تقریظ لکھنے والے عالم مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مرحوم کو"تکفیری اورخارجی" لکھا۔

تومولانا! علماءلدھیانہ یا مولانا قصوری اورمولانا کیرانوی نے آپ کا کیا بگاڑا تھا؟انہوں نے جوکچھ کہا اورلکھا تھا وہ مرزا قادیانی کو کہا اورلکھا تھا،توآپ کے غصہ کی وجہ کیا ہوئی؟ ہماری سمجھ میں توسوائے"مسلکی تعصب" اور"أنا ولا غيري" کے کچھ

نہیں آتا۔نسأل اللہ العافیۃ من البغضاء والشحناء والحسد۔

اور اگر آپ کو علماء لدھیانہ کی ذات یا ان کے خاندان پر گولہ باری کرنی تھی تو ان کا خاندان تو یہیں پاکستان میں آج بھی موجود ہے،ان کے خاندان کے ایک وارث مولانا (ابن انیس) حبیب الرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ نے آپ کی ان تمام موشگافیوں پر تقریباً 484 صفحے کی کتاب "تاریخ ختم نبوت" شائع کی تھی،اس کی پہلی اشاعت اپریل 2005ء میں ہوئی تھی،آپ اس کا جواب لکھتے،یہاں تو یہ سب زیر بحث نہ تھا،اور جو یہاں زیر بحث تھا اس طرف آپ اپنے مضمون کی آٹھویں قسط میں آئے ہیں جس پر اپنی گزارشات ہم آگے پیش خدمت کرتے ہیں۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

قارئین محترم! جیسا کہ بیان ہوا،مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی آٹھویں قسط میں ہمارے اصل زیر بحث موضوع کو ہاتھ لگایا ہے تو اب ہم اس طرف آتے ہیں،مولانا داود ارشد نے ایک سرخی قائم کی ہے"امین جماعت پر خیانت کا الزام" اور پھر مولانا اللہ وسایا صاحب کی تحریر نقل کی ہے جس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ :

"نقل حوالہ میں خلاف دیانت ادارہ سلفیہ لاہور کا عمل : ادارہ سلفیہ لاہور نے نومبر 1986ء میں ''پاک وہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' شائع کیا اس میں پہلی زیادتی تو یہ کی کہ اس کا نام بدل دیا۔مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس فتویٰ کا نام ''فتویٰ علماء پنجاب وہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان'' رکھا تھا۔ادارہ سلفیہ نے مولانا بٹالوی کا قائم کردہ عنوان بدل دیا۔ اور اس کا نام رکھا "پاک وہند کے علماء اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ" دوسری

تبدیلی یہ کی کہ اس کتاب میں اشاعۃ السنۃ ج13، شمارہ 7, 6, 5, 4, 11, 12 (1890ء) کے فتوے کو دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور طبع نومبر 1986ء کی اشاعت کے ص 162 پر ''کتبہ محمد اشرف علیٰ'' کی عبارت پر ختم کیا ہے۔ جو اشاعۃ السنۃ ج13، شمارہ 12 ص 147 کی پہلی پانچ سطروں پر موجود ہے۔ حالانکہ اسی اشاعۃ السنۃ کی اسی جلد، اسی شمارہ، اسی ص 147 کی پہلی پانچ سطروں (جہاں ادارہ سلفیہ نے اس فتویٰ کو ختم کیا ہے) کے بعد اس صفحہ کی بقیہ 14 سطروں کو عمداً نقل نہیں کیا۔ پھر اس کا ص 148 بھی مکمل نقل نہیں کیا۔ فقیر نے ادارہ سلفیہ لاہور کے مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ ''پاک وہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ'' کے آخری صفحہ کو دیکھا، یہی فتویٰ جو اشاعۃ السنۃ ج 13 شمارہ 12 میں شائع ہوا۔ اس کے اختتام کو دیکھا، تو دیانت داری سے عرض کرتا ہوں کہ بہت ہی حیرت ہوئی، کہ نقل حوالہ میں اتنی بڑی جسارت کہ قریباً آخری ڈیڑھ صفحہ سرے سے درج نہیں کیا، حذف کردیا، اور خلاف توقع اس جسارت پر سخت تعجب ہوا کہ ایسے بھی دنیا کرتی ہے؟ اب دونوں حوالہ جات سامنے تھے کسی بھی طرح کی کوئی تاویل سمجھ میں نہ آئی کہ اتنی بات کہ سب سے پہلے مرزا پر کس نے کفر کا فتویٰ دیا، اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے مولانا محمد حسین بٹالوی کے عقیدہ کے لوگوں نے ہی ان کے اشاعۃ السنۃ کے رسالہ کے ڈیڑھ صفحہ کو غائب کردیا۔ فیاللعجب".

(دیکھیں: دیباچہ "محاسبۂ قادیانیت"، جلد9، صفحہ18)

نوٹ: اس کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے وہ حذف شدہ عبارت مکمل نقل کی ہے اور اس حذف شدہ عبارت میں علماء لدھیانہ کے جس اشتہار کے کچھ اقتباسات نقل کیے گئے

ہیں وہ اشتہار بھی مکمل نقل کیا ہے، جس کی تفصیل ("محاسبۂ قادیانیت"، جلد 9 کے دیباچہ میں دیکھی جاسکتی ہے)

قارئین محترم! مولانا اللہ وسایا صاحب نے اس تحریر میں کسی شخص یا فرد کا نام لے کر اس پر "خیانت" کا الزام نہیں لگایا، بلکہ اس فتوے کو شائع کرنے والے ایک ادارہ کا نام لکھا ہے، اور الزام بھی غلط نہیں بلکہ یہ واقعہ ہوا ہے، دونوں باتیں درست ہیں، مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کا عنوان بھی تبدیل کیا گیا اور اس کا ایک حصہ بھی نئی اشاعت میں حذف کیا گیا، اور یہ وقوعہ کوئی نیا نہیں بلکہ 1986ء میں ہوا، لہٰذا یہ کہنا بھی درست معلوم نہیں ہوتا کہ مولانا داود ارشد و اعوانہ کو اس کاروائی کا مولانا اللہ وسایا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے پہلے علم نہ تھا، کیونکہ مولانا (ابن انیس) حبیب الرحمن لدھیانوی ﷾ نے 2005 میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "تاریخ ختم نبوت" میں اس بات کا ذکر کیا تھا، نیز اپنے ماہنامہ "ملّیہ" فیصل آباد کے اکتوبر، نومبر 2012ء کے شمارے کے صفحہ 29 میں بھی اس بات کا ذکر کیا، لیکن کیا مولانا داود ارشد بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یا ان کے ہفت روزہ نے یہ بات ان کے علم میں آنے کے بعد آج تک اس غلطی پر کوئی "اعتذار" شائع کیا؟

مولانا داود ارشد صاحب خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا واقعی ہوا ہے، لیکن نام تبدیل کرنے والی بات کا جواب کچھ یوں دیتے ہیں کہ:

"رہا مولانا اللہ وسایا صاحب کا نام تبدیل کرنے پر اعتراض تو اس کے اندر کوئی معقولیت نہیں، اس لئے کہ کتب کے مندرجات کی وجہ سے اس کے نام میں تبدیلی کر کے شائع کرنا کوئی جرم نہیں اور خیانت نہیں، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حبان، امام ابن خزیمہ وغیرہم ائمہ حدیث کی

کتب احادیث کو صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ کے نام سے اہل علم لکھتے اور پکارتے ہیں اور انہی ناموں سے ان کی اشاعت ہو رہی ہے، حالانکہ ان کتب کے یہ نام نہیں ہیں، ہاں البتہ اگر وہ تاریخی اصولوں سے مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کے فتوے سے پہلے کوئی متفقہ فتویٰ علمائے ہند کا دکھا دیں تو راقم کا ان سے وعدہ رہا کہ ہم مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ کی خواہش کے احترام میں نام تبدیل کردیں گے، واللہ علی ما أقول وکیل!. لیکن ہم اپنے دین و ایمان کی محکمی اور اللہ تعالی کی عطا کردہ ہدایت وتوفیق سے کہتے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ان شاء اللہ".

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء صفحہ 27)

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ مولانا داود ارشد صاحب نے تسلیم کیا کہ ان حضرات نے مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتبہ کردہ فتویٰ کا عنوان غلطی سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر تبدیل کیا اور پھر فرماتے ہیں کہ نام تبدیل کرنے پر اعتراض کرنے میں کوئی معقولیت نہیں، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ کتب احادیث کو ان کے مختصر ناموں سے پکارا اور لکھا جاتا ہے جبکہ ان کتابوں کا اصل نام کچھ اور ہے.

تو عرض ہے کہ کیا کتب احادیث کو ان کے مختصر نام سے ذکر کرنے کو آپ ان کتب کا نام تبدیل کرنا کہتے ہیں؟، مولانا! کسی کتاب کے نام کے طویل ہونے کی وجہ سے مختصر نام سے ذکر کرنا اسے "نام کی تبدیلی" نہیں کہتے، اب غور فرمائیں، جن کتب حدیث کا آپ نے بطور مثال ذکر کیا ہے ان تمام کے ناموں میں لفظ "صحیح" موجود ہے، صحیح بخاری کا مکمل نام ہے "الجامع المسند الصحيح المختصر من أُمور رسول الله صلى الله عليه وسلّم وسننه وأيامه"، صحیح مسلم کا مکمل نام ہے

"المسند الصّحيح المُختصر من السّنن بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم "، صحیح ابن حبان کا مکمل نام ہے" المسند الصحيح على التقاسيم والأنواع من غير وجود قطع في سندها و لا ثبوت جرح في ناقليها" اور صحیح ابن خزیمہ کا مکمل نام ہے" المختصر من المسند الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم "، غور فرمائیں ان تمام ناموں میں لفظ" صحیح " موجود ہے تو یہ " صحیح" ان کے ناموں کے اندر سے ہی لے کر بطور اختصار ان کتب کو صرف" صحیح " کہہ دیا جاتا ہے اور امتیاز کے لیے ساتھ مصنف کا نام لکھ دیا جاتا ہے، آج تک کسی نے اسے" کتاب کے نام میں تبدیلی" نہیں کہا۔

لیکن ہمارے زیر بحث موضوع میں یہ ہوا کہ ایک تو یہ مولانا بٹالوی مرحوم کی کوئی " کتاب" نہیں تھی بلکہ ان کا مرتب کردہ ایک فتویٰ تھا جسے انھوں نے اپنے ماہنامہ میں شائع کیا، اور اس کا عنوان لکھا:

" فتوائے علماء پنجاب وہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان" ۔

اور آپ حضرات نے یہ نہیں کیا کہ اختصار کے لیے اس طویل نام کو" صحیح بخاری" کی طرح مثلاً" مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ" لکھا، بلکہ آپ نے مکمل عنوان تبدیل کیا اور یوں لکھا:

" پاک وہند کے علماء اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ"

" مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں" ۔

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی مرحوم نے نہ اپنے عنوان میں" اولین فتویٰ" لکھا، نہ ہی اسے" متفقہ فتویٰ" لکھا اور نہ ہی" پاک وہند" کا لفظ لکھا، یوں آپ حضرات نے عنوان کو" مختصر" نہیں کیا بلکہ مکمل عنوان تبدیل کیا، لہذا معاف کیجئے گا! آپ کا اس کاروائی کو

کتب احادیث کے ناموں کے "اختصار" پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ "اختصار" الگ چیز ہے اور "تبدیلی" الگ چیز ہے۔

اور پھر "تاریخی حقیقت" یہ بھی ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ یہ فتویٰ مرزا قادیانی کی تکفیر پر نہ ہی "اولین فتویٰ" ہے اور نہ ہی "اولین متفقہ ہے"، یہ ہم نہیں کہتے بلکہ خود مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریروں میں ہی یہ بات موجود ہے جو ہم پہلے تفصیل کے ساتھ نقل کر آئے ہیں، بطور یاد دہانی چند عبارات مکرر یہاں نقل کرتے ہیں، مثلاً مولانا بٹالوی نے لکھا تھا :

" کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

اور ایک دوسرے مقام پر لکھا:

" اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق وتبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا"۔

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

مولانا داود ارشد صاحب! یہ اس وقت کی بات ہو رہی ہے جب مولانا بٹالوی مرحوم ابھی مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کے وکیل صفائی بنے ہوئے تھے، اور وہ خود بتا رہے ہیں کہ مجھ سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے آچکے تھے تو آپ کو ان کی بات پر یقین کیوں نہیں؟ کیا آپ "مدعی سُست گواہ چست" والی کہاوت پر عمل پیرا نہیں؟، پھر آپ بار بار یہ فرماتے ہیں کہ" مولانا بٹالوی کے اس فتوے سے پہلے کوئی متفقہ فتویٰ دکھایا جائے"، ہمارا آپ سے سوال ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اس مندرجہ بالا تحریر میں جس" علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب" کے " اتفاق" ذکر کیا ہے یہ واقعی ہوا تھا یا مولانا بٹالوی مرحوم نے کوئی خواب دیکھا اور یہ بات لکھ دی تھی؟، (یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مولانا بٹالوی نے جس" اتفاق" کا ذکر کیا ہے وہ " علماء ہندوستان و پنجاب اور علماء عرب" کا اتفاق لکھ رہے ہیں، جبکہ آپ جسے" متفقہ فتویٰ" لکھ رہے ہیں وہ صرف" ہندوستان و پنجاب" کے بعض علماء کا ہے) آپ کے پاس مولانا بٹالوی کی اس تحریر کا کوئی جواب نہیں اور نہ ہوگا سوائے اس کے کہ" مولانا بٹالوی نے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ بات لکھ دی تھی" (اور یہ بات مولانا بٹالوی کا کوئی بدخواہ ہی لکھ سکتا ہے، ان کا کوئی وکیل نہیں لکھ سکتا، جس پر ہم پہلے لکھ آئے ہیں)۔

رہی یہ بات کہ" مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے سے پہلے کوئی متفقہ فتویٰ شائع نہیں ہوا" تو یہ بات آپ کے اور ہمارے درمیان محل اختلاف سرے سے ہے ہی نہیں، فتویٰ دیا جانا الگ موضوع ہے اور اس کا چھپوا کر شائع کیا جانا الگ موضوع ہے، نیز آپ حضرات نے مولانا بٹالوی مرحوم والے فتوے کا جو عنوان نئی اشاعت میں تبدیل کیا ہے اس میں بھی کہیں پر بھی" اولین شائع شدہ" کا لفظ نہیں لکھا، بلکہ صرف" اولین" اور " متفقہ" فتویٰ ہی لکھا ہے۔

باقی آپ کا یہ کہنا کہ "اگر مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے کوئی متفقہ فتویٰ علمائے ہند کا دکھادیں تو ہم مولانا اللہ وسایا صاحب کی خواہش کے احترام میں اب نام تبدیل کردیں گے"، ذرا ان الفاظ پر ایک بار پھر غور فرمالیں، نام تو آپ پہلے ہی تبدیل کر چکے، اب دوبارہ نام تبدیل کرنے کا کیا مطلب؟، مولانا اللہ وسایا صاحب نے ہرگز آپ سے "نام میں تبدیلی" کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلائی ہے کہ آپ حضرات نے نام تبدیل کیا ہے. اور چونکہ اس بات کو آپ اب تسلیم بھی کرتے ہیں، اس لئے آپ کا غیر مشروط طور پہ اخلاقی فرض بنتا ہے اور دیانت کا تقاضا بھی ہے کہ آپ نے جو مولانا بٹالوی مرحوم کا اپنے مرتب کردہ فتویٰ کو دیا گیا عنوان تبدیل کیا ہے اسے "تبدیل نہیں" بلکہ درست کردیں، کیونکہ نہ تو وہ عنوان کوئی اتنا مشکل ہے کہ اس کی تشریح کی ضرورت ہو اور نہ ہی اتنا طویل ہے کہ آپ نے "صحیح بخاری" کی طرح آسانی کے لیے اسے مختصر کیا ہے.

مولانا داود ارشد کی ایک ہی سانس میں متعدد غلط بیانیاں

آگے آپ لکھتے ہیں :

"سابقہ مباحث سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی کہ علمائے ہند کا اولین متفقہ فتویٰ وہی ہے جو مولانا بٹالوی نے شائع کیا تھا اور علمائے لدھیانہ کے فتاویٰ میں سے پہلا فتویٰ مذہبی بنیاد پر نہیں تھا، بلکہ ذاتی کدورت وبغض کی وجہ سے تھا اور 29 رمضان 1308ھ کا فتویٰ بعد میں شائع ہوا، ان سے قبل مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریرات مرزا کے کافر ہونے پر آچکی تھیں جیسا کہ لدھیانوی اشتہار میں اعتراف ہے. اور مولانا عبد الحق غزنوی،

مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا محمد علی واعظ رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ بھی آچکے تھے".

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء، صفحہ 27)

قارئین محترم! مولانا داود ارشد صاحب نے مندرجہ بالا تحریر ساڑھے آٹھ سطروں میں لکھی ہے لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس تحریر میں کم از کم پانچ عدد غلط بیانیاں ہیں (ہم عمداً لفظ "کذب بیانیاں" نہیں لکھ رہے):

1) علمائے ہند کا اولین متفقہ فتویٰ وہی ہے جو مولانا بٹالوی نے شائع کیا۔

2) علمائے لدھیانہ کا پہلا (یعنی مرزا قادیانی کی تکفیر پر اولین فتویٰ) مذہبی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی کدورت اور بغض کی وجہ سے تھا۔

3) 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کی ایسی تحریرات آچکی تھیں جن میں مرزا قادیانی کو کافر لکھا گیا تھا۔

4) اس بات کا لدھیانوی علماء نے اپنے اشتہار میں اعتراف کیا ہے۔

5) 29 رمضان 1308ھ سے پہلے غزنوی علماء اور مولانا محمد علی واعظ کے فتاویٰ بھی آچکے تھے (ہماری بات چونکہ "فتاویٰ کفر" پر ہو رہی ہے اس لیے یقیناً مولانا داود ارشد کی مراد یہی ہے کہ ان حضرت کے فتاویٰ کفر 29 رمضان 1308ھ سے پہلے آچکے ہے)۔

قارئین محترم! یہ پانچ کی پانچ باتیں غلط اور خلاف حقیقت ہیں، ہم ان تمام غلط بیانیوں پر تفصیل کے ساتھ بقدر ضرورت پہلے لکھ آئے ہیں۔

ہم بتا آئے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے خود لکھا ہے کہ ان کے فتوے سے پہلے "علمائے ہندوستان و پنجاب و عرب" کا مرزا کی تکفیر پر اتفاق ہو چکا تھا، لہٰذا اولین متفقہ فتویٰ مولانا بٹالوی کے اقرار کے مطابق وہی بنتا ہے، اور مولانا غلام دستگیر قصوری

مرحوم کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ ان کے پاس حرمین شریفین سے بھی فتوے 1305ھ میں پہنچ چکے تھے، جبکہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 1309ھ میں شائع ہوا تھا.

ہم یہ بھی بتا آئے ہیں کہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے اپنی کتاب مولانا بٹالوی مرحوم کی زندگی میں ہی شائع کر دی تھی جس پر علماء عرب وعجم کی تقاریظ تھیں، لیکن مولانا بٹالوی نے اس وقت بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ میں پہلے پروپیگنڈے کا شکار ہو گیا تھا.

ہم اس پر بھی تفصیل کے ساتھ لکھ آئے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے خود براہین احمدیہ پر اپنے تائیدی ریویو میں یہ لکھا ہے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور پھر علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے کی جو وجوہات بیان کیں، مولانا بٹالوی نے وہ ذکر بھی کی ہیں، اور وہ وجوہات "مذہبی" ہی ہیں، نیز "متاثرہ شخص" مرزا قادیانی نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ "لدھیانہ کے علماء کی چونکہ فلاں وجہ سے میرے ساتھ دشمنی اور بغض تھا اس لیے انہوں نے مجھے کافر کہا"، ہاں مولانا بٹالوی نے یہ ضرور بتایا ہے کہ ان کا ان لدھیانوی علماء کے ساتھ پہلے سے مسئلہ چلا آرہا تھا اور ان کے تعلقات ان کے ساتھ اچھے نہیں تھے (وجہ ان حضرات کی طرف سے انگریزی حکومت کی مخالفت تھی جو مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی وغیرہ کو پسند نہ تھی)، وہ پہلے سے ان علماء لدھیانہ کے خلاف اپنے رسالے میں لکھتے رہے تھے، لہٰذا چونکہ مولانا بٹالوی پہلے سے ان علماء لدھیانہ کے ساتھ کدورت رکھتے تھے اس لئے مولانا بٹالوی کی ان علماء کی ذات کے بارے میں کوئی بھی جرح قابل قبول نہیں ہوگی، ہم مولانا بٹالوی کے صرف انہی بیانات سے استشہاد کرتے ہیں جو تاریخی واقعات کے تسلسل کو بیان کرتے ہیں، اس لئے مولانا داود ارشد کا ان علماء پر یہ سراسر اتہام ہے کہ ان کے فتوے کی بنیاد ذاتی بغض اور کدورت تھی، یا ہم بھی کہتے ہیں کہ مولانا داود ارشد کو ان علماء کی ذات اور ان کے خاندان کے ساتھ کوئی اللہ واسطے کا بغض وعناد ہے جس کی وجہ سے وہ یہ تہمت

لگاتے ہیں.

اور اگر مولانا داود ارشد اپنے اس بہتان پر بضد ہیں تو پھر اپنے" ثقہ راویوں" کا یہ بیان غور سے پڑھیں، قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد لکھتا ہے :

" رسالہ فتح اسلام ابھی امرتسر میں چھپ ہی رہا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اتفاقاً امرتسر پہنچے اور انہوں نے اس رسالے کے پروف مطبع ریاض ہند سے منگوا کر دیکھے، اور دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے، انہیں غصہ اس بات پر تھا کہ مجھ سے اپنے دعویٰ سے متعلق آپ نے مشورہ کیوں نہیں کیا.. "

(تاریخ احمدیت، جلد 2 صفحہ 385 طبع قادیان 2007)

لیجئے اب اگر کوئی مولانا بٹالوی مرحوم پر یہ اتہام لگائے کہ ان کے غصہ کی وجہ مذہبی یا دینی نہ تھی بلکہ چونکہ وہ مرزا قادیانی کے پرانے دوست تھے، مرزا ہر کام ان کے مشورے سے کیا کرتا تھا، لہٰذا انہیں غصہ اس بات پر آیا کہ مرزا نے اپنا دعوائے مسیحیت کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ کیوں نہیں کیا، تو آپ کو یہ بات کیسی لگے گی؟؟.

اس لیے ہمارا مولانا داود ارشد صاحب کو مشورہ ہے کہ وہ علماء لدھیانہ کی نیتوں کے اندر جھانکنے کی کوشش نہ کریں، وہ ہمیں تو دار الدعوۃ السّلفیہ کے ان کارپردازوں کی نیتوں پر حملہ آور نہ ہونے کا مشورہ دیتے ہیں جنہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کا ایک ایسا اہم حصہ حذف کر دیا جو بہت سے تاریخی حقائق کو ثابت کرتا تھا، لیکن دوسری طرف وہ خود علماء لدھیانہ کی نیتوں پر حملہ کرنے میں ذرہ برابر خوف خدا نہیں کرتے، کیا علماء کرام کی یہی شان ہوتی ہے؟

پھر مولانا داود ارشد صاحب! آپ علماء لدھیانہ کے فتوے کی بنیاد دنیاوی کدورت سمجھیں یا اس فتوے کو بے وقعت کہیں، لیکن یہ بات اپنی جگہ پتھر پر لکیر ہے کہ مرزا

قادیانی پر" اولین فتوائے تکفیر" یہی تھا، اور اس بات میں مولانا بٹالوی مرحوم ہمارے ساتھ کھڑے ہیں، اگر آپ اس حقیقت کو غلط ثابت کر سکتے ہیں تو میدان میں آئیں۔

جہاں تک مولانا داود ارشد کا یہ بیان ہے کہ " 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کی ایسی تحریرات آچکی تھیں جن میں مرزا قادیانی کو کافر لکھا گیا تھا، اور اس بات کا لدھیانوی علماء نے اپنے اشتہار میں اعتراف کیا ہے" تو عرض ہے کہ ان الفاظ میں مولانا نے نہایت ہوشیاری دکھائی ہے، یہ نہیں لکھا کہ" 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کا فتویٰ شائع ہو چکا تھا"، بلکہ لکھا ہے" اس سے پہلے مولانا بٹالوی کی ایسی تحریرات آچکی تھیں جن میں مرزا کو کافر لکھا گیا تھا"، کیونکہ مولانا کا ضمیر خوب جانتا ہے کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کا اس اشتہار سے پہلے کہیں نام ونشان نہ تھا، نیز مولانا داود ارشد یہ بھی جانتے تھے کہ بٹالوی صاحب کی ایسی تحریرات کو ثابت کرنا بھی ناممکن ہے تو بجائے مولانا بٹالوی کی ان مزعومہ تحریرات کا حوالہ دینے کے کہ مثلاً اشاعۃ السنۃ کے فلاں شمارے میں یہ تحریرات موجود ہیں، یہ لکھتے ہیں کہ" اس بات کا اعتراف علمائے لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں کیا ہے"، جبکہ یہ بھی غلط بیانی ہے، علماء لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں ہرگز یہ بات نہیں لکھی کہ" مولانا بٹالوی نے اپنے تحریرات میں مرزا کو کافر لکھ دیا ہے"، ہمارا مولانا داود ارشد کو یہ بھی چیلنج ہے کہ وہ مولانا بٹالوی کی یہ تحریرات دکھائیں کہاں ہیں؟، کیونکہ آپ بھی اسی طرح کے مطالبے ہی کرتے ہیں، مولانا بٹالوی نے ہمیں بتایا کہ علماء لدھیانہ نے مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ اس وقت دیا تھا جب وہ ابھی براہین احمدیہ کے دفاع میں مصروف تھے، تو آپ کہتے ہیں کہ " وہ فتویٰ دکھاؤ کہاں ہے"؟ مولانا بٹالوی نے لکھا کہ ان سے پہلے" علماء ہندوستان وعلماء عرب" کا مرزا کی تکفیر پر اتفاق ہو چکا تھا، آپ کہتے ہیں " یہ پروپیگنڈے کا اثر تھا"، اب آپ کا یہ حال ہے کہ علماء لدھیانہ نے صرف بٹالوی

صاحب کی ایسی تحریرات کا ذکر کیا تھا جس سے ان کا مرزا کے وکیل صفائی کے منصب کو چھوڑ کر اس کے خلاف وکیل جرح بن جانا معلوم ہوتا تھا تو آپ نے اس کا یہ مطلب نکال لیا کہ ان تحریرات سے مراد یہ ہے کہ مولانا بٹالوی نے مرزا کو کافر لکھ دیا ہے، کیا اب ہم آپ سے یہ مطالبہ حق بجانب نہیں کہ آپ مولانا بٹالوی کی وہ شائع شدہ تحریرات دکھائیں جن میں انہوں نے 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مرزا کو "کافر" لکھا ہے؟

یاد رہے! علماء لدھیانہ میں سے ایک مولانا محمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے تو اپنے اشتہار کو نقل کرنے کے بعد واضح بیان یہ دیا ہے کہ:

" کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذمہ قادیانی کی امداد سے بری کرنے کے واسطے بحث شروع کر کے فتویٰ کفر کا لگا کر علماء ہندوستان کی مواہیر اس پر ثبت کروالیں..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 34)

جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بٹالوی نے جو فتویٰ شائع کیا وہ حاصل ہی اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد کیا گیا تھا۔

اور آپ کی پانچویں غلط بیانی یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے" 29 رمضان 1308ھ سے پہلے غزنوی علماء اور مولانا محمد علی واعظ کے فتاویٰ بھی آچکے تھے"، تو مولانا داود ارشد صاحب! علماء لدھیانہ کے شائع شدہ اشتہار کا ذکر مولانا بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں کیا، اس اشتہار سے اہم اقتباسات بھی نقل کر دیے، پھر لدھیانوی علماء نے وہ مکمل اشتہار نقل بھی کر دیا، اب مولانا داود ارشد صاحب ہمت کریں اور غزنوی علماء اور محمد علی واعظ صاحب کے وہ فتوے پیش کر دیں جو علماء لدھیانہ کے 29 رمضان 1308ھ والے اشتہار سے پہلے شائع ہو چکے تھے تا کہ ہم دیکھیں کہ ان میں مرزا پر کیا فتویٰ لگایا گیا تھا؟

اس کے بعد مولانا داود ارشد صاحب یہ وضاحت کریں کہ غزنوی علماء اور مولوی محمد علی واعظ صاحب کے یہ فتوے مولانا بٹالوی کے فتوے سے بھی پہلے شائع ہو گئے تھے یا اس کے بعد؟، یا سرے سے شائع ہی نہیں ہوے؟

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ میں نے تو یہ لکھا ہے کہ غزنوی علماء اور واعظ صاحب کے فتاویٰ آچکے تھے، میں نے یہ کب لکھا کہ" وہ شائع ہو چکے تھے" تو پھر سوال ہے کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ (موافق مئی 1891ء) والا اشتہار مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کے شائع ہونے سے پہلے "شائع" ہو چکا تھا، رہی بات مرزا قادیانی پر "اولین فتوائے کفر" کی تو وہ بقول مولانا بٹالوی مرحوم، 1301ھ (موافق 1884ء) میں ہی علماء لدھیانہ کی طرف سے آچکا تھا.

دارالدعوۃ السّلفیہ کی غلطی یا سہو؟

قارئین محترم! آپ نے دیکھ لیا کہ مولانا داود ارشد بار بار اسی بات کی تکرار کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے مولانا بٹالوی سے پہلے مرزا پر فتوائے کفر نہیں دیا تھا، کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ فتویٰ تو دیا تھا لیکن اس فتوے کی بنیاد دینی و مذہبی نہیں تھی بلکہ مرزا کے ساتھ ان کی کدورت تھی، کبھی وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہاں فتویٰ تو انہوں نے دیا تھا لیکن پھر اسی زمانہ میں اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا (لیکن ان کے اس رجوع کا انکشاف اس زمانہ کے کسی آدمی پر بشمول مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی نہیں ہوا تھا، یہ الہام ڈاکٹر بہاء الدین کو ہوا یا مولانا داود ارشد کو) کبھی وہ علماء لدھیانہ کے خاندان پر "تکفیری" کی پھبتی کستے ہیں، اور کبھی انہیں بزدل ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، اور جب بات ان کے اس اشتہار کی آئی جو خود مولانا داود ارشد صاحب کے اقرار کے مطابق

29 رمضان 1308ھ کو شائع کیا گیا اور جس میں علماء لدھیانہ نے دو باتیں صراحت کے ساتھ لکھی تھیں، ایک یہ کہ انہوں نے 1301ھ میں ہی مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور دوسری یہ کہ وہ اب بھی اپنی اسی بات پر قائم ہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر و مرتد ہیں، اور یہ باتیں ان کے اشتہار سے لے کر مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اسی فتویٰ میں شائع کر دیں جسے مولانا داود ارشد صاحب اس اشتہار سے پہلے کا شائع شدہ ثابت کرنے کے چکر میں ہیں، اور مولانا بٹالوی مرحوم نے علماء لدھیانہ کی ان باتوں کی کسی قسم کی تردید نہ فرمائی، تو مولانا داود ارشد صاحب کے پاس اب کوئی عذر نہ تھا، اس ایک اشتہار سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علماء لدھیانہ نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر دیا تھا (جس کی تصدیق مولانا بٹالوی مرحوم پہلے ہی "براہین احمدیہ" پر اپنے ریویو میں کر چکے ہیں)، نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار مولانا بٹالوی مرحوم والے فتوے کی اشاعت سے پہلے آچکا تھا تبھی تو مولانا بٹالوی نے اپنے فتوے میں اس اشتہار کے اقتباسات نقل کیے، تو اب مولانا داود ارشد صاحب لگے یہ ثابت کرنے کہ فلاں فلاں غزنوی علماء وغیرہ کے فتاویٰ تو علماء لدھیانہ کے اس اشتہار سے پہلے آچکے تھے، اور وہ یہ بھول گئے کہ وہ تو مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کو "اولین فتویٰ" بتاتے ہیں، اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 31 جولائی 1891ء کے بعد کسی وقت شائع ہوا تھا، اور اس سے پہلے مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ کا اشتہار شائع ہوا تھا، اور بقول مولانا داود ارشد، غزنوی علماء اور مولانا محمد علی واعظ کے فتاویٰ اس اشتہار سے بھی پہلے آچکے تھے تو پھر بھی مولانا بٹالوی والا فتویٰ "اولین" کیسے ہوا؟؟

اس سے قارئین یہ بھی اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ لدھیانوی علماء کے اس اشتہار کی کتنی اہمیت ہے جس کا ذکر مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے فتوے میں کیا تھا اور اس

کے کچھ اہم اقتباسات نقل کر کے شائع کیے تھے، اب یہ ساری تفصیل ذہن میں رکھ کر سوچیں کہ جب مولانا بٹالوی مرحوم کا شائع کردہ فتویٰ دار الدعوۃ السّلفیہ، لاہور سے دوبارہ شائع کیا گیا تو اس سے علماء لدھیانہ کے ذکر اور ان کے اس اشتہار کے اقتباسات والا سارا حصہ حذف کر دیا گیا، تو کیا یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ کسی خاص مقصد کے تحت حذف کیا گیا تاکہ کسی کو یہ نہ پتہ چلے کہ علماء لدھیانہ نے سنہ 1301ھ (موافق 1884ء) میں مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر نہ صرف دیا تھا بلکہ اپنے اس اشتہار کی تاریخ یعنی 29 رمضان 1308ھ (موافق مئی 1891ء) تک وہ اپنے اسی فتوے پر قائم بھی تھے اور اسی اشتہار میں ایک بار پھر مرزا کے مرتد ہونے کا اعلان شائع کرتے ہیں؟

لیکن مولانا داود ارشد صاحب لکھتے ہیں :

"لہٰذا ان تاریخی حقائق کو سامنے رکھا جائے تو دار الدعوۃ السّلفیہ کی اشاعت میں جو سقط ہوا ہے، یہ کسی بد نیتی اور کتمان حق کی وجہ سے نہیں ہوا، بلکہ سہواً ایسا ہوا ہے، حقیقت حال اللہ تعالی جانتا ہے، آپ کی سرزنش کو ہم سعادت جانتے ہیں کہ آپ نے تکلیف کر کے ہماری تقصیر پر ہمیں آگاہ کیا".

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء، صفحہ 27)

ہم نہیں جانتے کہ مولانا داود ارشد صاحب کن "تاریخی حقائق" کو سامنے رکھنے کا فرما رہے ہیں؟ ان تاریخی حقائق کو جو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے بیان کیے ہیں یا اپنے ان اجتہادات و استنباطات کو وہ تاریخی حقائق بتا رہے ہیں جو انھوں نے مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کی تحریرات سے کشید کرنے کی سعی فرمائی ہے؟

جہاں تک مولانا کا یہ فرمانا ہے کہ دار الدعوۃ السّلفیہ کی اشاعت میں (جو آج سے تقریباً 34 سال پہلے کی ہے) علماء لدھیانہ کے اشتہار کے ذکر والا جو حصہ ساقط ہوا ہے

وہ کسی بدنیتی سے یا عمداً ساقط نہیں کیا گیا تھا بلکہ سہواً ایسا ہوا ہے، تو ہمیں مولانا کی اس وضاحت کے بعد اپنی بات پر اصرار نہیں، ہم مولانا کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تسلیم کیا کہ سقط بہر حال ہوا ہے اور اس سقط کی وجہ سے مرزا قادیانی کے خلاف دیے جانے والے فتاوائے تکفیر کے واقعاتی اور تاریخی تسلسل پر کچھ حضرات نے دھول ڈالنے کی کوشش کی، اگر یہ سقط نہ ہوتا تو آج سے 34 سال پہلے ہی بات واضح ہو جاتی۔

لیکن ہمیں بھی مولانا سے یہ شکوہ ہے کہ ہم یہ ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ ان جیسے تاریخ ختم نبوت پر نظر رکھنے والے آدمی کو اس "سقط" کا علم اب 2020ء میں ہوا ہے، انہیں یقیناً اس بات کا علم بہت پہلے ہو چکا ہوگا، تو کیا آج تک انہوں نے یا ان کے ادارہ نے اس سقط پر کوئی اعتذار شائع کیا؟ اگر نہیں کیا تو اب ہماری گذارش ہے کہ وہ یہ اعتذار شائع کر دیں کہ فتویٰ کی اشاعت میں یہ سقط ہو گیا تھا اور پھر وہ عبارت بھی نقل کر دیں جو ساقط ہوئی تھی تاکہ آئندہ کوئی اس ادارہ کے ذمہ داروں کی نیت پر اس بات کو لے کر اعتراض نہ کرے۔

مولانا داود ارشد صاحب نے یہ بھی بتایا ہے کہ:

"بات دراصل یہ ہے کہ اس متفقہ فتوے کی اشاعت نومبر 1986ء میں ہوئی، اور ان دنوں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ شدید علیل تھے"۔

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء، صفحہ 28)

تو عرض ہے کہ مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ نے کہیں بھی مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کا نام نہیں لیا کہ یہ کام انہوں نے کیا ہے، اور اب تو ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ غلطی ان لوگوں سے سرزد ہوئی ہوگی جن کے ذمہ اس فتویٰ کی اشاعت لگائی گئی ہوگی، اور چونکہ مولانا رحمہ اللہ، ان دنوں شدید علیل تھے تو ہمارا حسن ظن ہے کہ انہیں اس پر نظر ثانی کا موقع نہ

ملا ہوگا، لہٰذا مولانا داود ارشد صاحب کا خوامخواہ یہ باور کروانا کہ جیسے مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ نے مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی ذات پر خیانت کا الزام لگایا ہے یہ درست نہیں، ادارے اور شخصیات الگ الگ چیز کا نام ہے۔

نیز ہم مولانا داود ارشد کی اس بات سے بھی ہرگز اتفاق نہیں کرتے کہ دار الدعوۃ السّلفیہ کی اشاعت کو اگر کسی نے کہیں نقل کیا ہے اور بعد میں اس کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس میں سقط تھا اور وہ شخص ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات شائع کرے کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے تو اس پر غصہ کا اظہار کیا جائے، مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب حفظہ اللہ نے جو کیا وہ بالکل درست کیا، انہوں نے مولانا اللہ وسایا صاحب کی توجہ جس بات کی طرف دلائی وہ ایک حقیقت تھی، اور نہ ہی یہ بات درست ہے کہ مولانا اللہ وسایا صاحب اعتدال سے باہر ہوئے، انہوں نے وہی لکھا جو مولانا بٹالوی مرحوم نے لکھا تھا، حقیقت یہی ہے کہ دار الدعوۃ السّلفیہ کی اشاعت میں ہونے والے اس سقط کی وجہ سے (یہ سقط عمداً ہوا ہو یا سہواً) ایک بہت بڑی تاریخی حقیقت پر پردہ ڈل گیا جس کی وجہ سے بہت سے حضرات نے ثابت شدہ تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کی کوشش کی، حتی کہ مولانا اللہ وسایا صاحب جیسا جہاں دیدہ آدمی بھی دھوکہ کھا گیا اور لکھ بیٹھا کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے باقاعدہ شائع ہونے والا فتوائے کفر مولانا بٹالوی والا تھا، کیونکہ انہوں نے دار الدعوۃ السّلفیہ والی اشاعت پر اعتماد کیا تھا، لیکن اب اس میں ہونے والا "سقط" سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے علماء لدھیانہ کا اشتہار شائع ہو چکا تھا جس میں مرزا پر فتوائے کفر موجود تھا۔

باقی مولانا داود ارشد صاحب کا یہ عذر کہ مولانا بٹالوی والے فتویٰ کی نئی اشاعت میں فتویٰ کے آخر سے جو تقریباً ڈیڑھ صفحہ حذف شدہ ہے اس میں صرف علماء لدھیانہ کے

فتویٰ اور اشتہار کا ہی ذکر تو نہیں تھا بلکہ اس کے بعد ایک اور فتویٰ اور عبارت (میر عباس علی لدھیانوی کی تحریر سے متعلق. ناقل) بھی تھی تو اگر یہ کام صرف علماء لدھیانہ کے فتویٰ کو چھپانے کے لیے کیا جاتا تو صرف ان سے متعلقہ حصہ ہی ساقط کیا جاتا، اس کے بعد والا حصہ کیوں ساقط ہوا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کام عمداً نہیں کیا گیا بلکہ سہواً ایسا ہوا ہے۔

(ملخصاً :الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021ء، صفحہ 28و29)

تو اس پر عرض ہے کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ چونکہ یہ حذف شدہ ڈیڑھ صفحہ مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے کا بالکل آخری حصہ تھا، اور اس حصہ کا عنوان مولانا بٹالوی مرحوم نے یوں لکھا تھا "بعض علماء وصوفیاء لودھانہ" اور پھر اس عنوان کے تحت علماء میں "مولانا محمد، مولانا عبد اللہ اور مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم" کے فتویٰ اور اشتہار کا ذکر کیا جبکہ صوفیاء میں "میر عباس علی صوفی" کا ذکر کیا اور ان کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ "وہ مولوی نہیں کہلاتے"، اس لئے یہ حصہ ساقط کرنے والے نے سوچا کہ چونکہ مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ اور صوفی میر عباس علی کا ذکر ایک ہی عنوان کے تحت کیا ہے تو اگر میں نے صرف علماء لدھیانہ سے متعلقہ حصہ حذف کیا اور صوفی صاحب کے ذکر والا حصہ باقی رکھا تو ہر پڑھنے والا ضرور سوچے گا کہ مولانا بٹالوی نے تو عنوان میں "بعض علماء وصوفیاء لودھانہ" لکھا تھا، نیز آپ نے صوفی میر عباس علی کے بارے میں یہ بھی صراحت کردی کہ "وہ مولوی نہیں کہلاتے" تو پھر وہ "بعض علماء لدھیانہ" کون تھے جن کا ذکر عنوان میں ہے؟ تو یوں بات کھلنے کا اندیشہ تھا اس لئے "لدھیانہ سے متعلق" پورا حصہ ہی اڑا دو۔

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ "سہو" بھی کوئی ڈھنگ کا ہو تو بندہ اس پر غور کرے، مثلاً اشاعۃ السنۃ کی جس پرانی فائل سے فتویٰ نقل کیا گیا اس کا آخری ورق موجود نہ ہو اور اس ضائع شدہ ورق (یعنی دو صفحوں) پر "علماء وصوفیاء لدھیانہ" سے متعلق حصہ تھا جو رہ گیا ہو،

لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ مولانا بٹالوی والے فتویٰ کے آخری صفحے سے پہلے صفحہ کا آدھا حصہ نئی اشاعت میں نقل بھی کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری ورق صحیح سلامت موجود تھا، نقل کرنے والے نے آخر سے پہلے صفحے کا نصف حصہ نقل بھی کیا لیکن دوسرا نصف حصہ اور آخری مکمل صفحہ چھوڑ دیا۔

اور پھر یہی نہیں کہ نئی اشاعت یہیں ختم کردی گئی تھی، بلکہ اس اشاعت میں مولانا بٹالوی والے فتوے کے بعد دو مزید فتوے بھی نقل کیے گئے ہیں (دیکھیں: دارالدعوۃ السّلفیہ کا شائع کردہ فتویٰ، صفحہ 163 ومابعد)۔

اب بھی مولانا داود ارشد صاحب یہی فرماتے ہیں کہ یہ سب "سہو" تھا تو ہم نے پہلے بھی عرض کردیا ہے کہ ہم تسلیم کرلیتے ہیں، لیکن مولانا کا اس بات کو لے کر مولانا عبدالحکیم نعمانی حفظہ اللہ پر طعن و تشنیع کرنے اور اس پر سیخ پا ہونے کا بھی کوئی معقول جواز نہیں کیونکہ انہوں نے اس غلطی یا بقول آپ کے "سہو" پر مطلع کرکے کوئی گناہ نہیں کیا۔

نوٹ: مولانا بٹالوی نے جو اپنے فتوے کے آخر میں میر عباس علی لدھیانوی کا ذکر کیا ہے تو یہاں اپنے فتویٰ سے متعلق ان کی رائے یا ان کے کسی فتویٰ کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کی مرزا قادیانی سے متعلق کہیں اور شائع ہونے والی ایک تحریر کا ذکر کیا ہے جس میں میر عباس صاحب نے مرزا قادیانی کو "نیچری" بتایا ہے اور مولانا بٹالوی نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ میر عباس لدھیانوی پہلے مرزا قادیانی کے معتقد تھے۔

"اشاعۃ السنۃ" کے شماروں سے متعلق ایک ضروری تنبیہ

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" سنہ 1891ء میں شائع ہوئیں، اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ

انہی کتابوں کی اشاعت کے بعد ہی ان کتابوں میں لکھے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی وجہ سے مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا قادیانی کے خلاف لکھنا شروع کیا اور اسی سلسلے میں ان دونوں کے درمیان جولائی 1891ء کے آخر میں "مباحثہ لدھیانہ" ہوا، اور اس مباحثے کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے خلاف اس کی انہی مذکورہ تین کتابوں کی عبارات کو لے کر ایک استفتاء ترتیب دیا اور پھر اس استفتاء پر مولانا سید نذیر حسین دہلوی مرحوم نے اپنا فتویٰ تحریر کیا، اور اسی فتویٰ پر دوسرے علماء کی تائیدات وتصدیقات حاصل کرنے کے بعد مولانا بٹالوی نے اسے اپنے پرچے "اشاعۃ السنۃ" جلد 13 کے چھ نمبروں (4، 5، 6، 7، 11 اور 12) میں ایک ساتھ شائع کیا، لیکن اس کے ٹائٹل پر ہمیں جو سال لکھا نظر آتا ہے وہ "1890ء" ہے۔

اس سے یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ 1890ء میں شائع ہوا تھا، لیکن جب ہم اس "اشاعۃ السنۃ" کو کھولتے ہیں اور مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے کی تمہید پڑھتے ہیں تو اس میں ہمیں مرزا کی کتابوں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" کا ذکر ملتا ہے، نیز یہ بھی ملتا ہے کہ مرزا نے 26 مارچ 1891ء کو علماء اسلام کو مباحثے کی دعوت دی تھی، نیز مولانا بٹالوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے اس فتوے کے حصول کے لئے استفتاء مرزا کے ساتھ "مباحثہ لدھیانہ" ختم ہونے کے بعد لکھا تھا، تو آدمی سوچتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ فتویٰ تو 1891ء کے آخر میں حاصل کیا گیا اور اسے شائع ایک سال قبل "اشاعۃ السنۃ" کے 1890ء کے شماروں میں کیا گیا؟

ہم نے بھی اس پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ غالباً مولانا بٹالوی مرحوم اپنے اشاعۃ السنۃ کے شماروں (نمبروں) کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے ایسا کیا کرتے تھے، اب اسی فتوے والی اشاعت کو لے لیں، معلوم ہوتا ہے کہ اشاعۃ السنۃ کی سنہ 1890ء کی جلد

کے چھ نمبر (4، 5، 6، 7، 11 اور 12) پہلے شائع نہیں ہوئے تھے، تو جب مولانا نے آئندہ سال یہ فتویٰ مرتب کیا تو انہیں انہی سابقہ سال کے چھ نمبروں کا عنوان دے کر شائع کر دیا تا کہ سابقہ جلد مکمل ہو جائے اور جن خریداروں نے پورے سال کے شماروں کی قیمت ادا کر دی تھی ان کا نقصان بھی نہ ہو۔

چنانچہ جب ہم "اشاعۃ السنۃ" کی جلد 14 کے نمبر 1 تا 4 کا سرورق دیکھتے ہیں تو اس پر سنہ 1891ء لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "اس دفعہ کی اشاعت میں تین جداگانہ مضمون نکلے ہیں" اور ان تین مضامین میں تیسرا مضمون "فتویٰ علماء پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان" لکھا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ یہ مضمون جلد 13 کے چھ نمبروں (4، 5، 6، 7، 11 اور 12) میں چھپا ہے، اور پھر اس کی قیمت بھی لکھی ہے، جس سے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ اس فتویٰ کے لئے اگرچہ جلد 13 کے چھ نمبر مخصوص کیے گئے لیکن اس کی اشاعت 1891ء یا 1892ء میں کی گئی۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" سنہ 1891ء میں شائع ہوئی تھیں، مولانا بٹالوی مرحوم نے فتوے کی اشاعت سے پہلے ان تینوں کتابوں پر ریویو (تبصرہ) لکھنا شروع کیا تھا، یہ ریویو اشاعۃ السنۃ کی جلد 12 کے نمبر 12 سے شائع ہونا شروع ہوا، مولانا نے اس ریویو کی ابتداء اپنی طرف سے مرزا کو لکھے ایک خط سے کی ہے جس پر تاریخ لکھی ہے" 31 جنوری 1891ء (دیکھیں :اشاعۃ السنۃ، جلد 12 نمبر 12 صفحہ 353 و354) اور اشاعۃ السنۃ کی جلد 12 کے ٹائٹل پر سنہ دیکھیں تو 1889ء لکھی ہے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے 1891ء میں شائع ہونے والی مرزا کی کتابوں پر ریویو 1889ء میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہم پہلے مولانا داود ارشد صاحب کے "مرجع" ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کا ایک حوالہ نقل کر آئے ہیں جس میں انہوں نے (اپنے زعم میں) تحریک ختم نبوت کی ابتداء 31 جنوری 1891ء تا 13 مارچ 1891ء مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کی درمیان ہونے والی ایک خط و کتابت کو بتایا ہے، اور پھر یوں لکھا ہے :

"یہ خط و کتابت جو ہمارے نزدیک برصغیر پاک و ہند میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہے حضرت بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنۃ کی 1891ء کی جلد میں موجود ہے".

(تحریک ختم نبوت، جلد 1 صفحہ 33 تا 35)

غور کریں! ڈاکٹر بہاء الدین صاحب لکھ رہے ہیں کہ "یہ خط و کتابت اشاعۃ السنۃ کی 1891ء کی جلد میں موجود ہے"، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خط و کتابت اشاعۃ السنۃ کی جلد 12 نمبر 12 میں ہے، اور اس جلد پر سال 1889ء لکھا ہوا ہے.

یہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے کہ مورخہ 31 جنوری 1891ء کو مرزا قادیانی کی طرف لکھے گئے اس خط کی ابتداء مولانا بٹالوی نے یوں کی ہے :

"مکرمی جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا رسالہ فتح اسلام امرتسر میں چھپ رہا تھا کہ میں اتفاقاً امرتسر پہنچا، اور میں نے اس رسالہ کے پروف مطبع ریاض ہند سے منگوا کر ان کو دیکھا اور پڑھوا کر سنا.... الخ".

(اشاعۃ السنۃ، جلد 12 نمبر 12، صفحہ 354)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ 31 جنوری 1891ء کو لکھا جانے والا خط جب لکھا گیا تھا تو اس وقت تک مرزا کی کتاب "فتح اسلام" ابھی چھپی بھی نہیں تھی اور مولانا

بٹالوی نے اس کے صرف پروف دیکھ کر ہی مرزا کو خط لکھا تھا، لہٰذا اب بھی اگر مولانا داود ارشد صاحب یہی سمجھتے ہیں کہ مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ فتویٰ 1890ء میں ہی شائع ہو چکا تھا تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟، لیکن پھر انہیں اس بات کا جواب دینا ہوگا کہ 31 جنوری 1891ء کے اس خط میں مولانا بٹالوی جس طرح مرزا قادیانی کو مخاطب کر رہے ہیں کیا ایک کافر و مرتد کو اس طرح مخاطب کیا جاتا ہے؟

اس کی تیسری مثال یہ ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا کی طرف سے 26 مارچ 1891ء کو شائع ہونے والے اشتہار کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں یہ اشتہار 29 مارچ 1891ء کو ملا تھا، اور یہ بات مولانا بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ جلد 12 نمبر 12 کے صفحہ 387 پر لکھی ہے (جبکہ اشاعۃ السنۃ کی جلد 12 کا سال 1889ء ہے)، اور پھر مولانا نے مرزا کے اس 26 مارچ 1891ء والے اشتہار کا جواب لکھنا شروع کیا ہے اور جلد 12 ختم کر دی ہے، اب اشاعۃ السنۃ کی اگلی جلد کے پہلے نمبر (یعنی جلد 13 نمبر 1) کے صفحہ 5 پر عنوان لکھا ہے "بقیہ گفتگو.. تتمہ جواب اشتہار 26 مارچ 1891ء"، لیکن اس "اشاعۃ السنۃ" کے ٹائٹل پر بھی سنہ 1890ء لکھا ہوا ہے.. جس سے یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ جیسے 26 مارچ 1891ء والے مرزا کے اشتہار کا جواب اس سے ایک سال پہلے ہی مولانا بٹالوی لکھ رہے ہیں. جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا بٹالوی اپنے پرچے کے سابقہ شائع نہ ہونے والے شماروں کا تسلسل برقرار رکھنے اور سابقہ جلدیں مکمل کرنے کے لئے ایسا کیا کرتے تھے.

غالباً مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ کو بھی اشاعۃ السنۃ کے اس شمارے کے ٹائٹل سے ہی ایک آدھ جگہ غلطی لگ گئی جس میں مولانا بٹالوی نے اپنا مرتب کردہ فتویٰ شائع کیا تھا اور ٹائٹل پر" سنہ 1890ء" لکھ دیا تھا تا کہ سابقہ سال کے شمارے مکمل ہو جائیں اور

مولانا داود ارشد نے اس بات کو لے کر یہ ثابت کرنا شروع کر دیا کہ مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ فتویٰ 1890ء میں شائع ہوا تھا.

پس نوشت نوٹ

یہاں تک بندہ مولانا داود ارشد صاحب کے مضمون کی آٹھ قسطوں پر تبصرہ مکمل کر چکا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ کب مولانا کے مضمون کی آئندہ اقساط شائع ہوں تو ان پر بھی تبصرہ مکمل کر کے اپنے اس جوابی مضمون کا اختتام کیا جائے، تو آخر کار "الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء" میں ان کے مضمون کی قسط نمبر 9 شائع ہو گئی جس کے ساتھ یہ بھی اعلان تھا کہ یہ آخری قسط ہے، اس قسط میں مولانا داود ارشد صاحب نے "ایک لغزش کی تلافی" کا عنوان دے کر اس بات کی صراحت خود ہی فرما دی ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ سنہ 1890ء میں نہیں بلکہ "مباحثہ لدھیانہ" کے بعد سنہ 1892ء کی پہلی سہ ماہی میں شائع ہوا تھا اور پھر مولانا داود ارشد صاحب نے اس بات کے لئے "اشاعۃ السنۃ، جلد 14 نمبر 1، صفحہ 2" کا وہ حوالہ ہی دیا ہے جو ہم ان کے مضمون کی آٹھویں قسط پر لکھے گئے اپنے تبصرہ میں نقل کر چکے تھے، نیز انہوں نے ہماری اس بات سے بھی اتفاق کیا ہے کہ مولانا بٹالوی اپنے رسالے کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے سابقہ تاریخیں ڈال دیا کرتے تھے جبکہ ان میں جو تحریرات شائع کی جاتی تھیں وہ بعد کی ہوتی تھیں (الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 14) فللہ الحمد .. ہم مولانا کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی لغزش کا علم ہونے پر اگلی ہی قسط میں اس کی تلافی کر دی، اگرچہ مولانا نے بڑی باریکی سے یہ باور کروایا ہے کہ یہ غلطی مولانا اللہ وسایا صاحب سے ہوئی تھی (جس کی "تلافی" نہ جانے وہ کیوں کر رہے ہیں؟)، جبکہ آٹھویں قسط میں مولانا

داود ارشد نے اسی غلطی پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی تھی، اس لئے ہم افادہ عام کے لئے ان کی قسط نمبر آٹھ پر لکھا ہوا اپنا مضمون بغیر کسی تبدیلی یا حذف کے اسی طرح رکھیں گے تا کہ آئندہ کسی کو اشاعۃ السنۃ کے شماروں پر لکھے سال دیکھ کر اس قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔

پھر وہی پرانی باتیں، وہی پرانے افسانے

اب ہم آتے ہیں مولانا داود ارشد صاحب کے مضمون کی نویں اور آخری قسط کی طرف۔

قارئین محترم! جیسا کہ ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ اصل زیر بحث موضوع یہ تھا کہ :

1) سب سے پہلے (1884ء) میں مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ علماء لدھیانہ نے دیا تھا، اور یہ بات مولانا بٹالوی مرحوم نے براہین احمدیہ پر اپنے تائیدی ریویو میں صراحت کے ساتھ لکھی تھی۔

2) مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے سے پہلے علماء لدھیانہ نے مورخہ 29 رمضان 1308ھ (موافق مئی 1891ء) کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے بھی صراحت کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے 1301ھ (موافق 1884ء) میں ہی یہ فتویٰ جاری کر دیا تھا کہ مرزا قادیانی کافر ہے اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے۔

3) جب مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنا مرتب کردہ فتویٰ (بقول مولانا داود ارشد) 1892ء میں شائع کیا تو اس میں علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کا بھی ذکر کیا اور اس کے کچھ اہم اقتباسات اس میں نقل کیے، اور علماء لدھیانہ کی طرف سے اس اشتہار میں لکھی کسی بات کی تردید نہیں کی۔

4) جب مولانا بٹالوی کا یہی فتویٰ پہلی اشاعت کے تقریباً 94 سال بعد دوبارہ لاہور کے

ایک ادارہ نے شائع کیا تو اس میں سے وہ حصہ نکال دیا گیا جس میں علماء لدھیانہ کے اشتہار کا ذکر اور اس کے اقتباسات نقل کیے گئے تھے۔

5) اسی طرح مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے فتویٰ کا جو عنوان لکھا تھا، وہ عنوان بھی نئی اشاعت میں تبدیل کر دیا گیا۔

ان تمام باتوں کا تعلق صرف "تاریخی واقعات" اور ان کی ترتیب سے ہے، ورنہ اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ ایک وقت آیا کہ دوسرے علماء بھی بشمول مولانا محمد حسین بٹالوی، مرزا قادیانی کی تکفیر پر متفق ہو گئے تھے، لیکن ہمیں حیرت ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب بجائے تاریخی واقعات کی درست ترتیب تسلیم کرنے کے اسے اپنے مسلک اور اپنے اکابر کی حرمت کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔

بھائی اس بات کا کس نے انکار کیا ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا قادیانی کے خلاف بڑی محنت کر کے فتوائے کفر حاصل کیا تھا اور پھر دور دراز کے سفر کر کے علماء اسلام کی تائیدات حاصل کی تھیں؟

یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ 1301ھ (1884ء) میں علماء لدھیانہ نے جو مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا تھا وہ تمام علماء کا متفقہ فتویٰ تھا؟

کس نے کہا ہے کہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے ساتھ "مباحثہ لدھیانہ" نہیں کیا تھا؟

کس نے کہا ہے کہ سنہ 1903ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم، قادیان نہیں گئے تھے؟

کس نے کہا ہے کہ میاں عبد الحق غزنوی مرحوم نے مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج نہیں کیا تھا؟، اور کس نے ان کے مرزا قادیانی کے ساتھ مئی 1893ء میں ہونے

والے مباہلے کا انکار کیا ہے؟

نوٹ : ہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب، مرزا کے جس مکتوب 9 فروری 1891ء کے حوالے سے یہ بات لکھتے ہیں کہ" مولانا عبدالحق نے مرزا کو اس کے کافر ہونے پر دعوت مباہلہ دی تھی" (الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021، صفحہ 10)، یہ مولانا داود ارشد صاحب کی غلط بیانی ہے، مرزا کے اس مکتوب میں میاں عبدالحق کی طرف سے اسے" کافر" کہنے کا کوئی ذکر نہیں، صرف یہ ذکر ہے کہ" وہ اپنے الہام سے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ عاجز جہنمی ہے" اس پر ہم پہلے عرض کر آئے ہیں، ہم یہاں مولانا داود ارشد صاحب سے ہرگز یہ نہیں پوچھیں گے کہ غیر نبی کا کسی کو اپنے" الہام" کی بنا پر جہنمی کہنا اور پھر اس پر مباہلہ کا چیلنج دینا اس کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

دوسرا مولانا داود ارشد صاحب نے انتہائی چالاکی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم اور مرزا قادیانی کے درمیان مئی 1893ء میں ہونے والا مباہلہ، میاں عبدالحق غزنوی صاحب کی طرف سے فروری 1891ء میں دی گئی دعوت مباہلہ کی بنیاد پر تھا، یہ بات بھی درست نہیں، ہم اس کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ 1893ء میں ہونے والے اس مباہلہ کی بنیاد میاں عبدالحق غزنوی کا وہ اشتہار تھا جو انہوں نے 26 شوال 1310ھ کو شائع کیا تھا، مرزا قادیانی نے یہ پورا اشتہار اپنے جوابی اشتہار کے حاشیہ میں نقل کیا ہے (دیکھیں : مجموعہ اشتہارات مرزا، جلد 1 صفحہ 344 تا 347، دو جلدوں والا ایڈیشن)، اور مولانا داود ارشد صاحب کے علم میں اضافے کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم نے اپنے اس اشتہار میں مرزا کو یاد دلایا ہے کہ تمہیں فلاں فلاں لوگوں نے مباحثہ اور مقابلہ کے لیے بلایا لیکن تم

سامنے نہ آئے، ان میں دوسرے نمبر پر انہوں نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے اشتہار مورخہ 26 مارچ 1891ء کا بھی ذکر کیا ہے، اور آٹھویں نمبر پر علماء لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) کا بھی ذکر کیا ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی نے اس اشتہار میں اپنے "فروری 1891ء" والے کسی اشتہار یا دعوت مباہلہ کا ذکر نہیں کیا جو مولانا داود ارشد صاحب مرزا قادیانی کے ایک خط کے حوالے سے بار بار اچھالتے ہیں، یاد رہے میاں عبدالحق غزنوی مرحوم نے اپنے اس 1893ء والے اشتہار میں مباہلہ کا عنوان لکھا تھا کہ" مناظرہ اس بات پر ہوگا کہ تم اور تمہارے سب اتباع دجالین، کذابین، ملاحدہ اور زنادقہ باطنیہ ہیں"، مولانا داود ارشد نے لکھا ہے کہ " مباہلہ اس بات پر طے پایا کہ مرزا قادیانی کافر، دجال، بے دین، اللہ تعالی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور اس کی کتابوں میں کفریات ہیں" (الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 10) یہ الفاظ ہمیں میاں عبدالحق صاحب کے اشتہار میں نہیں ملے، بلکہ یہ الفاظ مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور اشتہار میں لکھے تھے جس میں اس نے یہ اعلان کیا کہ لوگ اس مباحلہ میں آمین کہنے کے لئے عیدگاہ امرتسر آئیں (مجموعہ اشتہارات مرزا، ج 1 ص 349).

نیز مولانا داود ارشد نے بات کو گھما پھرا کر آخر یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ:

" مولانا غزنوی کا مرزا کو کافر و دجال کہہ کر مباہلے کا چیلنج دینا لدھیانوی اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے پہلے کا ہے"

(الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 10)

ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ ہم میاں عبدالحق غزنوی مرحوم کا وہ اشتہار دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو مولانا داود ارشد کے بقول لدھیانوی علماء کے مذکورہ اشتہار سے پہلے شائع ہوا تھا

اور جس میں غزنوی صاحب نے مرزا کو "کافر و دجال" لکھا تھا، اگر ایسا کوئی شائع شدہ اشتہار پیش کر دیا جائے تو ہم اس بات کو تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کریں گے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ ابھی تک مولانا داود ارشد نے صرف مرزا کا مکتوب مورّخہ 9 فروری 1891ء ہی حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے لیکن اس مکتوب میں "کافر و دجال" کے الفاظ ہمیں نہیں ملے۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ مورخہ 12 اپریل 1891ء کو بھی مرزا نے میاں عبدالحق غزنوی مرحوم کے جواب میں بعنوان "مباہلہ کے اشتہار کا جواب" ایک اشتہار جاری کیا تھا، اس اشتہار کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک میاں عبدالحق غزنوی نے مرزا کو "کافر" نہیں کہا تھا، کیونکہ مرزا لکھتا ہے کہ:

"اس عاجز نے جواب لکھا تھا کہ مسلمانوں کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کرنا عندالشرع ہرگز جائز نہیں..."

آگے اسی اشتہار میں لکھتا ہے کہ:

"اس کے جواب میں میاں عبدالحق صاحب اپنے دوسرے اشتہار میں اس عاجز کو یہ لکھتے ہیں کہ اگر مباہلہ مسلمانوں سے بوجہ اختلاف جزئیہ جائز نہیں تو پھر تم نے مولوی محمد اسماعیل سے رسالہ فتح اسلام میں کیوں مباہلہ کی درخواست کی، سو انہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ درخواست کسی جزئی اختلاف کی بناء پر نہیں بلکہ اس افتراء کا جواب ہے جو انہوں نے عمداً کیا...."

(مجموعہ اشتہارات مرزا، جلد 1 صفحہ 180 تا 183)

الغرض! ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مولانا داود ارشد نے اپنے مضمون کی آخری قسط "اوّلیات اہل حدیث" جیسے عنوان سے کیوں شروع کی؟

مولانا! جو آپ کے مسلک کی اوّلیات ہیں ان کا نہ کسی نے انکار کیا ہے اور نہ ہی یہ ہمارا زیر بحث موضوع ہے، پھر آپ خوامخواہ اس بحث کو "مسلکی" رنگ کیوں دینا چاہتے ہیں؟، آپ اپنی "اوّلیات" کو سنبھال رکھیں ہمیں ان سے کوئی مسئلہ نہیں، لیکن ہماری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ خدارا! آپ ان "اوّلیات" کو بھی قبول کریں جو آپ کے مسلک کے علاوہ دوسرے مسالک کے لوگوں کی ہیں اور اپنا سارا زور ان کی "اوّلیات" میں کیڑے نکالنے پر صرف کرنے کے بجائے کسی تعمیری کام پر خرچ کریں.

کیا مرزا قادیانی سچا ہے اور علماء لدھیانہ جھوٹے ہیں؟

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ مولانا داود ارشد صاحب نے ایک بار پھر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ علماء لدھیانہ نے 29 رمضان 1308ھ والا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک اور ان کے کہنے سے شائع کیا تھا، دوبارہ مرزا قادیانی کی تحریر پیش کی ہے اور پھر لکھا ہے:

> " مرزا کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ علماء لدھیانہ نے جو اشتہار 29 رمضان 1308ھ کو شایع کیا تھا، وہ مولانا بٹالوی کے کہنے پر لکھا تھا.... بلاشبہ مرزا کذاب، مگر کذاب بھی کبھی کبھار سچ بول دیا کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((انہ صدقك وھو کذوب)) صحیح بخاری، رقم 2311، اس نے تجھ سے سچ بولا، مگر ہے وہ کذاب.."

(ملخصاً: الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021، صفحہ 11)

ہم اس پر مفصل تبصرہ پہلے کر آئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ جس طرح کے تعلقات مولانا بٹالوی اور علماء لدھیانہ کے اس وقت تھے ان حالات میں یہ ناممکن تھا کہ مولانا بٹالوی ان حضرات کو کوئی مشورہ دینے کی پوزیشن میں ہوں، نیز علماء لدھیانہ نے خود

جس طرح فتاویٰ قادریہ میں مولانا بٹالوی کا ذکر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو مولانا بٹالوی کے ساتھ ملاقات کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے تھے، لیکن تعجب ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب مرزا قادیانی کو کذاب اور جھوٹا تسلیم کرتے ہوئے اس کی اس بات کو سچ ثابت کرنے پر بضد ہیں۔

ہم اپنا سوال پھر دہراتے ہیں کہ اب جب خود مولانا داود ارشد صاحب یہ تسلیم کر چکے کہ مولانا بٹالوی نے اپنا فتویٰ سنہ 1892ء میں شائع کیا تھا، اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنا اشتہار جس میں مرزا کو "کافر" لکھا تھا، مئی 1891ء میں شائع کیا تھا، تو پھر "کشف الغطاء" کی اس تحریر میں جو مولانا داود ارشد نے اپنے مرکزی گواہ مرزا قادیانی کی پیش کی ہے یہ بھی لکھا ہے کہ "اس اشتہار کی پشت پر مولانا بٹالوی کا وہ فتویٰ بھی لکھا تھا جس پر انہوں نے بہت سے مولویوں کے دستخط لیے تھے"، تو کیا مولانا داود ارشد صاحب کے "سچے" گواہ کے اس بیان سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مولانا بٹالوی کا فتویٰ 29 رمضان 1891ء سے پہلے آچکا تھا، تبھی تو علماء لدھیانہ کے اشتہار کی پشت پر وہ درج تھا؟؟

اور اگر مولانا داود ارشد صاحب کے نزدیک یہ کہنا ان کے مسلک کی توہین ہے کہ علماء لدھیانہ نے مولانا بٹالوی کی تحریک اور حکم کے بغیر اشتہار شائع کیا تھا تو چلیں ہم آپ کی خوشی کی خاطر یہ خلاف حقیقت بات بھی مان لیتے ہیں، تو کیا پھر یہ حقیقت تبدیل ہو جائے گی کہ "مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے علماء لدھانہ کا وہ اشتہار شائع ہو چکا تھا جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو صراحت کے ساتھ کافر لکھا تھا"؟، کیا پھر اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ علماء لدھیانہ کا مرزا قادیانی پر فتوائے کفر مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع ہو گیا تھا؟

پھر آپ نے یہ عجیب بچگانہ دلیل پیش کی ہے کہ:

"چونکہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے اشتہار کے جواب میں اپنا اشتہار چار پانچ دن کے وقفہ کے بعد شائع کیا تھا، لہٰذا ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ اشتہار مولانا بٹالوی کے کہنے سے شائع کیا تھا".

(ملخصاً: الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 11)

تو مولانا! یہ تو ایسی ہی دلیل ہے جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابیں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" سنہ 1891ء کے شروع میں شائع کر دی تھیں، لیکن مولانا بٹالوی نے اس کے خلاف فتوائے کفر کوئی سال بھر بعد سنہ 1892ء میں شائع کیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ انہوں نے علماء لدھیانہ کی تحریک سے یہ فتویٰ شائع کیا تھا، جبکہ علماء لدھیانہ نے یہ لکھا بھی ہے کہ:

"... اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماء ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں، اتفاق کر لیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہ ہے کہ قادیانی کی امداد سے دست بردار ہو کر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 29و30 طبع جدید)

نیز مولانا محمد لدھیانوی نے اپنا اشتہار نقل کرنے کے بعد لکھا تھا:

"کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذمہ قادیانی کی امداد سے بری کرنے کے واسطے بحث شروع کر کے فتویٰ کفر کا لگا کر علماء ہندوستان کی مواہیر اس پر ثبت کروالیں...".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 34)

مولانا! آپ نے مرزا قادیانی کی بات کو تو "سچ" لکھ دیا اور اس پر صحیح بخاری کی حدیث بھی پیش کردی.. انا للہ وانا الیہ راجعون... لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ علماء لدھیانہ کی بات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں؟ بلکہ آپ تو مولانا بٹالوی کی بات کو بھی "پروپیگنڈے" کا اثر قرار دیتے ہیں؟، پھر آپ مرزا قادیانی کے ان بیانات کو کیوں سچ نہیں سمجھتے جن میں وہ بتاتا ہے کہ میرے دعووں کی بنیاد تو براہین احمدیہ میں لکھے میرے الہامات ہی ہیں، مثلاً لکھتا ہے:

> اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے (یعنی براہین احمدیہ میں درج الہامات. ناقل) اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں، اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے"

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 369)

ہمیں تو یہ بات جان کر مزید خوشی ہوگی اگر یہ ثابت ہوجائے کہ علماء لدھیانہ نے 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) والا اشتہار جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ "ہم نے تو 1301ھ (1884ء) میں ہی مرزا کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی کہنا ہے"، مولانا بٹالوی کے کہنے اور ان کی تحریک پر شائع کیا تھا، ظاہر ہے اس اشتہار میں جتنی باتیں لکھی گئی ہیں وہ سب بھی مولانا بٹالوی کے مشورے اور تحریک سے ہی لکھی گئی ہوں گی، تو یوں علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار مولانا بٹالوی اور علماء لدھیانہ دونوں کا "متفقہ" موقف اور فتویٰ ہوا، کیا مولانا داود ارشد اس بات سے متفق ہیں؟

اور آپ یہاں ایک بار پھر علماء لدھیانہ پر اپنے غیض و غضب اور طنز کے تیر برساتے ہوئے لکھتے ہیں :

" یہ تو بزعم خود لدھیانہ کے مفتی اور گدی نشین اور صاحبزادے تھے اور أنا ولا غيري کا بھوت بھی ان پر سوار تھا، اپنے علم و فضل کے بالمقابل دیوبندی مفتی شاہ دین اور نور احمد تو کجا، مولانا رشید احمد گنگوہی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے..."

(الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 11)

مولانا داود ارشد صاحب! پہلے آپ نے یہ افسانہ گھڑا تھا کہ "علماء لدھیانہ تو دیوبندی تھے اور انہوں نے اپنے اکابر مولانا گنگوہی وغیرہ کے کہنے پر اپنے فتوائے کفر سے رجوع کرلیا تھا" (جس کا مطلب ہے کہ وہ مولانا گنگوہی وغیر کی بات مانتے تھے)، اب آپ کہتے ہیں کہ " یہ تو مولانا گنگوہی وغیرہ کو خاطر میں ہی نہیں لاتے تھے"، آپ کا کون سا بیان درست سمجھا جائے؟

اور ہاں! بے شک وہ لدھیانہ کے مفتی بھی تھے اور صاحبزادے بھی تھے، ان کی اپنی ایک تاریخ ہے، یہ وہی تھے جنہوں نے 1857ء میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور نہ صرف فتویٰ دیا تھا بلکہ عملاً اس جنگ آزادی میں حصہ بھی لیا تھا، یہی تھے جنہوں نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ اس وقت لگایا تھا جس وقت دوسرے لوگ مرزا قادیانی کی "مجموعہ کفریات" کتاب کے دفاع میں تبصرے لکھ رہے تھے (یہ بھی "اوّلیات" میں ہی شامل ہے) اور اس بات کا اقرار مولانا بٹالوی نے بار بار کیا ہے۔

❀❀❀

مرزا قادیانی کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ سب سے پہلے کس نے دیا؟

اور آپ نے یہ غلط بیانی بھی کی ہے کہ "مرزا کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ سب سے پہلے 1897ء میں مولانا بٹالوی نے دیا تھا" جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ "لدھیانہ کے مفتی" ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے قتل کا فتویٰ دیا تھا، یہ ہم نہیں کہتے بلکہ آپ کے "گواہان" کہتے ہیں، غور سے پڑھیں :

تاریخ احمدیت کا قادیانی مصنف "دوست محمد شاہد" مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کے بعد 3 مارچ 1891ء کو ہونے والے اس کے سفر لدھیانہ کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :

> "لدھیانہ کے علماء (مولوی محمد صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب وغیرہ) جو براہین کی اشاعت کے زمانے سے مخالفت کرتے چلے آرہے تھے اب اس دعوے پر پہلے سے زیادہ مشتعل ہوگئے اور انہوں نے آپ کے ورود لدھیانہ پر آپ کے خلاف مخالفت کی آگ لگا دی، ان کے حوصلے اس حد تک بڑھے کہ وہ مسلمانوں کو آپ کے قتل پر کھلم کھلا اکساتے....."

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 392، 393 طبع قادیان 2007ء)

اور مرزا کا ایک اور مرید، مفتی صادق لکھتا ہے :

> " غالباً 1891ء کا ذکر ہے میں اس وقت ریاست جموں کے ہائی سکول میں مدرس تھا، مدرسہ میں موسم گرما کی رخصتیں ہوئیں تو میں حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی ملاقات کے واسطے جموں سے چلا،

راستہ میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس قادیان میں نہیں ہیں، لدھیانہ میں ہیں، پس میں لدھیانہ پہنچا...................... یہ لدھیانہ کا واقعہ ہے جو انہی ایام میں ہوا کہ ایک مولوی صاحب بازار میں کھڑے ہو کر بڑے جوش کے ساتھ وعظ کر رہے تھے کہ مرزا (مسیح موعود) کافر ہے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے پس جو کوئی اس کو قتل کر ڈالے گا وہ بہت ثواب حاصل کرے گا اور سیدھا بہشت میں جائے گا"

(ملخصاً: ذکر حبیب، صفحہ 13و14)

مولانا! یہ ہوتا ہے" واجب القتل ہونے کا فتویٰ"، آپ تو فتوے کا صرف "لفظ" لکھ کر اور حوالہ دے کر آگے چل دیے، آپ لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نام لے کر حضرت عیسی علیہ السلام کو گندی اور غلیظ گالیاں دیں تو سب سے پہلے 1897ء میں اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے دیا (اشاعۃ السنۃ، ج 18 ش 3 صفحہ 95، 96)".

(الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 11)

آئیے دیکھتے ہیں اشاعۃ السنۃ میں کون سا فتویٰ ہے؟، مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

"تیسری حرکت حضرت مسیح کو دشنام دہی کی جو آپ سے اس ضمیمہ میں ہوئی ہے حکومت وسلطنت اسلام ہوتی تو ہم اس کا جواب آپ کو دیتے، اسی وقت آپ کا سر تلوار سے کاٹ کر آپ کو مردار کرتے، سچے نبی کو گالیاں دینا مسلمانوں کے نزدیک ایسا کفر وارتداد ہے جس کا جواب بجز قتل اور کوئی نہیں ہے، مگر کیا کریں مجبور ہیں، سلطنت غیر اسلامی ہے اس کے ماتحت رہ کر ہم اس فعل کے مجاز نہیں اور سلطنت کو (جو عیسائی کہلاتے

ہیں) اس کی پرواہ نہیں، رہے پادری جو مذہب کی خدمت وحمایت کے صدقہ وطفیل سے ٹکڑا کھاتے ہیں، سو بھی اپنی تنخواہ سے کام رکھتے ہیں، حمیت وغیرت مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہیں، اب آپ شوق سے جس قدر چاہیں حضرت مسیح کو یا کسی اور نبی کو گالیاں دیں کوئی پوچھنے اور پکڑنے والا نہیں"۔

(بلفظہ : اشاعۃ السنۃ، جلد 18، نمبر 3، صفحہ 95)

مولانا! اگر یہ "مرزا کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ" ہوتا تو یوں ہونا چاہئے تھا کہ "مرزا واجب القتل ہے، اسے قتل کردیا جائے، جو قتل کرے گا اسے ثواب ملے گا"، لیکن یہاں تو مولانا بٹالوی اپنی مجبوری بتا رہے ہیں اور مرزا کو کہہ رہے ہیں کہ چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے اس لیے تم شوق سے کسی بھی نبی کو گالیاں دیتے رہو اور موجاں کرو، تمہیں کوئی پوچھنے اور پکڑنے والا نہیں۔

جبکہ لدھیانہ کے مفتی تو (آپ کے گواہوں کے بیان کے مطابق) علی الاعلان یہ کہتے پھرتے تھے کہ جو مرزا قادیانی کو قتل کرے گا اسے ثواب ملے گا۔

پھر آپ نے لکھا ہے کہ "مرزا قادیانی کے واجب القتل ہونے فتویٰ سب سے پہلے 1897ء میں مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے دیا"، جبکہ آپ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ علماء لدھیانہ نے 29 رمضان 1891ء والا اپنا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا تھا، اپنے گواہ مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی پیش کرتے رہے کہ :

"ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا، یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا

کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبراً اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں، چنانچہ اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں..."

(کشف الغطاء، روحانی خزائن 14 صفحہ 196)

اب اگر آپ کے گواہ کا یہ بیان درست ہے تو پھر یوں لکھیے کہ مولانا بٹالوی نے اپنے 1892ء میں شائع کردہ فتوے میں ہی مرزا کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا تھا، نہ معلوم آپ اس بات کو 1897ء تک کیوں لے گئے؟

ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ سے ہم پہلے بھی یہ سوال کر چکے ہیں کہ مولانا بٹالوی کے 1892ء میں شائع ہونے والے فتوے میں ان الفاظ کی نشاندھی کر دیں کہ کہاں ہیں؟ کیونکہ آپ کے گواہ کا یہی بیان ہے.

مولانا داود ارشد کی ایک اور زیادتی

مولانا داود ارشد نے خوامخواہ مرزا کی "مجموعہ کفریات" کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید اور دفاع میں لکھے گئے مولانا بٹالوی کے ریویو کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر عنوان باندھا ہے "علمائے دیوبند کا اجماع اور مولانا بٹالوی"، اس سے مولانا داود ارشد صاحب، مولانا بٹالوی کے اس ریویو لکھنے والی غلطی کو معمولی ثابت کرنا چاہتے ہیں جس میں مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے الہامات کی اس طرح تاویل کی تھی کہ جس سے اس کا "مثیل

مسیح" ہونا سمجھ آتا تھا (ہمارا موضوع چونکہ مولانا بٹالوی کا ریویو نہیں اس لیے ہم اس پر تفصیل سے نہیں لکھ رہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مولانا بٹالوی نے بعد میں خود اسے اپنی غلطی تسلیم کیا تھا اور براہین احمدیہ کو مجموعہ کفریات کتاب لکھا تھا)، مولانا داود ارشد یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے کفریات پر مشتمل نہ ہونے پر علمائے دیوبند کا اجماع ہو گیا تھا، لہٰذا اگر براہین کے کفریہ الہامات کے دفاع میں ریویو لکھنا "جرم" تھا تو اس جرم میں علمائے دیوبند بھی برابر کے شریک تھے.

(ملخصاً: الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 12)

تو ہم مولانا داود ارشد صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ، یہ فرمائیں کہ علمائے دیوبند میں سے کسی نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی تائید اور دفاع میں تبصرے لکھ کر شائع بھی کیے تھے؟ اور اس کے الہاموں پر ہونے والے ایک ایک اعتراض کا جواب دینے پر محنت بھی کی تھی؟

وہ کون سے علمائے دیوبند تھے جنہوں نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ شائع کیا تھا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک أمرا، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی ولسانی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے."

وہ کون سے علماء دیوبند تھے؟ جو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

"اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ

سے تمام جہانوں کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما، تو اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ". ناقل) کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالا مال کردے، اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیض یاب کر. آمین".

عرض کرنے کا مقصد کسی پر اعتراض کرنا ہرگز نہیں، صرف یہ بتانا ہے کہ اس وقت مرزا کی تکفیر سے توقف کرنے والے دو قسم کے لوگ تھے، ایک وہ جنہوں نے مرزا یا اس کی کتاب" براہین احمدیہ" کے بارے میں زیادہ معلومات نہ ہونے کی وجہ سے احتیاطاً اس کی تکفیر نہ کی، لیکن اس کے یا اس کی کتاب کی تعریفوں کے پل بھی نہ باندھے، بلکہ اسے ایک "غیر مقلد" (لادین) ہی تصور کیا، اور دوسرے وہ تھے جنہوں نے نہ صرف اس کی کتاب کی تعریف وتوصیف کی بلکہ اس کی کتاب پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب لکھ کر شائع کیا، لہٰذا ان دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھنا زیادتی ہے، جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد میں یہ دونوں مرزا کے کفر پر متفق بھی ہو گئے اور سب نے تسلیم کیا کہ واقعی مرزا کی کتاب" براہین احمدیہ" میں کفریات پائی جاتی ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے اپنی غلطی پر نادم ہونے کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ "براہین احمدیہ" پر لکھے ان کے ریویو کو لے کر ان پر طعن وتشنیع کرے، لیکن جب تاریخی واقعات کا تسلسل بیان کیا جائے گا تو یہ بات تو آئے گی کہ جب مرزا قادیانی نے اپنی پہلی کتاب شائع کی تھی تو کیا کیا ہوا تھا؟

❀❀❀

مولانا داود ارشد کے اسلاف پر کس نے الزام لگایا؟

اپنے مضمون کے آخر میں مولانا داود ارشد لکھتے ہیں :

" تاہم ہمیں اپنے اسلاف پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینے اور ان کی خدمات پر ناجائز قبضہ چھڑانے کا استحقاق ہے.."

(الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 15)

مولانا! نہ آپ کے اسلاف پر کسی نے کوئی غلط الزام لگایا ہے اور نہ ہی ان کی خدمات پر کسی نے ناجائز قبضہ کیا ہے، ہاں اتنی گزارش ضرور ہے کہ آپ اپنے اسلاف کو اسلاف سمجھیں، انہوں نے جو لکھا ہے اسے قبول کریں، ان کے بیانات کے مقابلے میں مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے بیانات کو" سچ" نہ کہیں، آپ کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے جو لکھا ہے اسے سچ سمجھیں اور اسے قبول کرنے سے ہچکچائیں نہیں، اور جو انہوں نے نہیں کہا اور نہیں لکھا وہ زبردستی ان کے ذمہ لگائیں نہیں، انہوں نے لکھا کہ 1301ھ میں صرف لدھیانہ کے چند علماء نے مرزا قادیانی پر فتوائے کفر لگایا تو آپ یہ بات قبول کریں، انہوں نے لکھا کہ میرے فتوے سے پہلے بہت سے علماء عرب وعجم کا مرزا کی تکفیر و تفسیق پر اتفاق ہو چکا تھا تو اس میں شک نہ کریں، انہوں نے بعد میں بتایا کہ مرزا قادیانی نے واقعی براہین احمدیہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو اس بات کو تسلیم کریں، انہوں نے براہین احمدیہ کو" مجموعہ کفریات" لکھا تو مان لیں، انہوں نے اپنے فتوے میں یہ ذکر کیا کہ" علماء لدھیانہ نے مجھے ایک اشتہار بھیجا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم نے 1301ھ میں مرزا کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے" (اور آپ کے بقول یہ اشتہار لکھا ہی مولانا بٹالوی کی تحریک سے گیا تھا) تو اس بات کو بجائے

چھپانے کے ظاہر کریں.

مولانا! ہم نے تو جو بھی کہا وہ آپ کے اسلاف کے حوالے سے کہا، ہمارے زیر بحث مسئلہ میں ہمارے مرکزی گواہ تو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ہیں، لیکن افسوس کہ آپ نے مرزا قادیانی کو اپنا گواہ بنایا اور اسے "سچا" لکھا اور اس پر صحیح بخاری کا ایک حوالہ بھی دے دیا.

الغرض! ہم نے آپ سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا جس سے آپ کے اسلاف کے کسی کارنامے پر کسی اور کا ناجائز قبضہ ماننا پڑے، ہاں اگر کوئی تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کی سعی کرے گا اور علماء لدھیانہ یا مولانا رحمت اللہ کیرانوی یا مولانا غلام دستگیر قصوری (رحمۃ اللہ علیہم) کی ذات اور ان کے خاندانوں پر تبرا کرے گا تو ہمارا بھی حق ہے کہ ہم ان سب کا دفاع کریں کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس وقت دجال قادیان پر کفر کا فتویٰ دیا جب دوسرے ابھی شش و پنج میں تھے.

اور اسی طرح اگر کوئی ثابت شدہ تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی غلطی کی اصلاح کرنا بھی ہمارا استحقاق ہی نہیں بلکہ فرض ہے.

ہمارے زیر بحث مسئلہ میں، ہم تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے 1892ء میں جو فتویٰ شائع کیا وہ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، انہوں نے بڑی محنت سے دور دراز کے اسفار کر کے یہ فتویٰ مرتب کیا، ہم نے تو کسی کے خاندان کو "تکفیری خاندان" نہیں کہا، ہم نے تو کسی پر "خارجی" کی پھبتی نہیں کسی، پھر کیا وجہ ہے آپ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ 1884ء میں مرزا کی تکفیر کرنے والے صرف اور صرف علماء لدھیانہ (پسران مولانا عبد القادر) تھے؟، یہ بات تسلیم کرنے سے آپ کے مسلک پر کون سی زد پڑتی ہے؟، آپ کو کیوں اس بات پر غصہ آتا ہے جب یہ کہا جائے کہ علماء

لدھیانہ نے مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے کی اشاعت سے نصف سال پہلے، مئی 1891ء میں باقاعدہ اشتہار شائع کیا تھا جس میں مرزا قادیانی پر فتوائے کفر موجود تھا؟، یہ ماننے سے آپ کے اسلاف کا کون سا حق سلب ہوتا ہے؟

آخری بات

قارئین محترم! مولانا داود ارشد صاحب ﷾ نے جو نو اقساط پر مشتمل مضمون لکھا ہے وہ مولانا اللہ وسایا صاحب ﷾ کے تحریر کردہ "محاسبۂ قادیانیت جلد 9" کے دیباچہ پر لکھا گیا ہے، اور اس دیباچے میں نہ ہی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر کوئی اعتراض کیا گیا اور نہ ہی کسی قسم کی طعن و تشنیع کی گئی اور نہ ہی ردقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کی گئی ان کی مساعی جلیلہ کا انکار کیا گیا، بلکہ اس کے برعکس انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا، البتہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنی ہی ایک غلطی کے تدارک کے لیے یہ بیان کردیا کہ ہم نے "فتاویٰ ختم نبوت" میں جو مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ نقل کیا تھا وہ جس طبع سے لیا تھا، ہمیں اب معلوم ہوا کہ اس میں نقص تھا، اور پھر مولانا نے اصل فتویٰ سے وہ ناقص عبارت نقل کی تھی اور چونکہ اس عبارت میں یہ انکشاف تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا تھا تو مولانا اللہ وسایا صاحب نے لکھ دیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار شائع ہو چکا تھا، اور پھر اسی دیباچہ میں یہ بات بھی ضمناً بیان ہوئی تھی کہ مولانا بٹالوی ہی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہلے دوسرے لوگ مرزا قادیانی کی تکفیر کر چکے تھے، خاص طور پر مولانا بٹالوی ہی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء لدھیانہ تو 1884ء میں مرزا کے خلاف

فتوائے کفر دے چکے تھے.

مولانا اللہ وسایا صاحب کے مضمون میں نہ تو مولانا بٹالوی مرحوم کی کسی قسم کی تنقیص تھی نہ ہی ان پر کوئی اعتراض کیا گیا تھا بلکہ مولانا نے تو اپنے حق میں بطور گواہ مولانا بٹالوی کو ہی پیش کیا تھا.

انہوں نے تو صاف لکھا تھا :

" قارئین! علماء لدھیانہ ہوں یا مولانا غلام دستگیر یا مولانا محمد حسین بٹالوی، یہ مرزا قادیانی کے مد مقابل ہوئے لیکن غلطی اپنی جگہ، مگر بات کرنے میں کوئی بد دیانتی نہیں دکھائی، ہمیشہ وہی کہا جو واقعہ کے مطابق تھا، ایک ہم ہیں کہ حوالہ نقل کرنے میں اپنے تحفظات کو دخیل کر کے اپنے بزرگوں کی عبارتوں کے صفحات کو غتر بود کر جاتے ہیں".

اور لکھا تھا :

" مولانا بٹالوی مرحوم و مغفور کا ایک عظیم الشان کارنامہ مرزا غلام احمد قادیانی پر فتویٰ تکفیر ہے".

(تفصیل کے لئے دیکھیں : محاسبۂ قادیانیت، جلد 9 کا دیباچہ)

اور نہ ہی مولانا اللہ وسایا صاحب کے مضمون میں دیوبندی، اہل حدیث یا بریلوی وغیرہ کسی مسلک کا نام ہی آیا تھا، بلکہ صرف علماء لدھیانہ، مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولانا محمد حسین بٹالوی (رحمۃ اللہ علیہم) کی شخصیات کا ذکر آیا تھا.

لیکن نہ جانے مولانا داود ارشد صاحب کو اس مضمون میں کیا چیز گراں گذری کہ انہوں نے اس پر اتنا طویل تنقیدی مضمون لکھ ڈالا، اور پھر اپنے مضمون میں مولانا اللہ وسایا صاحب کی ایک بات تک بھی وہ غلط ثابت نہ کر سکے.

1) نہ ہی وہ یہ غلط ثابت کر سکے کہ علماء لدھیانہ کا 29 رمضان 1308ھ والا اشتہار، مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے سے پہلے شائع ہوا تھا.

2) نہ ہی وہ اس بات کو غلط ثابت کر سکے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی 1986ء میں ہونے والی نئی اشاعت کے آخر سے کچھ حصہ حذف کر دیا گیا تھا.

3) انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ نئی اشاعت میں مولانا بٹالوی والے فتویٰ کا عنوان بھی تبدیل کر دیا گیا.

4) اور نہ ہی وہ اس بات کا انکار کر سکے کہ علماء لدھیانہ نے 1301ھ (1884ء) میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی.

ہاں خارج از مبحث باتوں پر انہوں نے خوب اپنے غم و غصہ کا اظہار فرمایا اور اپنے قارئین کو یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ جیسے مولانا اللہ وسایا صاحب نے ان کے اسلاف پر غلط الزامات لگائے ہیں اور ان کی خدمات پر ناجائز قبضہ کیا ہے.

میں مولانا داود ارشد صاحب سے اس حد تک واقف ہوں کہ مولانا عبداللہ معمار امرتسری مرحوم کی تصنیف "محمدیہ پاکٹ بک" کی جدید اشاعت کے مطالعہ کے دوران اس پر لکھے ان کے حواشی و تعلیقات پڑھ کر ان کی وسعت مطالعہ کا علم ہوا، اس لئے میں نے حتّی الامکان کوشش کی ہے کہ ان کی توقیر کو ملحوظ رکھا جائے اور انداز تحریر علمی و تحقیقی ہو نہ کہ مناظرانہ و مجادلانہ، لیکن پھر بھی اگر کہیں ایسا محسوس ہو کہ قلم میں کچھ تیزی آ گئی ہے تو اس کا تقابل مولانا داود ارشد صاحب کی اس تحریر سے کر لیا جائے جس کے جواب میں یہ تیزی آئی ہے ان شاء اللہ میری تحریر کو اس سے کم ہی پائیں گے.

نیز میں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ تاریخی حقائق کے اثبات کے لئے سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ہی تحریرات کو بنیاد بنایا جائے، کیونکہ ان کا

رسالہ "اشاعۃ السنۃ" باقاعدہ شائع ہوتا تھا اس لئے اس وقت کی تاریخ کا ایک اہم حصہ محفوظ ہے، یوں میرے مرکزی گواہ مولانا بٹالوی ہیں۔

میں نے اس مضمون میں جتنے حوالے دیے ہیں وہ سب تقریباً اصل مصادر سے دیکھ کر نقل کیے ہیں، خاص طور پر اشاعۃ السنۃ کے شمارے میرے پاس محفوظ ہیں، اور اگر کوئی حوالہ اصل کے بجائے کہیں اور سے نقل کیا ہے تو وہاں اس کی نشاندہی کر دی ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ میری یہ گزارشات، مولانا محمد داود ارشد صاحب کے جس مضمون پر پیش کی گئی ہیں وہ مضمون ماہنامہ "الاعتصام، لاہور" میں قسط وار شائع ہوا، اور میں ہر قسط کا مطالعہ کرنے کے بعد اس پر اپنی معروضات اسی وقت لکھتا رہا، ایسا نہیں ہوا کہ ان کے مضمون کی تمام اقساط آنے کے بعد میں نے لکھنا شروع کیا، اس لئے اگر قارئین کو میری معروضات میں کچھ باتوں یا حوالوں کا تکرار نظر آئے، یا کہیں ایسا محسوس ہو کہ مضمون میں ویسا ربط نہیں جیسا ایک کتاب میں ہوتا ہے تو اس کا سبب مولانا داود ارشد صاحب کے مضمون کی مختلف اقساط میں کئی باتوں کا تکرار اور بار بار ان کا اصل مبحث سے باہر نکل کر ایسے موضوعات چھیڑنا ہے جو زیر بحث نہ تھے، لہٰذا ایک قسط پر تبصرہ مکمل کرنے کے بعد جب آئندہ قسط آتی تو اس کے مندرجات پر تبصرہ لکھا جاتا بغیر اس بات کا لحاظ رکھے کہ اس قسط میں پھر وہی بات دہرائی گئی ہے جس پر پہلے تبصرہ لکھ چکا ہوں۔

اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه، ولا تجعله ملتبساً علينا فنضلّ، واجعلنا للمتقين اماماً.

❀❀❀

ضمیمہ

سنہ 2023 میں شائع ہونے والی کتاب

"قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر"

پر تبصرہ

حافظ عُبید اللہ

فہرست عناوین (ضمیمہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	پس منظر	227
2	کیا نواب صدیق حسن خان مرحوم نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی؟	237
3	غزنوی ولکھوی فتوے کہاں ہیں؟	248
4	ایک بار پھر علمائے لدھیانہ کے اپنے فتوے سے رجوع کا واویلا	256
5	مرزا قادیانی کے "مخفی دعویٰ" پر فتووں کی کہانی	263
6	مولانا عبدالحق غزنوی اور مرزا قادیانی کے مباہلہ کا قصہ	269
7	"محقق اعظم" صاحب کی "اناڑی محققین" کے سامنے بے بسی	279
8	مولانا بٹالوی مرحوم کا "ریویو" اور مولانا داود ارشد صاحب کا غصہ	283
9	کیا علمائے لدھیانہ نے اپنا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا؟	288
10	مولانا خاور رشید بٹ صاحب کے "مقدمہ" پر تفصیلی تبصرہ	305
11	ہماری آخری گذارش	354

پس منظر

تقریبا دو سال سے کچھ زیادہ کا عرصہ ہوا جب "مرزا قادیانی کی اولین تکفیر، اور تاریخی حقائق" کے عنوان سے بندہ نے تاریخی ریکارڈ درست کرنے کے لئے چند گذارشات لکھی تھیں جنہیں فروری 2021 میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا (جس کا مطالعہ آپ کر چکے ہے) میں نے اپنی معروضات کے شروع میں فہرست مضامین کے بعد واضح الفاظ میں عرض کیا تھا کہ:

"اس مضمون کا مقصد کسی فرد یا مسلمانوں کے کسی مسلک یا مکتب فکر کو نیچا دکھانا یا اس کی توہین و تنقیص ہرگز نہیں، بلکہ مقصد صرف اور صرف تاریخی حقائق و واقعات کی اصل ترتیب درست کرنا ہے اور یہ تاریخ کا حق ہے کہ کوئی ایسی بات جو واقعی ظہور میں آئی ہو اس کے ریکارڈ سے اوجھل نہ رکھی جائے، اس لئے ہم پہلے ہی یہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ جن حضرات نے چاہے ان کا تعلق مسلمانوں کے کسی بھی مسلک یا مکتب فکر سے ہو، کسی بھی قسم یا کسی بھی طریقے سے فتنۂ قادیانیت کو للکارا یا اس کا مقابلہ کیا وہ سب لوگ قابل قدر ہیں، ان میں سے کوئی کسی سے پیچھے نہیں. جزاھم اللہ احسن الجزاء عن جمیع المسلمین. اسی طرح ممکن ہے کچھ حضرات کو میری اس تحریر سے یہ غلط فہمی ہو کہ میں ردّ قادیانیت میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی جدو جہد اور خدمات کا معترف نہیں ہوں، یا میں نے ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے، تو اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، میں نے تو اپنے اس مضمون کا زیادہ تر مواد مولانا بٹالوی کے پرچے "اشاعۃ السنۃ" ہی سے لیا ہے، یا یوں کہہ لیں کہ تاریخی واقعات کی

ترتیب کو درست کرنے کے لئے میرے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ ہی ہیں. میں نے کوشش کی ہے کہ انداز تحریر تحقیقی اور علمی ہو، تاہم اگر کسی کو میرے اس مضمون میں کہیں کوئی ایسا لفظ نظر آئے جسے وہ "سخت" خیال کرے تو وہ مجبوراً جوابی کاروائی کے طور پر لکھا گیا ہے یا آپ اسے "الزامی جواب" بھی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ یہ ایک جوابی مضمون ہے".

(دیکھیں میری کتاب کا صفحہ 6)

لیکن اس کے باوجود جس وقت یہ کتاب شائع ہوئی تو ہمارے کچھ کرم فرماؤں کی طرف سے اس پر غصہ کا اظہار کیا گیا اور یہ باتیں سننے کو ملیں کہ اس کا جواب آئے گا۔ ہم بھی اس انتظار میں بیٹھ گئے کہ دیکھیں کیا جواب آتا ہے؟، اور اگر کوئی ہماری کسی بات یا حوالے کو غلط ثابت کرتا ہے تو ہم اپنی اصلاح کر کے اپنے موقف کو درست کر لیں گے۔ کیونکہ ہم نے جو بھی لکھا وہ تحقیقی انداز میں ہی باحوالہ لکھا تھا، کسی ضد یا محض مخالفت برائے مخالفت میں تو نہیں لکھا تھا۔

یہاں یہ بتا تا چلوں کہ میری معروضات مسلک اہل حدیث کے ایک عالم مولانا محمد داؤد ارشد صاحب کے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں قسط وار چھپنے والے جس مضمون پر تھیں، اسی مضمون کے اختتام پر مولانا موصوف نے خود لکھا تھا کہ:

"ہماری خطاؤں پر مطلع کرنے والے حضرات کا ہم تہِ دل سے شکریہ ادا کریں گے اور قابل اصلاح چیزوں کی خندہ پیشانی سے تصحیح کریں گے"۔

بہر حال قریباً دو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر جانے کے بعد اب سال 2023 میں معلوم ہوا کہ گوجرانوالہ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان وہی ہمارا زیر

بحث مضمون ہے اور مصنف بھی وہی ہیں جن کے مضمون پر بندے نے معروضات پیش کی تھیں۔تو خیال ہوا کہ مصنف نے ضرور ہماری کتاب پر اصلاحی کام کیا ہوگا اور ہماری غلطیوں کی نشاندہی کی ہوگی۔

چنانچہ راقم نے کتاب منگوائی اور پارسل کھولتے ہی ایک ہی مجلس میں تقریباً دو گھنٹے میں سرسری طور پر پوری کتاب پر نظر مارلی اور یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ یہ کتاب انہی مولانا صاحب کے مختلف قدیم مضامین کا مجموعہ ہے اور انہی میں ان کا وہ مکمل مضمون بھی من وعن شامل ہے جو "الاعتصام" میں (20 نومبر 2020ء تا 15 جنوری 2021ء) چھپا تھا اور جس پر ہم نے اپنی گذارشات لکھ کر کتابی شکل میں فروری 2021ء میں شائع کردی تھیں لیکن ہماری گذارشات اور معروضات شاید اس قابل نہ سمجھی گئیں کہ ان پر کچھ لکھا جاتا کہ ہم اپنی غلطیوں کی اصلاح کرسکتے۔

یہ بات قابل تعجب ہی ہے کہ ایک ایسا مضمون دو سال بعد دوبارہ ایک کتاب میں شائع کیا گیا جس مضمون پر مفصل تنقیدی تبصرہ حوالوں کے ساتھ دو سال پہلے باقاعدہ شائع ہو چکا ہے لیکن ہمارے نقد اور تبصرہ میں اٹھائے گئے سوالات میں سے کسی بات کا جواب نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی بات یا حوالے کی تردید ہی کی گئی.

بہرحال یہ کتاب شائع کرنے والوں کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ کیا شائع کرتے ہیں لیکن ایک بات نئی یہ ہوئی کہ نئی آنے والی کتاب پر کسی مولانا خاور رشید بٹ صاحب نے تقریبا 11 صفحات پر مشتمل "مقدمہ" لکھا ہے، اس مقدمہ میں انہوں نے میری کتاب کا تذکرہ بھی کیا ہے (جو اس بات کا ثبوت ہے کہ میری گذارشات ان حضرات تک پہنچی تھیں اور انہوں نے ان کا مطالعہ بھی کیا تھا، بلکہ جہاں تک مجھے یاد ہے انہی مولانا خاور رشید صاحب نے لاہور کے ایک ساتھی سے اُس قوت میری کتاب حاصل

بھی کی تھی).

اب مولانا خاور رشید بٹ صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ ان کے استاد محترم مولانا محمد داؤد ارشد صاحب نے میری (یعنی راقم حافظ عبید اللہ کی) کتاب کا جواب دینے کے بجائے "امت کے وسیع تر مفاد میں قلم روک لیا تھا"۔

یہ بھی ان حضرات کا بڑا پن ہے کہ امت کا وسیع تر مفاد ان کے پیش نظر ہے لیکن اب یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اس واقعہ کے دو سال بعد وہی پرانا مضمون جس پر لکھی ہماری کتاب کے جواب سے امت کے وسیع مفاد میں قلم روک لیا گیا تھا، دوبارہ وہی مضمون اسی سابقہ عنوان کے ساتھ شائع کیا گیا ہے لیکن ہم نے جو سوالات اٹھائے تھے اور جو تاریخی حقائق پیش کیے تھے نہ ہی ان میں سے کسی بات کی تردید کی گئی، نہ کسی سوال کا جواب دیا گیا، اور نہ ہی ہمارے پیش کردہ کسی حوالے کو غلط ثابت کیا گیا بلکہ اب دو سال بعد "امت کے وسیع تر مفاد میں" اپنا سابقہ مضمون ہی ایک بار پھر کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا، شاید دو سال بعد "امت کے مفاد" کا تصور تبدیل ہو گیا ہے؟

بہر حال چونکہ اس نئی کتاب میں ہماری کتاب میں اٹھائے گئے تاریخی حقائق اور حوالہ جات پر کچھ نہیں لکھا گیا، نہ ہمارے کسی حوالے کو غلط ثابت کیا گیا (اور اللہ جل شانہ کے فضل و کرم سے ہمیں یقین تھا کہ جو تاریخی حقائق ہم نے باحوالہ پیش کیے تھے ان کو جھٹلانا ممکن ہی نہیں)، اس لئے اس کتاب پر تو ہم کیا لکھیں؟ لکھتے تو تب اگر ہماری کسی بات کی تردید کی گئی ہوتی، لیکن اس نئی شائع ہونے والی کتاب میں اسی ہمارے زیر بحث موضوع سے متعلق کچھ ایسے انکشافات ضرور ہوئے جو آج سے پہلے ہمارے علم میں نہیں تھے اور جو ہمارے مقدمہ کو مزید مضبوط کرتے ہیں (ان کا ذکر ہم مناسب موقع پر آگے کریں گے ان شاء اللہ).

سردست یہ عرض کرنا ہے کہ مولانا خاور رشید بٹ صاحب سے جو مقدمہ لکھوایا گیا ہے وہ بھی بڑے خاصے کی چیز ہے اور بڑا دلچسپ بھی ہے، انہوں نے ان گیارہ صفحات میں حق شاگردی ادا کرتے ہوئے اپنا غصہ نکالنے کی کوشش تو فرمائی ہے لیکن ہماری کسی ایک بات کا تحقیقی جواب وہ بھی نہیں دے سکے، بظاہر انہوں نے تاثر یہ دیا ہے جیسے انہوں نے راقم کی کتاب کا مطالعہ بڑے غور وخوض کے ساتھ فرمایا ہے اور وہ "غیر جانبدار" بن کر اور طرفین کی تحریریں پڑھ کر یہ مقدمہ لکھ رہے ہیں، لیکن افسوس کہ انہوں نے "یک طرفہ" طور پر اپنے استاد محترم کی وہی باتیں دہرائی ہیں جن کا تاریخی طور پر غلط ہونا ہم نے اپنی شائع شدہ کتاب میں باحوالہ بتایا ہے۔ لیکن شاید امت کے وسیع تر مفاد میں ہماری تحریر ان کے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔

تو ہم مولانا خاور رشید بٹ صاحب کے تحریر کردہ مقدمے کا جائزہ تو لیں گے ہی کہ انہوں نے کچھ نئے انکشافات بھی فرمائے ہیں اور کچھ مغالطے بھی دیے ہیں.

عرض مولف پر تبصرہ

لیکن اس سے پہلے کتاب کے مولف مولانا ابوصہیب محمد داؤد ارشد صاحب نے جو نئی باتیں لکھی ہیں ان پر کچھ عرض کرنا ہے، آنجناب "عرض مولف" میں لکھتے ہیں:

"واضح رہے کہ اس مجموعے میں ایک مضمون کے علاوہ باقی تمام مقالات دفاع اور رد عمل میں لکھے گئے ہیں، بلفظ دیگر ہمیں مجبور کیا گیا کہ ہم لوگوں کو اصلی وحقیقی کوائف سے آگاہ کریں اور بعض حضرات کی طرف سے تاریخی حقائق مسخ کرنے کی جو لگاتار کوششیں کی جارہی ہیں ان کی نقاب کشائی کریں". (صفحہ 13)

اس پر عرض ہے کہ ہمارے زیر بحث موضوع یعنی" مرزا قادیانی کی اولین تکفیر کس نے کی؟" اس سے متعلق ثابت شدہ تاریخی حقائق تو وہی ہیں جو مولانا محمد داود ارشد صاحب کے ہی ہم مسلک اور جس زمانہ کی یہ بات ہے اُس زمانہ کے عینی شاہد مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے جابجا اپنے رسالے" اشاعۃ السنۃ" میں درج کر دیے تھے اور جو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب میں باحوالہ درج کر دیے تھے، بلکہ ہم نے اپنی کتاب کے" بیک ٹائٹل" پر بھی چند حوالے اس لئے لگا دیے تھے کہ تاریخی حقائق کو تلاشنے کے لئے اگر کسی کے پاس ہماری پوری کتاب پڑھنے کا وقت نہ بھی ہو تو وہ صرف کتاب کے ٹائٹل پر لکھے حوالے پڑھ کر ان کی اچھی طرح تصدیق و تحقیق کر لے اور جان لے کہ کون ہے جو آج ان تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے درپے ہے؟ وہ حوالے یہ ہیں:

" کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

" اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا...". (اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

" ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں با امن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں....".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

واضح رہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ مؤخر الذکر بیان سنہ 1884ء کا ہے جس وقت مولانا بٹالوی خود مرزا قادیانی کی پہلی کتاب " براہین احمدیہ " کے دفاع میں اپنا ریویو لکھ رہے تھے.

ہم نے اپنی کتاب کے " بیک ٹائٹل " پر آخری حوالہ مرزا قادیانی کے اس بیان کا بھی نقل کیا تھا جو اس نے سنہ 1905ء میں (بقول قادیانی جماعت) ہزاروں آدمیوں کے سامنے " لدھیانہ " میں کھڑے ہو کر دیا تھا کہ:

" میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا ".

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

لیکن صد افسوس کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والے محاورہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تاریخی حقائق مسخ کرنے کا الزام ان پر لگایا جا رہا ہے جن کے مرکزی گواہ ہی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ہیں، اور ان الزام لگانے والوں کا اپنا یہ حال ہے کہ ہمارے پیش

کردہ کسی بھی حوالے کو غلط ثابت کرنا تو در کنار، ہمارے اٹھائے گئے سوالات میں سے کسی ایک سوال کا جواب بھی دو سال سے نہیں آیا، اور کچھ نہیں تو کم از کم اس سوال کا تسلی بخش جواب ہی دے دیا جاتا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے سنہ 1891ء/1892ء میں مرزا قادیانی کے بارے میں شائع کردہ فتوے کو جب تقریباً ایک صدی بعد لاہور سے شائع کیا گیا تو اس کے آخر کا کچھ حصہ کیوں حذف کیا گیا؟ ہم اس حذف شدہ حصہ سے چند اقتباسات یہاں ایک بار پھر نقل کرتے ہیں کیونکہ اس سے "تاریخی حقائق" مسخ کرنے والوں کا "کُھرا" ملتا ہے، مولانا بٹالوی نے لکھا تھا:

"بعض علماء وصوفیائے لودھیانہ : لودھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ محتوی پیش کیا گیا تو انھوں نے اپنا اشتہار 29 رمضان 1308ھ اس پر یہ عبارت لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا.. یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے مرزا غلام احمد کادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے"..

(آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں)..

"وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے اس لیے اس کے صرف چند فقرات اس مقام میں نقل کیے جاتے ہیں — چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا. یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں، جب مرزا کادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا بعد میں عیسی موعود ہونے میں کلام شروع ہوگی، خلاصہ مطلب

ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے، جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں.. المشتہران : مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز سکنائے لدھیانہ"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)

واضح رہے کہ علمائے لدھیانہ نے اپنا یہ اشتہار مرزا قادیانی کے چیلنج کے جواب میں شائع کیا تھا اور یہی انہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کو بھیج دیا اور مولانا بٹالوی مرحوم نے لدھیانہ کے علماء کی یہ تحریر من وعن اپنے مرتب کردہ فتویٰ میں شائع کر دی جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ" ہم نے سنہ 1301ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے"۔ اور مولانا بٹالوی نے اس اشتہار یا اس میں لکھی کسی بات سے اختلاف نہیں کیا، نہ ہی کسی بات کا رد فرمایا۔

اس سے زیادہ واضح اور صریح بات کیا ہو سکتی ہے؟ اس سے ان تمام وساوس کا رد ہو جاتا ہے جو تاریخی حقائق کو مسخ کرنے والے پیش کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے تو سنہ 1301ھ (بمطابق 1884ء) والے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا، یا ایسا کوئی فتویٰ تھا ہی نہیں، نیز اس سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار جس میں مرزا قادیانی کو" مرتد، کافر، دائرۂ اسلام سے خارج" لکھا ہے، مولانا بٹالوی کا فتویٰ شائع ہونے سے پہلے ہی شائع شدہ تھا۔

الغرض بات طویل ہو گئی، اس پر سیر حاصل کلام ہم اصل کتاب میں کر چکے ہیں، یہاں چونکہ" تاریخی حقائق کو مسخ" کرنے کی بات کی گئی ہے تو ہم ایک بار پھر پوچھتے ہیں

کہ جب لاہور کے ایک ادارے سے سنہ 1986ء میں مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ دوبارہ شائع کیا گیا تو اس کے آخر سے" علماء لدھیانہ" کا اشتہار اور اس متعلق ساری عبارت کیوں نکال دی گئی؟، کیا بادی النظر میں یہ" تاریخی حقائق"مسخ کرنے کی کوشش نہیں تھی؟ اور ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر ایسا سہواً یا غلطی سے ہوا ہے تو کیا فتویٰ شائع کرنے والے ادارے یا اس کے کار پردازوں کی طرف سے اس پر آج تک کوئی اعتذار شائع کیا گیا؟ دو سال ہو گئے ہمارے سوال کو لیکن اب بھی بجائے تسلی بخش جواب دینے کے وہی پرانا راگ ہی الاپا جا رہا ہے کہ " ہم تاریخی حقائق کو مسخ کرنے والوں کی نقاب کشائی کریں گے"، کاش سب سے پہلے مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے میں تحریف کرنے والوں کی نقاب کشائی سے اس کام کو شروع کیا جاتا تو بھی کوئی بات ہوتی.

مولانا محمد داود ارشد صاحب نے ہمیں" عرض مولف" میں یہ بھی بتایا ہے کہ اس مجموعے میں انہوں نے چند نئے مضامین کا اضافہ بھی کیا ہے، ان میں نمبر 1 پر انہوں نے لکھا ہے" نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور مرزا قادیانی کی تکفیر"، نمبر 2 پر" مولانا عبدالحق غزنوی کی مرزا قادیانی کو دعوت مباہلہ"، نمبر 3 پر لکھا ہے" مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کا براہین پر ریویو اور علماء امت" اور نمبر 4 پر لکھا ہے" علمائے لدھیانہ تکفیری تھے"، ان چاروں پر ہم مختصراً کچھ عرض کریں گے.

جہاں تک علماء لدھیانہ کے بارے میں مولانا موصوف کے بغض کا تعلق ہے اس پر مفصل بحث ہم اصل کتاب میں کر چکے ہیں، یہ" تکفیری" والی بات تو موصوف اپنے مضمون میں بھی لکھ آئے ہیں جس پر ہم نے کتاب لکھی ہے، ہم نے وہیں یہ سوال بھی کیا تھا کہ ایک طرف موصوف علماء لدھیانہ کو" تکفیری" بھی کہتے ہیں لیکن دوسری طرف انہی علماء نے جو مرزا قادیانی کی" تکفیر" کی اس میں طرح طرح سے کیڑے بھی نکالتے ہیں، وہ علماء

لدھیانہ کو" تکفیری" بھی کہتے ہیں اور پھر ان پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا تھا، کیا" تکفیری" اپنے فتووں سے رجوع کیا کرتے ہیں؟

کیا نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی؟

البتہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی طرف سے مرزا قادیانی کی تکفیر کی بات نئی سامنے آئی ہے اور اگر اسے (بالفرض) صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے ہمارے کرم فرماؤں کے ان تمام اعتراضات کا قلع قمع ہوجاتا ہے جو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی اولین کتاب " براہین احمدیہ" میں ایسی کوئی بات تھی ہی نہیں جس کی بنا پر اس کی تکفیر کی جاسکتی، اس زمانہ میں مرزا کا کفر واضح ہی نہیں تھا، لہٰذا علماء لدھیانہ نے جو اس کتاب کی بنیاد پر مرزا قادیانی کی تکفیر کی اس میں انہوں نے جلد بازی کی کیونکہ ایک تو ان کا ذہن تکفیری تھا اور دوسرا انہوں نے یہ تکفیر کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں کی تھی.... وغیرہ وغیرہ.

ہم مولانا محمد داود ارشد صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے انتہائی محنت اور" قلم کی صفائی" سے نواب صدیق حسن خان مرحوم کا ایک فتویٰ بنانے کی کوشش کی ہے اور بقول مولانا محمد داود ارشد یہ فتویٰ مرزا کی اسی کتاب پر دیا گیا جس کتاب کی بنیاد پر علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، چنانچہ اس نئی کتاب کے صفحہ 205 پر مولانا محمد داود ارشد صاحب لکھتے ہیں:

> " مرزا قادیانی ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، تصنیف براہین احمدیہ سے قبل پوری امت مرحومہ کے نزدیک مرزا جی کی حیثیت ایک کلمہ گو مسلمان کی تھی، براہین احمدیہ کی اشاعت پر مرزا کی شخصیت متنازع ہوئی، بعض لوگوں کو حسن ظن تھا مگر نواب صاحب (یعنی نواب صدیق حسن خان صاحب. ناقل) نے مرزا جی کی تصنیف کو پڑھ کر حقیقت حال بھانپ

لی، توانہوں نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا".

(قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 205 طبع دار ابی الطیب گوجرانوالہ)

اب مولانا داود ارشد صاحب کو معلوم تھا کہ انہوں نے جو دعویٰ کیا ہے اسے ثابت کرنا ان کے بس کی بات نہیں تو اس کے لئے جو دلائل تراشے اس میں "قلم کی صفائی" کس طرح دکھائی ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے کو نواب صاحب کے پاس بھیجا اور مالی مدد کی اپیل کی، جس پر نواب صاحب نے مرزا کو صاف جواب دیا، جس کا شکوہ مرزا نے براہین احمدیہ کے حصہ چہارم کی ابتدا میں بعنوان مسلمانوں کی نازک حالت کے تحت کیا ہے". (قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 205)

اس عبارت میں مولانا موصوف نے لکھا ہے کہ" مرزا نے نواب صاحب کو براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ بھیجا تھا" اور آگے حوالے کے طور پر مرزا کی کتب کے مجموعے "روحانی خزائن" کی جلد 1 صفحہ 320 کا حوالہ دیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس صفحہ پر ہر گز کہیں یہ ذکر نہیں کہ مرزا قادیانی نے نواب صاحب کو اپنی کتاب" براہین احمدیہ" کا تیسرا حصہ یا تیسری جلد بھیجی تھی، بلکہ اس جگہ سرے سے کسی کتاب کے بھیجنے کا ہی ذکر نہیں، صرف مالی اعانت کی بات ہے، اور مرزا نے یہ شکوہ کیا ہے کہ نواب صاحب نے پہلے لکھا تھا کہ وہ پندرہ بیس کتابیں خریدیں گے لیکن بعد میں جب انہیں یاد دہانی کروائی گئی تو جواب دیا کہ ہماری طرف سے کوئی امید نہ رکھیں، لیکن مولانا داود ارشد صاحب نے انتہائی مہارت سے" براہین احمدیہ کی تیسرے حصہ" کی تحدید کردی کہ مرزا نے یہ جلد نواب صاحب کو بھیجی تھی، یہ ان کے قلم کی صفائی ہے جس کے پیچھے ان کا ایک خاص مقصد ہے.

پھر آگے خود بات کو جاری رکھتے ہوئے مولانا موصوف نے میر عباس علی لدھیانوی مرحوم کو لکھے مرزا قادیانی کے ایک خط کا حوالہ دیا ہے جس میں مرزا نے لکھا تھا کہ :

" ابتدا میں جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستوں میں توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا اور کتابیں بھی بھیجی گئی تھیں سو اس میں صرف نواب ابراہیم علی خاں صاحب نواب مالیر کوٹلہ اور محمود خاں صاحب رئیس چھتاری اور مدار الہام جونا گڑھ نے کچھ مدد کی تھی، دوسروں نے اول تو توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفا نہیں کیا، بلکہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپال نے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا".

(قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 205و206)

غور فرمائیں! مرزا قادیانی اس خط میں صاف طور پر لکھ رہا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب " براہین احمدیہ " ابھی چھپنی شروع ہوئی تھی، مرزا نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ یہ واقعہ براہین احمدیہ کی تیسری جلد کی اشاعت کے بعد کا ہے یا اس نے کتاب کی تیسری جلد نواب صاحب کو بھیجی تھی، جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرزا نے جو لکھا وہ سچ ہے تو یہ واقعہ براہین احمدیہ کی پہلی جلد کی اشاعت کے وقت کا ہی ہے اور یہ زمانہ سنہ 1880ء کا ہے، اس بات کی مزید تائید قادیانی مؤرخ " دوست محمد شاہد" کے بیان سے بھی ہوتی ہے، اس نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے :

" ڈیڑھ سو مسلمان دولت مندوں اور رئیسوں کو براہین احمدیہ کا پہلا حصہ بھجوا دیا تھا اور متعدد خطوط کے علاوہ ڈاک کے مصارف بھی اپنی گرہ سے ادا کیے تھے". (تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 187 طبع قادیان)

یاد رہے! ان حوالوں میں کہیں کسی جگہ اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ نواب صاحب نے اپنے کسی خط میں مرزا قادیانی کو کافر لکھا تھا یا اس کی تکفیر کی تھی۔

لہٰذا اگر یہ دعویٰ درست تسلیم کیا جائے کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے مرزا قادیانی کی "براہین احمدیہ" کی بنیاد پر تکفیر کی تھی تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے حصے یا پہلی جلد میں ہی کفریہ باتیں پائی جاتی تھیں۔

اب چونکہ مولانا محمد داود ارشد صاحب نے یہ ثابت کرنا تھا کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کی بنیاد پر ہی نواب صدیق حسن خان صاحب نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دے دیا تھا اس کے لئے انتہائی مہارت سے ایک اور "قلم کی صفائی" دکھائی گئی ہے، مولانا موصوف لکھتے ہیں:

"1300ھ کے لگ بھگ حضرت نواب صاحب مرحوم "الدین الخالص" تحریر کر رہے تھے، جس میں انہوں نے حدیث نبوی ((کذابون ثلاثون)) کی شرح کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دیا..." (قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 206)

پھر مولانا محمد داود ارشد صاحب نے نواب صدیق حسن خان مرحوم کی "الدین الخالص" کے حوالے سے ایک عربی عبارت نقل کی ہے جس کا اردو ترجمہ یوں بنتا ہے کہ:

"میں کہتا ہوں کہ حجج الکرامہ کے مولف نے ان تیس بڑے جھوٹوں میں سے زیادہ تر کے نام ذکر کیے ہیں، اور موجودہ زمانہ میں ہونے والے ایک شخص کو بھی شمار کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ وہ دھوکے باز، جھوٹا اور وضاع ہے اس کا گمان ہے کہ وہ نبی ہے.."

یہ حوالہ نقل کر کے مولانا محمد داود ارشد صاحب لکھتے ہیں:

"ان حقائق سے ثابت ہوا کہ نواب صدیق حسن خان نواب صاحب نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے اور نواب صاحب کا فتویٰ پوری دنیائے اسلام سے پہلے کا ہے.." (ایضاً، صفحہ 206)

اب ذرا مولانا داود ارشد صاحب کی "قلم کی صفائی" دیکھیں:

اولاً: الدین الخالص نامی کتاب کی تحریر کا جو ٹکڑا انہوں نے نقل کیا ہے اس میں صاف طور پر صاحب تحریر "حجج الکرامہ" کا حوالہ دے رہے ہیں کہ اس کتاب میں تیس بڑے جھوٹوں میں سے اکثر کے نام مذکور ہیں اور انہی میں اس موجودہ زمانہ کے ایک شخص کا نام بھی شمار کیا گیا ہے، جبکہ مولانا داود ارشد یہ دھوکا دے رہے ہیں کہ جیسے ان تیس کذابوں بشمول موجودہ زمانہ کے شخص کا ذکر نواب صاحب نے "الدین الخالص" میں کیا ہے.

ثانیاً: نواب صاحب کی "الدین الخالص" والی عبارت میں دور دور تک کہیں مرزا قادیانی کا نہ نام ہے نہ ہی اس کی طرف کوئی اشارہ ہے، لیکن مولانا داود ارشد صاحب نے یہ غلط بیانی کردی کہ:

"نواب صاحب نے الدین الخالص میں مرزا قادیانی کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دیا......اور انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی" (ملخصاً)

ثالثاً: مولانا محمد داود ارشد صاحب نے سب سے بڑی کاریگری جو دکھائی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب "الدین الخالص" حجازی سائز کی دو مبسوط جلدوں کی صورت میں سنہ 1301ھ میں پریس سے چھپ کر شائع ہوگئی تھی (دیکھیں نئی کتاب کا صفحہ 207)، یہ کاریگری انہیں اس لئے کرنی پڑی تا کہ وہ کسی طرح یہ ثابت کرسکیں کہ سنہ 1301ھ میں علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کی تکفیر سے پہلے ہی نواب صدیق حسن خان صاحب نے مرزا کو کافر قرار دیا تھا،

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ "الدین الخالص" نامی کتاب کی اشاعت ہرگز سنہ 1301ھ میں نہیں ہوئی تھی اس کی پہلی طبع کے دوسرے حصہ کے آخر میں صاف لکھا ہے کہ اس کی تالیف کی تکمیل ہی بتاریخ 23 جمادی الآخرہ سنہ 1304ھ کو ہوئی ، بلکہ دوسرے حصے کے ٹائٹل پر ہی جلی حروف میں "1304" لکھا ہوا ہے، ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ چلو دوسرا حصہ 1304ھ میں مکمل ہوا ہوگا، پہلا حصہ تو 1300ھ یا 1301ھ میں ہی شائع ہوا تھا، تو عرض ہے کہ یہ بات بھی غلط ہے، سر دست ہم یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں، ضرورت پڑی تو اس پر مزید کچھ عرض کریں گے، ماہنامہ "محدث" لاہور بات ماہ ستمبر 1998ء میں ایک مضمون بعنوان "نواب صدیق حسن خان اور ان کی تصانیف" شائع شدہ ہے، مضمون نگار کا نام "عبدالرشید عراقی" ہے، اس میں صاف لکھا ہے کہ "الدین الخالص" کی جلد اول کی اشاعت سنہ 1302ھ میں ہوئی تھی (اگرچہ ہمارا اس سے بھی اختلاف ہے) لیکن یہ حوالہ صرف یہ ثابت کرنے کے لئے دیا گیا ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب کی یہ بات بلا دلیل اور خلاف حقیقت ہے کہ کتاب مذکور دو مبسوط جلدوں میں سنہ 1301ھ میں شائع ہوگئی تھی.

رابعاً : آئیے ہم اس کتاب کو دیکھتے ہیں جس کا ذکر نواب صاحب نے "الدین الخالص" میں کیا ہے شاید اس میں اس شخص کا کوئی نشان مل جائے جسے مولانا داود ارشد صاحب "مرزا قادیانی" بتا رہے ہیں؟ لیکن اس طرف جانے سے پہلے ذہن میں رہے کہ یہ بات تو یقینی ہے کہ "حجج الکرامہ" جب لکھی گئی تو اس وقت تک مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کا کہیں نام ونشاں تک نہیں تھا، اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کتاب میں "مرزا قادیانی" کو کافر قرار دیا گیا ہو، کیونکہ "حجج الکرامہ فی آثار القیامۃ" کی اشاعت سنہ 1291ھ میں ہوئی تھی اس وقت تو مرزا قادیانی کی کوئی بھی کتاب سامنے نہیں آئی تھی

اور نہ ہی کوئی ایسا دعویٰ اس نے کیا تھا جس کی بنا پر اس پر کفر کا فتویٰ دیا جاتا۔ بہرحال ہمارے سامنے "حجج الکرامہ" طبع اول موجود ہے، اس کے صفحہ 233 تا 239 پر "تیس دجالوں اور کذابوں" والی حدیث پر کلام کیا گیا ہے اور واقعی کئی نام گنوائے گئے ہیں اور سب سے آخر میں صفحہ 239 پر "اسی زمانہ" کی شخصیت کا اس کے نام کے ساتھ ذکر موجود ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ وہ نام ہے "سید احمد خان" کا جو "سرسید احمد خان" کے نام سے مشہور ہیں، فارسی عبارت یوں ہے:

"....دریں زمانہ بعہد برطانیہ بعد از سنہ 1273 ہجری سید احمد خان نام مردی کشمیری الاصل دہلی المتوطن پیشتر صدر امین بعدہ صدر الصدور والحال بخطاب ایس آئی شہرت دارد و موجد ملت نیچریہ گرویدہ از وجود ملائکہ و شیاطین وجنات انکار دارد.......الخ"

(حجج الکرامہ، صفحہ 239 طبع اول سنہ 1291ھ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب صاحب نے "تیس دجالوں اور کذابوں" والی حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق بہت سے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک "سید احمد خان" بھی ہوا ہے جو نیچری فرقہ کا موجد ہے اور وہ فرشتوں اور جنات وغیرہ کے وجود کا منکر ہے۔

نوٹ: ہمارے خیال میں "الدین الخالص" سے پیش کی جانے والی عبارت جسے نواب صدیق حسن خان صاحب کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے یہ ان کی نہیں ہے، کسی اور نے شاید کوئی نوٹ لکھا جو غلطی سے کتاب میں چھپ گیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس عبارت کی ابتدا یوں ہوتی ہے ..واقول ذکر صاحب حجج الکرامة اسماء هؤلاء ..اس کا ترجمہ ہے: میں کہتا ہوں کہ صاحب حجج الکرامہ نے ان تیس جھوٹوں کے نام ذکر کیے ہیں .. جبکہ

" صاحب حجج الکرامۃ" کوئی اور نہیں بلکہ خود نواب صاحب ہیں جو" الدین الخالص" لکھ رہے ہیں، تو انہیں یوں لکھنا چاہیے تھا کہ " میں نے اپنی کتاب حجج الکرامۃ میں یہ نام ذکر کر دیے ہیں" ، نیز انہوں نے" حجج الکرامۃ" میں اس زمانہ کے جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کا نام بھی لکھا تھا، تو یہاں کیا وجہ ہوئی کہ اس کا نام ذکر نہیں کرتے؟ واللہ اعلم بالصواب.

بہر حال! اگر واقعی یہ عبارت الحاقی نہیں بلکہ نواب صاحب کی ہے تو ہم نے وہ حوالہ پیش کر دیا ہے جس کی طرف نواب صاحب نے اپنی بعد والی کتاب" الدین الخالص" میں اشارہ کیا ہے اور یہ ہے وہ شخص جو نام کے ساتھ" حجج الکرامہ" میں مذکور ہے جبکہ " الدین الخالص" میں اس کا نام بھی نہیں لیا گیا، لیکن مولانا محمد داود ارشد صاحب نے کمال کاریگری سے اسے" مرزا قادیانی" بنا کر پیش کر دیا.

اور یہ بات ہم بیان کر آئے ہیں کہ کتاب " حجج الکرامہ" کی اشاعت مرزا کی کتاب" براہین احمدیہ" کے وجود میں آنے سے بھی پہلے کی ہے اور خود مولانا محمد داود ارشد صاحب نے ہمیں اسی جگہ یہ بھی بتایا ہے کہ:

" مرزا قادیانی ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، تصنیف براہین احمدیہ سے قبل پوری امت مرحومہ کے نزدیک مرزا جی کی حیثیت ایک کلمہ گو مسلمان کی تھی، براہین احمدیہ کی اشاعت پر مرزا کی شخصیت متنازع ہوئی".

(قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 205 طبع دار ابی الطیب گوجرانوالہ)

اور اسی کتاب میں مولانا محمد داود ارشد صاحب نے لکھا ہے:

" امت مرحومہ میں ہیجان اس وقت پیدا ہوا جب مرزا جی نے وفات مسیح علیہ السلام کا اثبات اور خود کو مسیح موعود قرار دیا" (ایضاً، صفحہ 27)

اور یہ بھی مولانا موصوف ہی نے لکھا ہے کہ:

"تصنیف براہین احمدیہ کے زمانے میں مرزا کے کفر و اسلام کی بحثیں اہل علم کی مجالس میں ضرور آئیں، موافق و مخالف نے اپنی آراء سے اپنے حلقۂ احباب کو ضرور مطلع کیا، لیکن کسی نے باضابطہ فتویٰ جاری نہیں کیا، اہل علم نے اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی.."

(ایضاً، صفحہ 128و129)

ہمیں نہیں معلوم کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے سر سید احمد خان کو "مدعی نبوت" اگر لکھا ہے تو کس بنیاد پر؟ لیکن اب مولانا داود ارشد صاحب اس گتھی کو سلجھائیں کہ جب تصنیف براہین احمدیہ سے قبل پوری امت مرحومہ کے نزدیک مرزا قادیانی مسلمان تھا، اور امت میں ہیجان پیدا ہی اس وقت ہوا جب اس نے وفات مسیح کا اثبات اور خود کو مسیح موعود قرار دیا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ نواب صاحب مرحوم نے "بقول مولانا داود ارشد صاحب" مرزا قادیانی کا نام "تیس دجالوں اور جھوٹوں" کی فہرست میں اس وقت ذکر کر دیا جب ابھی براہین احمدیہ نامی کتاب کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا؟ اور بقول مولانا داود ارشد انہوں نے مرزا کے کفر کا فتویٰ بھی دے دیا، کیا یہ "الہامی" فتویٰ تھا؟

الغرض! مولانا محمد داود ارشد صاحب قیامت کی صبح تک نواب صدیق حسن خان صاحب کا 1884ء یا اس سے قبل کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کا کوئی فتویٰ ہی ثابت نہیں کر سکتے، اور چلے ہیں وہ اس "فرضی" فتوے کو دنیائے اسلام کا سب سے پہلا فتویٰ ثابت کرنے، اور دوسری طرف یہ پوچھتے پھرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ کا فتویٰ دکھاؤ، وہ تو زبانی باتیں تھیں وغیرہ وغیرہ، لیکن بہرحال علماء لدھیانہ دشمنی میں انہوں نے نواب صدیق حسن خان کی کتاب "الدین الخالص" کی ایک مبہم عبارت پیش کر کے یہ تسلیم کرلیا کہ براہین احمدیہ کی پہلی تین جلدوں کی تالیف کے زمانہ میں ہی مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت

کردیا تھا اور اسی بنیاد پر نواب صدیق حسن خان صاحب نے اس کی تکفیر کردی تھی.

اب ہمارا سوال ہے کہ کیا مولانا محمد داود ارشد صاحب اور ان کے " مؤرخ ختم نبوت " (محمد سلیمان اظہر المعروف " ڈاکٹر بہاء الدین ") واقعی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے زمانہ تالیف براہین احمدیہ (پہلے تین حصص) یعنی 1882ء میں نبوت کا دعویٰ کردیا تھا؟ کیا جو آپ کے " مؤرخ ختم نبوت " صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہی 31 جنوری 1891ء سے مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی کے درمیان شروع ہونے والی خط وکتابت سے ہوا، یہ بات درست ہے یا آپ کا موقف یہ ہے کہ تحریک ختم نبوت کا آغاز 1301ھ (بمطابق 1884ء) سے ہوا جب آپ کے بقول نواب صدیق حسن خان صاحب نے مرزا کو " مدعی نبوت " قرار دے کر اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا؟

نیز آپ کو اب یہ بھی بتانا ہے کہ کیا براہین احمدیہ کے پہلے تین حصوں کی بنیاد پر اس کی تکفیر درست تھی؟ اس سوال کا جواب آنے کے بعد ہم اس پر بحث کریں گے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کا یہ " اولین فتوائے کفر " مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے علم میں کیوں نہ آسکا؟ وہ تو اپنے ریویو میں صرف علماء لدھیانہ کو ہی کوستے رہے اور لکھتے رہے کہ " علماء لدھیانہ سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں " (حوالہ پہلے گذرا).

اور کیا آپ اس بات کا اقرار کریں گے کہ سنہ 1301ھ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے میں علمائے لدھیانہ اکیلے نہیں تھے بلکہ نواب صدیق حسن خان بھی ان کے ہمنوا تھے؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں .. لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مولانا داود ارشد صاحب نے آخری پتہ جو پھینکا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مولانا عبد الاحد خانپوری مرحوم کے رسالے" السيف المسلول في نحر شاتم الرسول " کے حوالے سے لکھا ہے کہ خانپوری صاحب نے مرزا قادیانی کے بارے میں نواب صاحب کے اس فتوے کا ذکر کیا ہے اور حسب عادت یہ گرہ بھی لگائی ہے کہ "اس بات کا کسی نے انکار نہیں کیا".

تو عرض ہے کہ مولانا عبد الاحد خانپوری مرحوم نے بعینہ "الدین الخالص" کی وہی عربی عبارت نقل کی تھی جس پر ہم پہلے بات کر آئے ہیں اور انہوں نے بھی شاید "حجج الکرامہ" کی طرف مراجعت نہ کی جس کا حوالہ "الدین الخالص" میں دیا گیا ہے اور وہ بھی اس مبہم عبارت سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اس شخص سے مراد مرزا قادیانی ہے جبکہ "الدین الخالص" کی عبارت میں کس شخص کا نام ہی نہیں، اور اسی زمانہ کی جس شخصیت کا نام "حجج الکرامہ" میں مذکور ہے وہ آپ جان چکے، نیز زمانہ تالیف "الدین الخالص" میں تو (بقول مولانا داود ارشد صاحب واعوانہ) مرزا قادیانی نے نبوت تو کیا، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا، پھر "الدین الخالص" میں مرزا قادیانی کا نام تو کیا ایسا کوئی اشارہ تک نہیں کہ اس شخص سے نواب صاحب کی مراد مرزا قادیانی ہے، اس لئے مولانا داود ارشد صاحب کا یہ لکھنا سراسر غلط اور خلاف حقیقت ہے کہ:

" گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تکفیر میں نواب صاحب کو سبقت حاصل ہے". (قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 208)

یاد رہے! نواب صدیق حسن خان مرحوم کی وفات مورخہ 29 جمادی الآخرۃ 1307ھ بمطابق 17 فروری 1890ء کو ہوئی تھی، اور اس وقت تک ابھی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ بھی سامنے نہیں آیا تھا بلکہ ابھی اس فتوے کے لئے

استفتاء بھی تیار نہیں ہوا تھا۔

غزنوی ولکھوی فتوے کہاں ہیں؟

مولانا محمد داود ارشد صاحب نے اسی نئی کتاب میں آگے ایک جگہ "غزنوی و لکھوی موقف" کی سرخی جمائی ہے اور پھر لکھا ہے:

"ان دونوں خاندانوں کے متعلق ہم تفصیلاً عرض کر چکے ہیں کہ یہ لوگ زمانۂ تصنیف براہین میں مرزا جی کو کافر کہتے تھے، جس کا کوئی معقول جواب تو درکنار، اس وزنی پتھر کو ہاتھ لگانے کی بھی زحمت نہیں کی گئی، اسے لوہے کے چنے سمجھ کر بے ڈکار ہضم کر گئے ہیں اور ان شاء اللہ ان کے فتوائے تکفیر کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے، اس سلسلے میں ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا تکفیری فتویٰ ذاتی رنجش اور کدورت کی وجہ سے تھا، علمائے دیوبند کے سمجھانے اور ملامت کرنے پر انہوں نے ان موقف سے رجوع کر لیا تھا، اس پر بعض حضرات کو بڑا درد اٹھا ہے اور لعنت ملامت کو ہی شاید انہوں نے جواب تصور کیا ہے، حالانکہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ فتاویٰ قادریہ کے بیانات کی روشنی سے نتیجہ اخذ کیا ہے اور ہم نے اپنے موقف پر دیوبندی مکتب فکر کی بڑی قد آور شخصیت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو بطور گواہ بھی پیش کیا تھا، یہ ایک مخالف کی شہادت ہمارے حق میں تھی، ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے فتاویٰ قادریہ کی ایک عبارت میں تحریف لفظی کر کے نتیجہ غلط نکالا تھا، جس کی ہم نے شریفانہ طریقے سے اصلاح کر کے رزلٹ کو درست کر دیا تھا، اس پر سیخ پا ہونے کی ضرورت تھی نہ لفظ "غیر مقلد" کے معنی ومفہوم پر مغز کھپائی کی

حاجت تھی، کیوں؟ اس لئے کہ ہم سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی علمائے دیوبند نے تائید نہ کی تھی، بلکہ 1884ء کے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان کہا تھا، جس کا لازمی پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے فیصلے میں جو مرزا قادیانی کو غیر مقلد لکھا تھا اس سے ان کی مراد دہریے، وغیرہ کافر نہیں بلکہ مسلمان مراد تھا".

(قادیانیت پر اولین فتوائے تکفیر، صفحہ 212و213)

ہم نے مولانا داود ارشد صاحب کا یہ طویل اقتباس اس لئے نقل کیا ہے تا کہ ہماری کتاب کے جواب سے ان کی قابل رحم حد تک بے بسی کا آپ کو اندازہ ہو سکے، ورنہ ہم نے ان کے اس" فرضی وخیالی" فتووں کی حیثیت اپنی کتاب میں واضح کر دی تھی، لیکن شاید مولانا کی تسلی نہ ہوئی تو اب ہم دوسرے طریقے سے سمجھاتے ہیں.

مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون مندرجہ ہفت روزہ" الاعتصام" شمارہ 27 نومبر تا 03 دسمبر 2020ء صفحہ 11 پر ایک بڑھک ماری تھی کہ:

"1301ھ کا لدھیانوی فتویٰ کہاں ہے؟ جس فتوے کی بنیاد الہام اور القائے الٰہی پر تھی جس پر لدھیانوی علماء نے استخارے کروائے، جس کے پھر دلائل تلاش کرتے رہے، اس کا استفتاء کیا تھا اور جواب کیا تھا؟ اتنا اہم فتویٰ کہاں کھو گیا؟ اس میں کون سے دلائل تھے؟ اس کی وضاحت درکار ہے".

اب ہم مولانا داود ارشد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ لکھوی صاحب کا وہ" الہامی" فتویٰ کہاں ہے جس کے متعلق آپ حضرات نے لکھا ہے کہ:

"اس کی (یعنی مرزا قادیانی کی. ناقل) تکفیر وتکذیب کے متعلق اولین

الہامی فتویٰ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی نے لگایا"

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، تالیف محمد اسحاق بھٹی، صفحہ 306)

ہمیں وہ فتویٰ دکھایا جائے ، اتنا اہم فتویٰ کہاں کھو گیا؟ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس "الہامی" فتوے میں کن دلائل کی بنیاد پر لکھوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا اور کس سال یا مہینے میں دیا؟ کیا "الہام" کی بنیاد پر کسی کی تکفیر کی جا سکتی ہے؟ ہم مولانا محمد داود ارشد کا ہی سوال ان کو لوٹاتے ہیں، وہ علماء لدھیانہ کے فتوے پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" خامساً :اس سارے واقعے کو تسلیم کرلیا جائے تو سوال یہ ہے کہ کیا کسی کو اپنے الہام کی بنیاد پر کافر کہا جاسکتا ہے؟...... محترم! امتی کا کشف والہام زیادہ سے زیادہ ایک ظن ہے اور ظنی چیز پر کسی کے کفر واسلام کا فیصلہ نہیں کی جاسکتا.." (الاعتصام، 20 تا 26 نومبر 2020 صفحہ 16)

پھر کیا اس لکھوی "اولین فتوے" کا علم مولانا بٹالوی کو اس وقت تھا جب وہ براہین احمدیہ کا "تائیدی" ریویو لکھ رہے تھے اور علماء لدھیانہ پر اپنا غیظ وغضب ڈھا رہے تھے کہ انھوں نے بٹالوی صاحب کے قریبی دوست مرزا قادیانی کی تکفیر کیوں کی؟ (مولانا داود ارشد صاحب نے ہی مرزا قادیانی کو مولانا بٹالوی کا "قریبی دوست" لکھا ہے، دیکھیں نئی کتاب کا صفحہ 31)، اور پھر بتایا جائے کہ یہ "اولین الہامی لکھوی فتویٰ" واقعی "اوّلین" ہے یا "نواب صدیق حسن خان صاحب" کا فتویٰ "اوّلین" ہے؟

آپ نے دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ:

"ان دونوں خاندانوں کے متعلق ہم تفصیلاً عرض کر چکے ہیں کہ یہ لوگ زمانۂ تصنیف براہین میں مرزا جی کو کافر کہتے تھے..."

لہٰذا آپ کو ثابت یہ کرنا ہے کہ "غزنوی ولکھوی" حضرات نے سنہ 1880ء تا

1884ء کے زمانہ میں مرزا قادیانی کو کافر کہا، کیونکہ " زمانۂ تصنیف براہین احمدیہ" سے آپ کی مراد براہین کی پہلے چار حصوں کی اشاعت ہی ہے، اور یہ بات صرف یوں لکھنے سے ثابت نہیں ہوگی کہ " ہم تفصیلا عرض کر چکے ہیں"، بھائی کہاں عرض کر چکے ہیں؟ آپ تو ہر جگہ یہی " عرض" کرتے ہیں کہ زمانۂ براہین احمدیہ میں ساری امت ایک طرف تھی اور ان کے خیال میں مرزا مسلمان ہی تھا، صرف لدھیانہ کے تین بھائی تھے جنہوں نے ساری امت کے برخلاف مرزا کی تکفیر کی، مولانا! آپ تو اس زمانہ سے سوا صدی بعد " غزنوی و لکھوی تکفیر" کا انکشاف کررہے ہیں، لیکن آپ ہی کے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر یہ انکشاف کیوں نہ ہوا؟ انہوں نے براہین احمدیہ پر لکھے اپنے تائیدی ریویو میں مرزا کی مخالفت کرنے والے صرف دو فریقوں کا ذکر کیا ہے، " امرتسری منکرین" اور " لدھیانوی منکرین" اور پھر لکھا ہے کہ مرزا کو کافر صرف لدھیانوی فریق ہی کہتا ہے اور ان پر مولانا نے بہت غصے کا اظہار کیا ہے (جبکہ غزنوی حضرات امرتسر میں تھے)، اور مولانا بٹالوی نے اسی ریویو میں براہین احمدیہ کے ان دونوں قسم کے " منکرین" کا اپنے خیال کے مطابق تفصیلی رد کرنے کی بھی کوشش کی ہے لیکن مرزا کی تکفیر کرنے والوں میں نہ کسی غزنوی صاحب کا ذکر کیا اور نہ ہی لکھوی علماء کا۔

تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ علماء لدھیانہ کی طرح " غزنوی ولکھوی" حضرات نے بھی اسی وقت مرزا کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا لیکن ان فتووں کا علم اس وقت کسی کو نہ ہوسکا یہاں تک کہ مولانا بٹالوی مرحوم کو بھی ان فتووں کی بھنگ نہ پڑی ورنہ وہ اپنے ریویو میں ان کا بھی ضرور رد کرتے؟

یا کہیں ایسا تو نہیں کہ جو مولانا بٹالوی مرحوم نے یہ لکھا ہے کہ:

" کادیانی نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو

بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

اور جو یہ لکھا ہے کہ:

" اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہوجاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا...". (اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

ان تحریرات میں مولانا بٹالوی کا اشارہ "غزنوی ولکھوی" خاندانوں کی طرف ہے اور ہم غلطی سے کچھ اور سمجھ رہے ہیں؟ بینوا تُوجروا!

تعجب ہے کہ آپ نے ہی ایک جگہ یوں سرخی جمائی ہے "متفقہ فتوائے تکفیر سے قبل علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ" اور اس کے تحت لکھا ہے کہ:

" مرزا نے تحریری طور پر 1891ء کی ابتدا میں مسیحیت ونبوت کا دعویٰ کیا، مگر زبانی طور پر وسط 1890ء میں وہ ان تمام دعاوی سے اپنے مقربین و حواریوں کو مطلع کر چکا تھا، مسلمانوں میں سے جس کو بھی اس کی بھنک پڑی، اس نے مرزا کو دجال وکذاب اور مفتری قرار دیا، اس میں سبقت کس کو حاصل ہوئی، اس دور کا اگر مکمل ریکارڈ دستیاب ہوجائے تو کوئی

حتمی فیصلہ کیا جا سکتا ہے".

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 135 طبع 2023ء)

اس کے بعد آپ نے اپنے" مرکزی گواہ" مرزا قادیانی کے چند خطوط نقل کیے ہیں جن میں مرزا نے غزنوی و لکھنوی صاحبان کا ذکر کیا ہے اور آپ کے دلائل کی ساری کائنات یہی مرزا کے خطوط ہیں، لیکن آپ کے اقرار کے مطابق یہ سب تو سنہ 1890ء یا اس کے بعد کے واقعات ہیں نہ کہ 1884ء یا اس سے پہلے کے، اگر زمانۂ اشاعت براہین احمدیہ میں غزنوی و لکھنوی صاحبان نے مرزا کی تکفیر کی ہوتی تو آپ یہاں ان کا ضرور ذکر کرتے جیسے آپ نے اس بار نواب صدیق حسن خان مرحوم کے فتوے والی ایک دُور کی کوڑی لائی ہے، کیونکہ آپ کا عنوان ہے" متفقہ فتوائے تکفیر سے قبل علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ" یعنی آپ یہاں مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتویٰ سنہ 1891ء/1892ء سے قبل علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ کا ذکر کر رہے ہیں جو انہوں نے مرزا قادیانی کے بارے میں دیے، لیکن حیرت ہے آپ نے بات شروع ہی سنہ 1890ء سے کی ہے، اگر آپ کے پاس اس سے پہلے کے علمائے اہل حدیث کے کوئی فتاویٰ ہوتے تو آپ ضرور بات وہاں سے شروع کرتے کیونکہ آپ کی غرض وغایت ہی علماء لدھیانہ کی تکفیر کے" اوّلین" ہونے کا ابطال ہے۔

یہاں ہم اس طرف بھی اشارہ کرتے جائیں کہ مولانا داود ارشد صاحب نے عنوان میں لفظ لکھا ہے" علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ" اور پھر آگے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے خطوط نقل کیے ہیں جن میں مرزا نے یہی لکھا ہے کہ غزنوی صاحبوں نے" دبی زبان میں" مجھے کافر کہنا شروع کیا ہے، اور لکھا ہے کہ" الہام کی رو سے مجھے کافر اور ملحد ٹھہرانے والے تو میاں مولوی عبد الرحمن لکھو کے والے ہیں اور جہنمی

ٹھہرانے والے میں عبدالحق غزنوی ہیں" نیز لکھا ہے کہ" مولوی محمد حسین صاحب (یعنی بٹالوی صاحب. ناقل) جس جگہ پہنچتے ہیں، یہی وعظ شروع کی ہے کہ یہ شخص ملحد اور دین اسلام سے خارج اور کذاب اور دجال ہے".

یعنی مولانا داود ارشد نے ان حضرات کی" زبانی " بلکہ" دبی زبان" میں کہی گئی اور "وعظ" میں کہی گئی باتوں نیز" الہام کی رو سے کافر اور ملحد ٹھہرانے کا نام" فتاویٰ" رکھا ہے، کیونکہ وہ جتنا بھی زور لگالیں، مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی اشاعت سے قبل مرزا قادیانی کی تکفیر کے بارے میں علمائے اہل حدیث کے تحریری شائع شدہ " فتاویٰ" تو کیا، ایک فتویٰ بھی نہیں دکھاسکتے. لیکن دوسری طرف جب بات 1884ء کے علمائے لدھیانہ کی آتی ہے تو وہاں وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ اس فتوے کا" استفتاء" کیا تھا؟ تحریری فتویٰ کہاں ہے؟ کیا کسی کو الہام کی بنیاد پر کافر قرار دیا جاسکتا ہے؟ وہ تو زبانی باتیں تھیں، الغرض مولانا داود ارشد صاحب واعوانہ اسے "فتویٰ" ماننے کے لئے تیار ہی نہیں، جبکہ علماء لدھیانہ نے جو مرزا کی تکفیر کی اس کا ثبوت ہم مرزا قادیانی کے خطوط سے نہیں بلکہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے پیش کر چکے ہیں، نیز خود علماء لدھیانہ اپنے شائع شدہ اشتہار میں اس کا ذکر کرتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے :

وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں تھی
تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی

اور یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ علماء لدھیانہ کا وہ اشتہار جس میں انہوں نے اپنے سنہ 1301ھ (مطابق 1884ء) والے مرزا کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے والے فتویٰ کا بھی حوالہ دیا اور اشتہار کے شائع کرنے کے وقت بھی اسی فتوے پر قائم رہنے کا ذکر کیا، یہ اشتہار مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے سے پہلے شائع ہو چکا تھا

اور اس اشتہار کا مولانا بٹالوی نے اپنے مرتب کردہ فتوے میں نہ صرف ذکر کیا بلکہ اس کے کچھ اقتباسات بھی نقل کیے، یعنی علماء لدھیانہ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے شائع شدہ تھا، اسی تاریخی حقیقت کو مسخ کرنے کے لئے بعد میں جب مولانا بٹالوی والے فتوے کو دوبارہ لاہور سے شائع کیا گیا تو علمائے لدھیانہ کے اشتہار والے اس حصہ کو تحریف کرتے ہوئے نکال دیا گیا، اس بات کا جواب آج تک ہمارے کرم فرماؤں پر قرض ہے۔

ہم نے یہ سوال بھی اٹھایا تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتویٰ سے قبل مرزا قادیانی کی تکفیر پر تحریری طور پر شائع شدہ اگر کوئی اور فتویٰ کہیں ہے تو اسے سامنے لایا جائے تاکہ دیکھا جائے کہ وہ کس نے لکھا، کس نے شائع کیا اور کب شائع ہوا؟ لیکن اس کے جواب میں ہمارے کرم فرماؤں کے پاس مرزا قادیانی کذاب کی تحریروں اور خطوط کے سوا کچھ نہیں۔

رہی بات علماء لدھیانہ کے فتویٰ کے دلائل کی تو اس کے لئے مولانا داود ارشد صاحب کی خدمت میں ایک بار پھر عرض ہے کہ وہ مولانا بٹالوی مرحوم کے براہین پر لکھے ریویو کو غور سے پڑھیں، وہیں مولانا بٹالوی نے تفصیل کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ لدھیانوی علماء اپنے فتوے کی بنیاد کن دلائل کو بتاتے ہیں، ذرا کھولیں "اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 172، اور پھر یہاں سے پڑھنا شروع کریں:

> "اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ... " الخ۔

یہ ساری تفصیل ہم نے اپنی اصل کتاب میں لکھ دی ہوئی ہے بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں، جس کے جواب سے بقول مولانا خاور رشید بٹ صاحب "امت کے وسیع تر

مفاد میں قلم روک لیا گیا"، ظاہر ہے" لوہے کے چنے" چبانا کوئی آسان کام تو نہیں.

ایک بار پھر علمائے لدھیانہ کے اپنے فتوے سے رجوع کا واویلا

رہا مولانا داود ارشد صاحب کا ایک بار پھر یہ واویلا کہ" علمائے لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا" تو اس کے لئے میری کتاب کا صفحہ 88 و مابعد دوبارہ پڑھ لیں، پھر بھی اگر تسلی نہ ہو تو مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے کا وہ حصہ پڑھ لیں جس میں علماء لدھیانہ کے اشتہار کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں اور جو حصہ آپ حضرات نے نئی طبع سے حذف کیا اور جو ہم اپنی کتاب میں بھی اور اسی ضمیمے میں بھی پہلے نقل کر آئے ہیں.

اب جنہوں نے فتویٰ دیا وہ تو 1891ء/1892ء میں بھی یہی بیان دیتے ہیں کہ ہم اپنے 1301ھ (مطابق 1884ء) والے فتوے پر قائم و دائم ہیں، اس تحریر پر مولانا بٹالوی نے کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا کہ یہ بات غلط ہے، یا انہوں نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا، یا انہوں نے بعد میں رجوع کر لیا تھا بلکہ مولانا بٹالوی نے کمال دیانت سے ان کی یہ بات نقل کر دی کیونکہ انہیں علم تھا کہ ان حضرات نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا اور اس سے رجوع نہیں کیا تھا، نیز علماء لدھیانہ کے اسی بیان سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ انہوں نے اپنے سنہ 1301ھ والے فتوے سے کبھی رجوع نہیں کیا تھا، تو پھر آج سوا صدی کے بعد مولانا محمد داود ارشد صاحب کو ذرہ برابر اس بات میں شرم محسوس نہیں ہوتی کہ وہ علماء لدھیانہ پر اپنے فتوے سے رجوع کا الزام لگاتے ہیں؟

چونکہ آپ کے تمام دعوؤں کا دارو مدار مرزا قادیانی کے چند" مکتوبات" پر ہے اس لئے ہم نے اپنی کتاب میں یہ بھی نقل کیا تھا کہ" تاریخ احمدیت" کے قادیانی مصنف " دوست محمد شاہد" نے مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کے بعد 3 مارچ 1891ء کو ہونے والے سفر لدھیانہ کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

"لدھیانہ کے علماء (مولوی محمد صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب وغیرہ) جو براہین کی اشاعت کے زمانے سے مخالفت کرتے چلے آرہے تھے اب اس دعوے پر پہلے سے زیادہ مشتعل ہوگئے اور انہوں نے آپ کے ورود لدھیانہ پر آپ کے خلاف مخالفت کی آگ لگا دی، ان کے حوصلے اس حد تک بڑھے کہ وہ مسلمانوں کو آپ کے قتل پر کھلم کھلا اکساتے....." (تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 392 و 393 طبع قادیان 2007ء)

اب ایک طرف علماء لدھیانہ کا اپنا اشتہار ہے جو مولانا بٹالوی نے اپنے مرتب کردہ فتوے میں نقل کیا اور اس کی تردید نہیں کی (جو اشتہار تاریخی حقائق مسخ کرنے والوں نے تحریف کرتے ہوئے مولانا بٹالوی کے فتوے سے نکال باہر کیا) اور دوسری طرف قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد کا مندرجہ بالا بیان ہے، اور ان دونوں کے مقابل مولانا داود ارشد اور ان کے مؤرخ صاحب کا یہ بیان ہے کہ:

"<u>علمائے دیوبند کے سمجھانے اور ملامت کرنے پر انہوں نے ان موقف سے رجوع کرلیا تھا</u>".

یہ کیسا رجوع تھا جو نہ علماء لدھیانہ کی کسی تحریر میں ملتا ہے، بلکہ وہ الٹا اپنے اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ میں یہ لکھتے ہیں کہ وہ سنہ 1301ھ (مطابق 1884ء) میں دیے گئے اپنے فتوے پر مسلسل قائم ہیں، اور ان کے اس بیان کی مولانا بٹالوی باوجود ان کے پرانے مخالف ہونے کے تردید نہیں کرتے نہ یہ لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے اپنے پہلے فتوے سے رجوع کرلیا تھا،، نہ "فتاویٰ قادریہ" میں ہی وہ اس رجوع کا کوئی ذکر اذکار کرتے ہیں جہاں انہوں نے اس فتوے کی روئیداد لکھی ہے، نیز قادیانی مؤرخ بھی لکھتا ہے کہ لدھیانہ کے یہ علماء "براہین احمدیہ" کے زمانہ اشاعت سے

مسلسل مرزا قادیانی کی مخالفت کرتے چلے آرہے تھے اور جب مرزا قادیانی دعوائے مسیحیت کے بعد پہلی بار مارچ 1891ء میں لدھیانہ آیا تو یہ علماء پہلے سے زیادہ مشتعل ہو گئے اور انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف لدھیانہ میں آگ لگا دی اور مرزا کے قتل پر لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا (ایسی ہی بات مرزا قادیانی کے ایک سوانح نگار ڈاکٹر بشارت احمد نے بھی لکھی ہے، دیکھیں : مجدد اعظم، صفحہ 118 طبع 1939ء).

یہ کیسا رجوع تھا جس کا "طعنہ" علماء لدھیانہ کو مرزا قادیانی نے بھی کبھی نہ دیا؟ جبکہ وہ مولانا بٹالوی کو اپنے فتوے سے رجوع کا طعنہ دیتا نظر آتا ہے، بلکہ مرزا قادیانی نے اسی شہر لدھیانہ میں کھڑے ہو کر مورخہ 4 نومبر سنہ 1905ء کو کہا تھا :

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

ہم نے اپنی کتاب میں مولانا داود ارشد صاحب سے یہ سوال پوچھے تھے :

1) کیا علماء لدھیانہ نے اپنے اس اشتہار میں جس کے کچھ اقتباسات مولانا بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں شائع کیے تھے اور جو نئی طبع میں تحریف کرتے ہوئے نکال دیے گئے، اس اشتہار میں علماء لدھیانہ نے یہ نہیں لکھا تھا کہ "ہم نے تو مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ 1301ھ میں ہی دے دیا تھا اور آج بھی ہمارا یہی فتویٰ ہے"؟ اور مولانا بٹالوی مرحوم نے ان کی اس بات کی تردید نہیں کی تھی، تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علماء لدھیانہ نے کبھی بھی اپنے 1301ھ والے فتویٰ سے رجوع نہیں کیا تھا؟.

2) کیا مولانا داود ارشد صاحب علماء لدھیانہ کا کوئی اعلان یا تحریر پیش کر سکتے ہیں کہ جس میں انہوں نے یہ کہا ہو کہ "چونکہ فلاں فلاں علماء نے ہمارے فتوائے کفر کی تائید نہیں کی تھی

اس لیے ہم نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا؟ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین.

3) یہ فرمائیں کہ علماء لدھیانہ کا موقف وہ سمجھا جائے گا جو وہ خود لکھ چکے یا وہ سمجھا جائے گا جو ڈاکٹر بہاء الدین یا مولانا داود ارشد بتائیں گے؟.

4) کیا آپ بار بار یہ نہیں تسلیم نہیں کر رہے کہ علماء لدھیانہ نے 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی؟ جو آپ کو ہضم نہیں ہوتی تو کیا آپ کبھی اسے دنیاوی مفاد پر مبنی بتا کر اور کبھی ذاتی رنجش اور کدورت کی بنا پر بتا کر قادیانیوں کا بیانیہ مضبوط نہیں کر رہے؟.

5) آپ نے "الاعتصام 18 تا 24 دسمبر 2020" (شمارے پر غلطی سے دسمبر 2020 کے بجائے اگست 2020 لکھا گیا ہے) کے صفحہ 15 پر مولانا بٹالوی کی ایک تحریر نقل کی ہے اور پھر (مرزائی بیانیہ کی تائید کرتے ہوئے) اس کا نتیجہ نکال کر یوں لکھا ہے کہ: "علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر ذاتی رنجش اور کدورت کی بنا پر کی تھی، اس کا سبب کوئی دینی مسئلہ یا عقائد کا اختلاف نہیں تھا.... الخ"۔ اس پر ہمارا سوال ہے کہ آپ کے مؤرخ تحریک ختم نبوت جناب ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے تو یہ لکھا ہے کہ "مولانا بٹالوی کا تبصرہ (یعنی مرزا کی کتاب براہین احمدیہ پر ان کا ریویو. ناقل) اس وقت سامنے آیا تھا جب دیوبند اور لدھیانے کے علماء باہم بحث و تمحیص اور تحکیم کے بعد 1884ء کے مرزا کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دے چکے تھے". (تحریک ختم نبوت، از ڈاکٹر بہاء الدین، ج 1 ص 139) تو پھر مولانا بٹالوی نے اپنے اس ریویو میں علماء لدھیانہ پر اتنا غصہ کیوں کیا؟ وہ تو آپ جیسے محققین کی تحقیق کے مطابق اس ریویو کے لکھے جانے سے پہلے ہی مرزا قادیانی کی تکفیر سے رجوع کر چکے تھے، اب غلط بیانی کون کر رہا ہے؟ آپ اور آپ کے مؤرخ صاحب یا مولانا بٹالوی؟، کیا فرماتے ہیں آپ کے مفتیان کرام! اگر ایک آدمی کسی بات سے رجوع کر لے تو پھر بھی اس بات پر اسے ملامت کرنا جائز ہے؟

آپ نے دو سال سے زائد عرصہ گذر جانے کے بعد بھی نہ ان سوالات کا جواب دیا ہے اور نہ ہی میری کتاب میں پیش کردہ دیگر تاریخی حقائق کو جھٹلانے کی ہمت کی ہے۔

پھر مولانا داود ارشد صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے جو لکھا ہے وہ فتاویٰ قادریہ کے بیانات کی روشنی سے نتیجہ اخذ کر کے لکھا ہے، تو کیا آپ کو فتاویٰ قادریہ میں یہ بات نظر نہیں آئی جو مولانا یعقوب نانوتوی نے بحث کے دوران علماء لدھیانہ سے کہی تھی؟ یا آپ نے جان بوجھ کر اس سے صرف نظر کیا؟

"میں اس شخص (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں، اور آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے"۔

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 26 طبع جدید)

کیا اس میں یہ لکھا ہے کہ "چونکہ آپ نے مجھے حَکَم اور فیصل تسلیم کیا تھا، اس لئے میرا فیصلہ یہ ہے اور آپ کو ماننا ضروری ہے"؟ یا یہ لکھا ہے کہ "میں آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا"؟ یا علماء لدھیانہ نے کہیں خود یہ لکھا ہے کہ ہم نے ان کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا؟ باقی اس زمانہ میں "غیر مقلد" کا کیا مفہوم تھا، یہ ہم اپنی کتاب میں باحوالہ لکھ چکے ہیں جس پر مولانا داود کا غصہ بنتا بھی ہے کیونکہ جواب کوئی نہیں، یہ لفظ تو اس زمانہ میں بقول مولانا بٹالوی مرحوم ایک "گالی" تھا۔

آپ کو خود سے نتیجے "اخذ" کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جبکہ علماء لدھیانہ خود اپنا موقف صاف الفاظ میں لکھ چکے ہیں اور مولانا بٹالوی مرحوم ان کے موقف کو اپنے مرتب کردہ فتوے میں شائع بھی کر چکے ہیں اور اس کی تردید نہیں کی، وہ صاف لکھتے ہیں کہ ہم

نے جو فتویٰ سنہ 1301ھ مطابق 1884ء میں مرزا کی تکفیر کا دیا تھا، ہم آج بھی اسی پر قائم ہیں، لیکن مولانا داود ارشد صاحب اور ان کے مؤرخ ختم نبوت، کبھی "رئیس قادیان" کے حوالے دیتے ہیں اور کبھی مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے، جبکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جن کے فتوے کی بات ہو رہی ہے ان کے اپنے بیانات کو دیکھا جائے کہ آیا انہوں نے اپنے فتوے سے رجوع کا کہیں نام لیا ہے؟ جس کے خلاف انہوں نے فتویٰ دیا (یعنی مرزا قادیانی) اس نے کہیں انہیں اپنے فتوے سے رجوع کا طعنہ دیا ہے، یا الٹا یہی کہتا رہا کہ "مجھے افسوس ہے کہ مجھ پر سب سے پہلا کفر کا فتویٰ اسی شہر لدھیانہ کے چند مولویوں نے دیا تھا"؟، پھر ان کے اسی زمانے میں دوسرے پرانے مخالف مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے کہیں ان علماء لدھیانہ پر اپنے فتوے سے رجوع کا اعتراض کیا ہے؟.

خلاصۂ کلام یہ کہ مولانا داود ارشد صاحب کے سارے دعوے صرف مرزا قادیانی کے چند خطوط، یا مرزائی مصنفین کی تحریروں پر کھڑے ہیں، ان کے دلائل یہ ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے فلاں خط میں ذکر کیا ہے کہ فلاں نے مجھے یہ کہا ہے وہ کہا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ فلاں نے مرزا کے خلاف فتویٰ دیا تھا، جبکہ وہ اس زمانہ کے کسی مسلمان بشمول مولانا بٹالوی مرحوم کی کوئی ایک تحریر نہیں دکھا سکتے جس میں یہ ذکر ہو کہ "فلاں غزنوی یا لکھوی صاحبان" نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت مرزا قادیانی کی سرعام تکفیر کی تھی، اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہی مولانا داود ارشد صاحب اپنی ایک کتاب میں میاں نذیر حسین دہلوی صاحب مرحوم کے مرزا قادیانی کا نکاح پڑھانے کی بات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اس بات کے راوی قادیانی ہیں، کسی مسلمان مؤرخ نے اس بات کو بیان نہیں کیا اگر اسماعیل میں ہمت ہے تو اس بات کا ثبوت دے ورنہ

قادیانی گروہ پر اعتماد نہ کرے کہ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا قرآنی حکم ہے"

(تحفۂ حنفیہ بجواب تحفۂ اہل حدیث، صفحہ 529و530)

اور اس سے بھی زیادہ مزے کی بات یہ ہے کہ مولانا داود ارشد، مرزا قادیانی کے بیانات اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں لیکن پھر خود مرزا کو دروغ گو بھی لکھتے ہیں، چنانچہ انہوں نے مرزا قادیانی کے دو بیان یوں نقل کیے ہیں:

"ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا، یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبراً اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں، چنانچہ اشتہار مورخہ 29 رمضان 1308ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں..."

(بحوالہ: کشف الغطاء، روحانی خزائن 14 صفحہ 196)

اور دوسرا بیان یوں نقل کیا ہے کہ:

"مولوی محمد حسین نے ہمارے واسطے کفر کا فتویٰ تیار کیا اور پشاور سے لے کر بنارس تک تمام ہندوستان کے بڑے بڑے مولویوں کی دو تین صد مہریں لگوائیں اور فتویٰ دے دیا کہ ان کا قتل کرنا، ان کا مال لوٹ لینا، ان کی عورتیں چھین لینا سب جائز ہے اور یہ لوگ کافر، اکفر، ضال، مضل اور

یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر ہیں".

(بحوالہ :الحکم،6مارچ1908ء/ملفوظات مرزا،جلد 5 صفحہ 461)

یہ دونوں بیانات مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے حق میں پیش کیے ہیں،لیکن پھر ان پر خود ہی یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"مرزا کی مذکورہ عبارات میں جن فتاویٰ کا بیان ہے،مرزا واقعتاً انہی کا مستحق تھا،مگر مطبوع فتاویٰ سے ہمیں مرزا کے مریدوں کی عورتوں سے زبردستی نکاح کرنے،ان کو اغوا کرنے اور ان کے مال لوٹنے کے فتاویٰ دستیاب نہیں ہوئے، یہ مرزا کی دروغ گوئی ہے اور غالباً سیاسی فائدہ اٹھانے کے لئے چالاکی...."

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر،صفحہ 96و 97 طبع 2023)

تو جو سیاسی فائدے کے لئے جھوٹ بولتا ہو اور اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے دروغ گوئی کرتا ہو،اس کے خطوط اور بیانات سے ایسے الفاظ نکال کر کہ فلاں نے مجھے گمراہ کہا،فلاں نے مجھے دجال یا کذاب کہا یہ ثابت کرنا کہ دیکھو ان لوگوں نے مرزا کے خلاف یہ فتویٰ دیا ،ایسے دلائل کی حیثیت تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہے،اور صرف ایک دروغ گو" مرزا قادیانی" کے بیانات کی بنیاد پر دوسرں کو چیلنج کرنے والوں کی بے بسی کی دلیل بھی ہے.

مرزا کے "مخفی دعویٰ" پر فتووں کی کہانی

پھر اس بار تو ہمیں مولانا محمد داود ارشد صاحب نے ایک اور کہانی بھی سنائی ہے،چنانچہ پہلے وہ پڑھیں پھر ہم اس پر تبصرہ کرتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے مناظر و مصنف اور مصلح امت کا روپ دھار کر

جب عوام الناس میں شہرت پائی تو ان کے بعض نظریات پر علمائے امت میں تحفظات تھے، پھر بتدریج اس نے تجدید دین کے نام پر مجددیت کا دعویٰ کیا جو ترقی کرتے کرتے مسیح موعود، مہدی معہود اور آخر میں کئی ایک دعووں پر منتج ہوا، امت مرحومہ میں ہیجان اس وقت پیدا ہوا جب مرزا جی نے وفات مسیح علیہ السلام کا اثبات اور خود کو مسیح موعود قرار دیا، مرزا جی نے تحریری دعویٰ بعد میں "فتح اسلام" میں کیا، مگر اس تحریری دعوے سے ڈھیروں قبل زبانی اور اپنے مقرب حواریوں میں مخفی طور پر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا. مرزا جی کے اس مخفی دعوے کی کسی طرح امام العصر (یعنی سید محمد نذیر حسین دہلوی مرحوم. ناقل) کے شاگردوں کو بھنک پڑ گئی تو انہوں نے مرزا جی کے گمراہ، بے دین اور کافر و مرتد ہونے کا اعلان کیا، یہ اعلان کرنے والوں کے سرخیل مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی، علمائے غزنویہ، مولانا محی الدین لکھوی، مولانا عبدالحق غزنوی اور مولانا محمد علی واعظ تھے.... الخ"

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 27، طبع 2023)

غور فرمائیں! یہاں مولانا داود ارشد صاحب اس وقت کی منظر کشی کر رہے ہیں جب (ان کے بقول) مرزا نے اپنے حلقہ میں خود کو مسیح موعود قرار دینا شروع کر دیا تھا، مولانا داود ارشد صاحب ہی ہمیں بتا رہے ہیں کہ یہی وہ وقت تھا جب غزنوی و لکھوی علماء نے (ان کے بقول) مرزا کے کافر و مرتد ہونے کا اعلان کیا، مولانا داود ارشد نے ان اعلان کرنے والوں میں یہاں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا نام بھی لکھا ہے، اس پر ہم آگے بات کرتے

ہیں، اس سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ جس زمانہ کی کہانی ہمیں بتائی جارہی ہے وہ کب کا ہے؟ مولانا داود ارشد صاحب نے مرزا کی کتاب "فتح اسلام" کا نام لیا ہے کہ مرزا نے سب سے پہلے تحریری طور پر اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا، تو یقیناً مرزا کا "مخفی اور زبانی" دعویٰ جس کی بھنک میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کے شاگردوں کی پڑی تھی اسی زمانہ میں یا اس سے ذرا پہلے کا ہوگا، اس سے چھ سات سال قبل یعنی زمانۂ تالیف براہین احمدیہ کی تو یہ بات نہیں ہوگی، تو پھر مولانا داود ارشد کا "غزنوی و لکھوی" علماء کا نام لے کر پہلے یہ لکھنا کہ:

"ان دونوں خاندانوں کے متعلق ہم تفصیلاً عرض کر چکے ہیں کہ یہ لوگ زمانۂ تصنیف براہین میں مرزا جی کو کافر کہتے تھے، جس کا کوئی معقول جواب تو درکنار، اس وزنی پتھر کو ہاتھ لگانے کی بھی زحمت نہیں کی گئی، اسے لوہے کے چنے سمجھ کر بے ڈکار ہضم کر گئے ہیں اور ان شاء اللہ ان کے فتوائے تکفیر کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے،

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 27، طبع 2023)

یہ سراسر خلاف واقعہ اور غلط ہے یا نہیں؟ یہ دعویٰ اسی صورت میں درست ہوسکتا ہے اگر مولانا داود ارشد صاحب یہ ثابت کردیں کہ "مرزا قادیانی کے مخفی اور زبانی طور پر" خود کو مسیح موعود کہنے کی بات زمانۂ تالیف براہین احمدیہ کی ہے اور اسی وقت مولانا بٹالوی، غزنوی و لکھنوی خاندان اور مولانا محمد علی واعظ نے مرزا کے "کافر و مرتد" ہونے اعلان کردیا تھا، امید ہے اب اس سوال کو "لوہے کے چنے" سمجھ کر مولانا داود ارشد صاحب ڈکاریں گے نہیں بلکہ اس تضاد کو دور کریں گے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ مولانا داود ارشد صاحب نے مرزا کے جس "مخفی اور زبانی" دعوے کا ذکر کیا ہے اس کی بھنک مولانا بٹالوی کو کب پڑی تھی اور کیا واقعی مولانا بٹالوی نے مرزا کے تحریری دعوے کی اشاعت سے پہلے ہی اس کے "کافر و مرتد" ہونے کا اعلان کر دیا تھا؟ جیسا کہ مولانا داود ارشد صاحب نے لکھا ہے۔

مولانا داود ارشد صاحب نے ایک جگہ عنوان باندھا ہے "امام العصر کا فتوائے تکفیر اور اس کا پس منظر"، پھر جو لکھا ہے وہ یہ ہے:

> "مرزا جی زبانی کلامی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے جس کی اطلاع مرزا کے قریبی دوست مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی مرحوم کو بھی ہو چکی تھی، مولانا بٹالوی مرزا جی کے نبض شناس تھے، انہیں وثوق کی حد تک یقین تھا کہ اگر مرزا کی ابھی سے گرفت کی گئی تو مرزا جی حسب عادت کذب بیانی سے کام لے کر اپنے اوپر اسے مخالفین کا افترا قرار دے کر خود کو مظلوم ثابت کریں گے، لہٰذا انہوں نے مرزا جی کے تحریری دعوے کا انتظار کیا، واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بٹالوی شدت سے مرزا جی کے تحریری دعوے کا انتظار کرتے رہے تھے"۔
>
> (قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 31)

اس تحریر سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ مولانا بٹالوی مرحوم، اس زمانہ میں مرزا قادیانی کے قریبی دوست اور اس کے نبض شناس تھے، اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مولانا بٹالوی نے مرزا کے زبانی کلامی دعوے پر اسے "کافر و مرتد" ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ اس کے تحریری دعوے کے شائع ہونے کا انتظار کرتے رہے۔

مولانا داود ارشد صاحب کا یہ بیان ان کے اسی کتاب میں صرف چار صفحے قبل

لکھے گئے بیان کو غلط ثابت کرتا ہے کہ" مولانا بٹالوی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے مرزا کے زبانی کلامی مخفی دعوے پر اس کے کافر و مرتد ہونے کا اعلان کر دیا تھا(واضح رہے لفظ" اعلان" سے مراد یہی ہے کہ لوگوں کے سامنے یہ اعلان کر دیا تھا، ورنہ اپنے دل میں کوئی بات رکھنے کو اعلان نہیں کہا جاتا).

اب آگے چلیں، مولانا بٹالوی کو مرزا کے" مخفی" دعوے کا کیسے علم ہوا؟ اس کی تفصیل مولانا داود ارشد صاحب یوں بتاتے ہیں:

> " جنوری 1891ء میں مولانا بٹالوی امرتسر تشریف لے گئے تو وہاں ریاض ہند پریس میں مرزا جی کا رسالہ" فتح اسلام" چھپ رہا تھا، مولانا بٹالوی نے فتح اسلام کا مسودہ منگوا کر مطالعہ کیا تو مرزا جی کے دعوائے مسیح موعود کا ثبوت مل گیا مزید تسلی کے لئے انہوں نے مرزا جی کے نام 31 جنوری 1891ء کو خط لکھا...."
>
> (قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 31)

بقول مولانا داود ارشد صاحب یہاں سے مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی کے درمیان اس موضوع پر خط و کتابت کا ایک سلسلہ شروع ہوا، اور یہ حضرات" تحریک ختم نبوت" کی ابتدا بھی یہیں سے بتاتے ہیں، چنانچہ ڈاکٹر بہاء الدین نے لکھا ہے:

> " یہ خط و کتابت جو ہمارے نزدیک برصغیر پاک و ہند میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہے" (تحریک ختم نبوت، جلد 1 صفحہ 33 تا 35)

یعنی 31 مارچ 1891ء سے پہلے ان کے نزدیک مرزا نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا یا ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا کہ اس کے خلاف کچھ لکھا جاتا یا اس کے خلاف کوئی فتویٰ دیا جا سکتا.

اب سوال یہ ہے کہ کیا مولانا بٹالوی نے مرزا کے دعوائے مسیح موعود کے بارے میں اس کے ساتھ اس مذکورہ خط و کتابت کے دوران بھی کہیں اسے "کافر و مرتد" کہا یا لکھا تھا؟ اس کا جواب بھی نفی میں ہے، چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ اسی خط و کتابت کے نتیجے میں مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ایک مباحثہ ہوا جو "مباحثہ لدھیانہ" کے نام سے مشہور ہے، یہ مباحثہ 20 جولائی 1891ء کو شروع ہو کر تقریباً 12 دن جاری رہا تھا (دیکھیں: "مباحثہ لدھیانہ" مندرجہ روحانی خزائن، ج 4 ص 10) اور اسی مباحثہ لدھیانہ کے دوران مولانا بٹالوی نے ایک جگہ مرزا کو یوں لکھا تھا:

> "تحریر نمبری 8 میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہیں، اور ان کی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف رائے و فہم معانی و تاویل و ترجیح پر مبنی ہے، صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کہلا کر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہیں اور صرف اس انکار کی نظر سے آپ کو کافر نہیں کہا گیا، ہاں اس کا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائے گا".

(مباحثہ لدھیانہ، اشاعۃ السنۃ، جلد 13 نمبر 8، صفحہ 237)

غور فرمائیں! جولائی 1891ء میں بھی مولانا بٹالوی، مرزا کو صرف "فاسق اور مبتدع" ہی کہہ رہے ہیں اسے کافر نہیں کہتے، جبکہ جولائی 1891ء سے پہلے مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ اپنا وہ اشتہار شائع کر چکے تھے جس میں انہوں نے مرزا کو "دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد" لکھا تھا اور جو اشتہار بعد میں مولانا بٹالوی نے اپنے مرتب کردہ فتویٰ میں نقل کیا اور جو 1986ء میں لاہور سے شائع کی گئی طبع میں حذف کر دیا گیا۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ غزنوی ولکھوی خاندان نے ہرگز زمانۂ تالیف "براہین احمدیہ" میں مرزا کے کافر ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے اس کے "کافر و مرتد" ہونے کا کوئی اعلان یا اشتہار علمائے لدھیانہ کے اشتہار شائع شدہ مورخہ 29 رمضان 1308ھ (مطابق مئی 1891ء) سے پہلے شائع کیا تھا، اگر کوئی ہے تو وہ پیش کیا جائے۔

اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی مرزا کے کسی زبانی کلامی دعوے کی بنیاد پر بلکہ خود "فتح اسلام" کے پروف دیکھنے کے بعد بھی اس کے "کافر و مرتد" ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ اس کے تحریری دعووں کے چھپ کر آجانے کا انتظار کیا اور اس کے بعد اپنا استفتاء لکھنا شروع کیا۔

مولانا عبدالحق غزنوی اور مرزا قادیانی کے مباہلہ کا قصہ

مولانا داود ارشد صاحب نے ایک بار پھر اس موضوع کو چھیڑا ہے، دو سال قبل "الاعتصام" میں بھی انہوں نے لکھا تھا کہ:

"مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ جو امرتسر میں رہائش رکھتے تھے انہوں نے فروری (سنہ 1891ء. ناقل) کے پہلے ہفتے ہی سے اشتہار پہ اشتہار دیا کہ مرزا کافر و ملحد اور دجال و کذاب ہے"۔

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10 اور صفحہ 14)

ہم نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ:

مولانا! آپ نے اپنی اس تحریر میں دو دعوے کیے ہیں کہ:

1) مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے سے اشتہار پر اشتہار دیا۔

2) ان اشتہاروں میں انہوں نے مرزا قادیانی کو "کافر اور دجال و کذاب" لکھا.

اور آپ نے حوالہ کے طور پر مرزا قادیانی کذاب کی طرف سے حکیم نور الدین بھیروی کو لکھے گئے تین خطوط کا حوالہ یوں دیا ہے (ملاحظہ ہو مکتوب مرزا بنام نور الدین : مورخہ 9 فروری، 16 فروری، 9 مارچ 1891ء مندرجہ مکتوبات احمد 2 : / 102،105،110).

اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے پاس اس بات کی کوئی دلیل مرزا قادیانی کے خطوط کے علاوہ موجود نہیں، نیز آپ کے ذمہ ہے کہ آپ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم کی طرف سے بقول مرزا قادیانی شائع شدہ اشتہار کا مکمل متن پیش کریں، لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے یہاں خیانت کا ارتکاب کیا ہے، آپ نے مرزا قادیانی کے جن تین خطوط کا حوالہ دیا ہے.

1) ان میں سے پہلے یعنی 9 فروری 1891ء والے خط میں مرزا نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ " میاں عبدالحق غزنوی نے میرے جہنمی ہونے کا الہام ظاہر کیا ہے" اور مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں.

2) دوسرے یعنی مورخہ 16 فروری والے خط میں مرزا قادیانی نے مولوی عبدالجبار اور میاں عبدالحق کے خطوط کا تذکرہ کیا ہے نہ کہ اشتہار کا، اور پھر یہ بتایا ہے کہ یہ حضرات اپنے الہامات سے مجھے " ضال، ملحد اور جہنمی" کہتے ہیں.

3) اور تیسرے یعنی مورخہ 9 مارچ 1891ء والے خط میں مرزا قادیانی

نے صرف میاں عبدالحق غزنوی کے بارے میں یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مباہلہ کی درخواست کی ہے، اس خط میں کسی قسم کا یہ ذکر نہیں کہ وہ مرزا کو کافر یا جہنمی یا دجال یا اور کیا کہتے ہیں.

اب ہمارا سوال ہے کہ مولانا محمد داود ارشد صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ " مولانا عبدالحق غزنوی نے اپنے اشتہار میں مرزا کو" کافر اور دجال اور کذاب" بھی لکھا تھا، یہ تین الفاظ مرزا قادیانی کے ان تین خطوط میں سے کس خط سے آپ نے لئے ہیں؟؟

یاد رہے! آپ نے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے فتوے کی وقعت کم کرنے کے لئے لکھا ہے کہ وہ تو صرف مرزا قادیانی کی" گمراہی وضلالت" پر تھا (الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 18)، یعنی آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کے مولانا قصوری کے فتوے میں مرزا کے" کافر و مرتد" ہونے کا ذکر نہیں تھا. تو جناب! میاں عبدالحق غزنوی سے متعلق مرزا کے جن خطوط کا آپ نے حوالہ دیا ہے ان میں بھی تو مرزا کے " کافر اور دجال اور کذاب" ہونے کا ذکر نہیں لیکن آپ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے اضافہ کردیے. یا اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ کسی کو" ضال اور ملحد" کہنا بھی اس کی تکفیر ہے تو یہ بات صراحت کے ساتھ لکھیں.

نیز آپ نے لکھا کہ" مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے سے اشتہار پر اشتہار دیا" جس سے آپ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ یہ ایک اشتہار نہیں تھا بلکہ متعدد الگ الگ اشتہار تھے، تو سوال ہے کہ آپ نے مرزا قادیانی کے ان تین خطوط میں سے کس خط سے یہ بات

کشید کی؟.

(دیکھیں ہماری کتاب : مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 70 و مابعد)

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ :

مولانا داود ارشد صاحب نے انتہائی چالاکی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم اور مرزا قادیانی کے درمیان مئی 1893ء ہونے والا مباہلہ، عبدالحق غزنوی صاحب کی طرف سے فروری 1891ء میں دی گئی دعوت مباہلہ کی بنیاد پر تھا، یہ بات بھی درست نہیں، ہم اس کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ 1893ء میں ہونے والے اس مباہلہ کی بنیاد میاں عبدالحق غزنوی کا وہ اشتہار تھا جو انہوں نے 26 شوال 1310ھ کو شائع کیا تھا، مرزا قادیانی نے یہ پورا اشتہار اپنے جوابی اشتہار کے حاشیہ میں نقل کیا ہے (دیکھیں : مجموعہ اشتہارات مرزا، جلد 1 صفحہ 344 تا 347، دو جلدوں والا ایڈیشن)، اور مولانا داود ارشد صاحب کے علم میں اضافے کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی مرحوم نے اپنے اس اشتہار میں مرزا کو یاد دلایا ہے کہ تمہیں فلاں فلاں لوگوں نے مباحثہ اور مقابلہ کے لیے بلایا لیکن تم سامنے نہ آئے، ان میں دوسرے نمبر پر انہوں نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے اشتہار مورخہ 26 مارچ 1891ء کا بھی ذکر کیا ہے، اور آٹھویں نمبر پر علماء لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ (مئی 1891ء) کا بھی ذکر کیا ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ میاں عبدالحق غزنوی نے اس اشتہار میں اپنے "فروری 1891ء" والے کسی اشتہار یا دعوت مباہلہ کا ذکر نہیں

کیا جو مولانا داود ارشد صاحب مرزا قادیانی کے ایک خط کے حوالے سے بار بار اچھالتے ہیں، یاد رہے میاں عبد الحق غزنوی مرحوم نے اپنے اس 1893ء والے اشتہار میں مباہلہ کا عنوان لکھا تھا کہ" مناظرہ اس بات پر ہوگا کہ تم اور تمہارے سب اتباع دجالین، کذابین، ملاحدہ اور زنادقہ باطنیہ ہیں"، مولانا داود ارشد نے لکھا ہے کہ" مباہلہ اس بات پر طے پایا کہ مرزا قادیانی کافر، دجال، بے دین، اللہ تعالی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور اس کی کتابوں میں کفریات ہیں" (الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 10)، یہ الفاظ ہمیں میاں عبد الحق صاحب کے اشتہار میں نہیں ملے، بلکہ یہ الفاظ مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور اشتہار میں لکھے تھے جس میں اس نے یہ اعلان کیا کہ لوگ اس مباحلہ میں آمین کہنے کے لئے عیدگاہ امرتسر آئیں (مجموعہ اشتہارات مرزا، ج 1 ص349). نیز مولانا داود ارشد نے بات کو گھما پھرا کر آخر یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ : "مولانا غزنوی کا مرزا کو کافر و دجال کہہ کر مباہلے کا چیلنج دینا لدھیانوی اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے پہلے کا ہے"

(الاعتصام، 15 تا 21 جنوری 2021ء، صفحہ 10)

ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ ہم میاں عبد الحق غزنوی مرحوم کا وہ اشتہار دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو مولانا داود ارشد کے بقول لدھیانوی علماء کے مذکورہ اشتہار سے پہلے شائع ہوا تھا اور جس میں غزنوی صاحب نے مرزا کو" کافر و دجال" لکھا تھا، اگر ایسا کوئی شائع شدہ اشتہار پیش کر دیا جائے تو ہم اس بات کو تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کریں گے۔ واللہ علی ما

نقول وکیل. ابھی تک مولانا داود ارشد نے صرف مرزا کا مکتوب مورّخہ 9 فروری 1891ء ہی حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے لیکن اس مکتوب میں " کافر و دجال" کے الفاظ ہمیں نہیں ملے. اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ مورخہ 12 اپریل 1891ء کو بھی مرزا نے میاں عبدالحق غزنوی مرحوم کے جواب میں بعنوان " مباہلہ کے اشتہار کا جواب" ایک اشتہار جاری کیا تھا، اس اشتہار کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک میاں عبدالحق غزنوی نے مرزا کو " کافر" نہیں کہا تھا، کیونکہ مرزا لکھتا ہے کہ : " اس عاجز نے جواب لکھا تھا کہ مسلمانوں کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کرنا عندالشرع ہر گز جائز نہیں".

آگے ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

" اس کے جواب میں میاں عبدالحق صاحب اپنے دوسرے اشتہار میں اس عاجز کو یہ لکھتے ہیں کہ اگر مباہلہ مسلمانوں سے بوجہ اختلاف جزئیہ جائز نہیں تو پھر تم نے مولوی محمد اسماعیل سے رسالہ فتح اسلام میں کیوں مباہلہ کی درخواست کی، سو انہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ درخواست کسی جزئی اختلاف کی بناء پر نہیں بلکہ اس افتراء کا جواب ہے جو انہوں نے عمداً کیا...."

(مجموعہ اشتہارات مرزا، جلد 1 صفحہ 180 تا 183)

(دیکھیں ہماری کتاب : مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 205 و مابعد)

یہ ساری تفصیل ہم نے دوبارہ اس لئے نقل کی ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب نے ایک بار پھر اسی موضوع کو اپنی نئی کتاب کے صفحہ 214 سے چھیڑا ہے لیکن ہماری کتاب میں لکھی گئی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا.

مولانا نے اب طریق واردات یہ اپنایا ہے کہ پہلے 1891ء/1892ء میں مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے پر عبدالحق غزنوی صاحب کی تحریر نقل کی ہے جس میں وہ مرزا کو کافر، چھپا مرتد، زندیق اور ضال و مضل وغیرہ لکھ کر کہتے ہیں کہ جس کو میری اس گفتگو میں شک ہو وہ اس پر مجھ سے مباہلہ کرلے، ظاہر ہے غزنوی صاحب کی یہ تحریر میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کا فتویٰ جاری ہونے کے بعد اس پر بطور تصدیق کے لکھی گئی تھی اور یہ علماء لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ کے بعد کی ہے.

اس کے بعد مولانا داود ارشد صاحب نے مولانا عبدالحق غزنوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مباہلہ کے بارے میں ایک دوسرے کو لکھی جانے والی کچھ تحریرات کے حوالے دیے ہیں لیکن کوئی ایسی تحریر پیش نہیں کر سکے جو مولانا عبدالحق غزنوی نے باقاعدہ شائع کی ہو اور اس میں صریح طور پر مرزا کو کافر قرار دیا گیا ہو، مولانا داود ارشد صاحب صرف مباہلے کے اشتہار کا ذکر کرتے ہیں، لیکن اس اشتہار کی عبارت کیا تھی؟ معلوم نہیں، لیکن پھر بڑی چالاکی سے نتیجہ یوں نکالا ہے کہ:

> " مولانا عبدالحق نے مرزا کی کو اسکے کافر و مرتد ہونے پر اشتہار دیا، اور اسے بصورت اشتہار شائع کیا، یہ بات فروری 1891ء کے ابتدائی ایام کی ہے، اور مرزا جی نے اس جواب میں 28 فروری 1891ء کو پنجاب گزٹ میں مضمون لکھا تھا... "

(ملخصاً : قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 216)

یہاں مولانا داود ارشد صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ:

> " مولانا عبدالحق نے فروری 1891ء کے ابتدائی ایام میں مرزا کے کافر و مرتد ہونے کو بصورت اشتہار شائع کیا"

جبکہ جتنے بھی حوالے انہوں نے جمع کیے ہیں ان میں " مباہلہ " کا ذکر تو ہے لیکن ایسے کسی اشتہار کا ذکر نہیں جس میں مرزا کو کافر و مرتد قرار دے کر اسے شائع کیا گیا ہو، ہم مولانا داود ارشد کے ممنون ہوں گے اگر وہ مولانا عبد الحق غزنوی کا فروری 1891ء یا اس سے قبل شائع ہونے والا وہ اشتہار پیش کر دیں جو باقاعدہ شائع ہوا ہو اور اس میں مرزا کو " کافر و مرتد " قرار دیا گیا ہو، جس طرح علماء لدھیانہ کا اشتہار مولانا بٹالوی کو ملا اور انہوں نے اس کے اقتباسات نقل کر دیے، ہم تو اپنی کتاب میں ببانگ دہل یہ لکھ چکے ہیں کہ:

" ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ ہم میاں عبد الحق غزنوی مرحوم کا وہ اشتہار دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو مولانا داود ارشد کے بقول لدھیانوی علماء کے مذکورہ اشتہار سے پہلے شائع ہوا تھا اور جس میں غزنوی صاحب نے مرزا کو " کافر و دجال " لکھا تھا، اگر ایسا کوئی شائع شدہ اشتہار پیش کر دیا جائے تو ہم اس بات کو تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کریں گے۔ واللہ علی مانقول وکیل "

(دیکھیں ہماری کتاب : مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 206، 207)

خود مولانا محمد داود ارشد صاحب نے اپنی نئی کتاب کے صفحہ 217 پر اپنے حق میں ایک حوالہ " شفاء للناس، ص 74، احتساب قادیانیت 42 / 333 " لکھا ہے، جو ہمارے خیال میں " احتساب قادیانیت 42 / 252 " ہونا چاہیے کیونکہ مولانا داود ارشد صاحب جو بات کر رہے ہیں صفحہ 333 پر اس کا نام و نشان نہیں، تو اسی حوالے کو دیکھیں تو یہاں یہ ذکر ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی عبد الحق غزنوی مرحوم کی درخواست مباہلہ کے جواب میں جو لکھا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ:

" میں مباہلہ کے لئے مستعد کھڑا ہوں مگر اس شرط پر کہ مولوی نذیر حسین

صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ امرتسری بالاتفاق یہ فتویٰ لکھ دیں کہ مسلمانوں کا آپس میں فیصلہ مباہلہ سے جائز ہے"۔

(شفاء للناس، مندرجہ "احتساب قادیانیت" جلد 42 صفحہ 252)

مرزا کے الفاظ "مسلمانوں کا آپس میں" غور طلب ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ غزنوی صاحب نے اپنی درخواست مباہلہ میں صریح طور پر مرزا قادیانی کو "کافر و مرتد" نہیں کہا تھا، ورنہ مرزا قادیانی یہ شوشہ نہ چھوڑتا کہ پہلے مسلمانوں کے آپس میں مباہلہ کے جائز ہونے کا فتویٰ لاؤ۔

یاد رہے! یہاں بات یہ نہیں ہو رہی کہ کس کو الہام ہوا کہ مرزا جہنمی اور کذاب ہے یا کافر ہے، یہاں ایسے فتوے کے باقاعدہ شائع ہونے کی بات ہو رہی ہے، نیز کسی کے کہیں صرف اپنا الہام بیان کرنے، اور اس الہام کی بنیاد پر کسی پر فتوائے کفر لگانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہماری بحث الہاموں سے نہیں بلکہ "فتوائے تکفیر" سے ہے۔

الغرض! مولانا محمد داود ارشد صاحب جو بار بار عبد الحق غزنوی صاحب کے اشتہار مورخہ 17 شعبان 1308ھ کا نام لیتے ہیں، جب تک وہ مکمل اشتہار ہمارے سامنے نہیں آتا، تب تک یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کہ اس اشتہار میں مرزا قادیانی پر صریح طور پر "کافر و مرتد" ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا، جبکہ آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ اگر ایسا کوئی اشتہار تھا بھی تو اس میں صراحتاً مرزا کو کافر و مرتد نہیں لکھا تھا ورنہ مرزا کا یہ مطالبہ کسی طرح درست نہیں بنتا کہ "میں مباہلہ تب کروں گا جب پہلے فلاں فلاں علماء یہ فتویٰ دیں کہ مسلمانوں کے درمیان آپس میں مباہلہ کرنا جائز ہے"۔

اور مزے کی بات یہ کہ خود مولانا داود ارشد صاحب کے قلم سے نکل گیا کہ:

"مولانا عبد الحق غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ مرزا جی کے مباہلہ کی مکمل روداد ہم

نے اختصار کے ساتھ بیان کردی ہے، جس کی ابتدا فروری 1891ء سے ہوئی تھی، مولانا عبدالحق غزنوی نے بمشورہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ مرزا جی کو کافر وملحد اور زندیق قرار دے کر اسے مباہلہ کی طرف بلایا تھا، گو ہمیں حضرت غزنوی کا پہلا اشتہار دستیاب نہیں ہوا، دوسرے اشتہار کے بعض مندرجات اس دور کی کتب سے مل گئے ہیں، مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید واثق ہے کہ یہ دونوں اشتہارات مل جائیں گے، اگر مل گئے تو بفضلہ تعالی ان کی اشاعت بھی ہوگی".

(نئی کتاب : قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 250)

یہاں ایک بار پھر مولانا داود ارشد صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ "مولانا عبدالحق غزنوی نے مرزا کو کافر وملحد اور زندیق قرار دے کر مباہلہ کی طرف بلایا تھا" اور ساتھ ہی اقرار کیا ہے کہ " گو ہمیں حضرت غزنوی کا پہلا اشتہار دستیاب نہیں ہوا"، پھر کیا مولانا داود ارشد صاحب کو بھی" الہام" ہوا ہے کہ غزنوی صاحب نے اپنے پہلے اشتہار میں جسے فروری 1891ء کا بتایا جاتا ہے مرزا کو" کافر وملحد اور زندیق" لکھا تھا؟

اور پھر ملاحظہ فرمائیں! مولانا داود ارشد کو مرزا قادیانی کذاب کی تحریر کی بنیاد پر کتنی" امید واثق" اور کس درجہ کا یقین محکم ہے.

بہرحال جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں کہ اگر ایسا کوئی اشتہار مل جائے اور اس میں واقعی ایسا کوئی فتویٰ لکھا ہوا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے قبول نہ کریں، لیکن فقط علماء لدھیانہ کے رمضان 1891ء والے اشتہار کو بعد والا ثابت کرنے کے لئے محض سینہ زوری سے بلاثبوت دعوے کرنا یہ کوئی طریق تحقیق نہیں.

"محقق اعظم" صاحب کی "اناڑی محققین" کے سامنے بے بسی

آگے مولانا داود ارشد صاحب نے "بزبانِ حال" ہماری کتاب کے جواب سے اپنی بے بسی کا اظہار بھی کیا ہے، لکھتے ہیں:

"بعض اناڑی محققین کی پیٹھ ٹھونک کر ان سے یہ لکھوایا گیا کہ مولانا عبدالحق غزنوی کی دعوت مباہلہ مرزا کے گمراہ ہونے پر تھی، ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ انہیں کافر نہ کہتے تھے، واللہ العظیم مجھے ان لوگوں سے یہ امید نہ تھی کہ مرزا کے تکفیری میڈل کو حاصل کرنے کے لئے یہ حضرات اس قدر پستی میں بھی گر جائیں گے".

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 250و251)

اس پر ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ ہمیں "محقق اعظم" ہونے کا دعویٰ نہیں، نہ ہی ہماری پیٹھ ٹھونک کر کسی نے ہم سے کچھ لکھوایا ہے، ہم نے جو کچھ لکھا وہ آپ کے مضمون سے بہت پہلے سے مختلف فورمز پر لکھتے آرہے ہیں، لیکن آپ جیسے "محقق اعظم" کی تحقیق پر جو ہم جیسے "اناڑی محققین" نے نقد کیا ہے، یہ فرمائیں کہ آپ نے آج تک ہم اناڑیوں کی کس کس تحقیق کو دلائل کے ساتھ غلط ثابت کیا ہے؟ اور معاف کیجئے گا! یہاں بھی آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، آپ نے اپنے "الاعتصام" والے مضمون میں مرزا قادیانی کے تین عدد خطوط کو بطور حوالہ پیش کیا تھا، ہم نے تو آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ "ان تین خطوط میں وہ الفاظ کہاں ہیں جو آپ نے لکھے ہیں"؟ ہم نے اپنی کتاب میں اس پر "مولانا داود ارشد کی خیانت" کی سرخی لگائی تھی، شاید اس وجہ سے آپ کو غصہ آ گیا، لیکن ہم نے آپ کے ہی پیش کردہ حوالوں میں خیانت ثابت بھی کی تھی (دیکھیں ہماری کتاب کا

صفحہ 70 ومابعد)، تو ہم نے تو آپ کے دعوے اور دلیل میں تضاد ثابت کیا تھا، اب آپ کا فرض بنتا تھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کے خط کی بنیاد پر غزنوی صاحب کی جس دعوت مباہلہ کا ذکر کیا تھا، وہ "دعوت مباہلہ" پیش کر دیتے تا کہ ہمیں معلوم ہوتا کہ اس میں مرزا کو کیا لکھا گیا تھا، یا آپ فروری 1891ء کا وہ اشتہار پیش کر دیتے جس میں آپ کے بقول مولانا غزنوی نے مرزا قادیانی کو" کافر و مرتد و زندیق" لکھا تھا تو بات ختم ہو جاتی۔

باقی آپ کا ہماری بات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ" ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ (یعنی مولانا عبدالحق غزنوی صاحب) مرزا کو کافر نہ کہتے تھے" یہ بھی آپ کی اعلیٰ تحقیق کا کمال ہے، شکر ہے آپ نے ہم پر یہ الزام نہیں لگایا کہ ہم کہتے ہیں کہ" مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا کو کافر نہ کہتے تھے"، کیونکہ ہم نے تو بار بار یہ لکھا ہے کہ" مولانا بٹالوی نے 1890ء/1891ء سے پہلے مرزا کو کافر نہیں لکھا"، تو جیسے اس بات سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ مولانا بٹالوی نے اس کے بعد بھی کبھی مرزا کو کافر نہیں کہا، اسی طرح آپ کا غزنوی صاحب کے بارے میں ہماری بات کا مندرجہ بالا نتیجہ نکالنا بھی غلط ہے، لیکن جب آپ کسی کے خط کی بات کریں گے تو ہمیں دیکھنا ہے کہ اس خط میں کیا الفاظ لکھے ہیں، اگر بات کسی اشتہار کی ہوگی تو ہمیں اس اشتہار میں لکھے گئے الفاظ کو دیکھنا ہے، کسی کا کسی کو اپنے تئیں کچھ "سمجھنا" اور اسے ویسا" لکھ کر" شائع کر دینا اس میں فرق ہے، تو عرض ہے کہ آپ نے عبدالحق غزنوی صاحب کے بارے میں ایک دعویٰ یہ کیا تھا کہ:

" مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ جو امرتسر میں رہائش رکھتے تھے انہوں نے فروری (سنہ 1891ء۔ ناقل) کے پہلے ہفتے ہی سے اشتہار پہ اشتہار دیا کہ مرزا کافر و ملحد اور دجال و کذاب ہے"۔

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020، صفحہ 10 اور صفحہ 14)

یعنی آپ نے آپ نے اپنی اس تحریر میں دو دعوے کیے تھے کہ :

1) مولانا عبدالحق غزنوی نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے سے اشتہار پر اشتہار دیا.

2) ان اشتہاروں میں انہوں نے مرزا قادیانی کو" کافر اور دجال و کذاب " لکھا.

تو آپ بجائے اتنا سیخ پا ہونے کے غزنوی صاحب کے وہ" اشتہارات" نہیں بلکہ صرف" ایک اشتہار" پیش کردیتے جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو" کافر، دجال اور کذاب" لکھا تھا تو بات ختم ہوجاتی، پھر اگر ہم نہ مانتے تو آپ کا غصہ بجا ہوتا، لیکن کیا آپ نے ان اشتہاروں میں سے ایک بھی اشتہار آج تک پیش کیا؟ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جیسے یہ ممکن ہے کہ غزنوی صاحب نے اپنے فروری 1891ء والے کسی اشتہار میں مرزا کو" کافر و مرتد اور زندیق" لکھا ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایسا نہ لکھا ہو، بلکہ مرزا قادیانی کے اشتہاروں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں لکھا تھا ورنہ مرزا جوابی اشتہار میں " مسلمانوں کے مابین مباہلہ " کی بات نہ کرتا، لہٰذا جب تک غزنوی صاحب کے اشتہار کا مکمل متن کسی مستند طریقے سے مل نہیں جاتا، تب تک صرف اندازوں اور استنباطات سے قطعی ثابت شدہ حقائق کو جھٹلانا کیا" محقق اعظم" ہونے کی دلیل ہے؟

خود ان" محقق اعظم" صاحب نے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کے فتوے کی اہمیت کم کرنے کے لئے لکھا تھا کہ :

" ان کی کتاب کی اشاعت پر یہ حقیقت کھلی کہ قصوری صاحب کا فتویٰ مرزا کی گمراہی وضلالت پر ہے.."

(الاعتصام، 18 تا 24 دسمبر 2020، صفحہ 18)

تو کیا آپ کے یہ لکھنے کا مقصد یہی تھا ناں کہ مولانا قصوری مرزا کو کافر نہ کہتے

تھے؟، ہم تو ٹھہرے "اناڑی محققین" لیکن ہمیں آپ جیسے "محقق اعظم" سے یہ امید نہ تھی کہ مرزا کی تکفیری ٹرافی کو حاصل کرنے کے لئے آپ اس قدر پستی میں گر جائیں گے.

لہٰذا یاد رکھیں! ہمارے زیر بحث موضوع میں تواریخ، ایام اور سالوں کی بہت اہمیت ہے، یہ بات آپ بھی جانتے ہیں، اس لئے اگر میں کہوں کہ "فروری 1891ء" کے اشتہار میں فلاں بات نہیں لکھی تھی، تو اسے یہیں تک رکھیں اور میری بات کو غلط ثابت کرنے کا سیدھا سا طریقہ ہے کہ آپ وہ اشتہار پیش کر دیں، بات ختم ہو جائے گی، لیکن اس کے ساتھ 1893ء والے مباہلے کو نہیں جوڑا جا سکتا، وہ الگ موضوع ہے، اسی طرح اس سے یہ نتیجہ بھی نہیں نکالا جا سکتا کہ غزنوی صاحبان نے کبھی بھی مرزا کو کافر نہ کہا.

آپ نے پھر بلا دلیل یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

"اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ مولانا عبدالحق غزنوی نے فروری 1891ء کے پہلے ہفتے ہی مرزا قادیانی کے کافر و ملحد اور زندیق ہونے کا فتویٰ شائع کر دیا"

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 252)

اس پر ایک بار پھر ہم جیسے "اناڑی محققین" کا بس یہی مطالبہ ہے کہ غزنوی صاحب کا یہ "شائع شدہ" فتویٰ جس میں یہ الفاظ ہیں وہ دکھا دیا جائے، یا اگر اُس وقت کے کسی قابل اعتماد مصنف نے وہ فتویٰ نقل کیا ہے تو اس کا حوالہ دے دیا جائے، ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس فتوے کو چھپانے کی کوشش نہیں کریں گے جس طرح مولانا بٹالوی کے فتوے میں منقول علماء لدھیانہ کے اشتہار کو آپ حضرات نے چھپانے کی کوشش کی، وہ تو بھلا ہو "اناڑی محققین" کا کہ یہ چوری پکڑ لی، جی ہاں وہی اشتہار جس کے بارے میں

آپ نے صراحتاً اقرار کیا ہے کہ وہ **"تکفیری"** اشتہار تھا اور مولانا بٹالوی کے فتوے سے پہلے 29 رمضان 1308ھ (موافق 8 مئی 1891ء) کو شائع ہوا تھا.

(دیکھیں : قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 253)

لہٰذا جب تک مزعومہ غزنوی فتویٰ دریافت کر کے سامنے نہیں لایا جاتا اور اس میں وہ الفاظ نہیں مل جاتے جو آپ لکھتے ہیں، تب تک علماء لدھیانہ کا یہی اشتہار مرزا قادیانی کی تکفیر پر "اوّلین شائع شدہ" فتویٰ شمار ہوگا.

مولانا بٹالوی مرحوم کا ریویو اور مولانا داود ارشد صاحب کا غصہ

مولانا داود ارشد صاحب نے اس بات پر بھی غصہ کا اظہار فرمایا ہے کہ مرزا قادیانی کی کتاب" براہین احمدیہ" پر مولانا بٹالوی مرحوم کے تائیدی تبصرے کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے؟، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> " مرزا قادیانی اور ان کے پیروکار اور ان کی دیکھا دیکھی ہمارے بعض اناڑی محققین مرزائیت، مولانا بٹالوی مرحوم کے براہین احمدیہ پر تبصرے کو بھی بہت اچھالتے ہیں".

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 253)

اس کے بعد مولانا داود ارشد صاحب نے لکھا ہے کہ:

> " مولانا بٹالوی نے ریویو اس وقت لکھا جب وہ مرزا قادیانی کو واللہ حسیبہ کہہ کر شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار جانتے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہے، دیکھیں براہین احمدیہ پر ریویو مندرجہ اشاعۃ السنہ 7/284"

(حوالہ بالا، صفحہ 254)

اس پر ہم عرض کناں ہیں کہ اس بات سے کس نے اختلاف کیا ہے کہ جس وقت مولانا بٹالوی نے یہ تائیدی ریویو لکھا تھا اس وقت وہ مرزا کو شریعت محمدیہ پر قائم اور پرہیزگار ہی سمجھتے تھے؟، ظاہر ہے اگر اس وقت اسے گمراہ سمجھتے ہوتے تو اس کے حق میں اتنا مفصل ریویو نہ لکھتے، لیکن اگر جان کی امان ہو تو ڈرتے ڈرتے "یہ اناڑی محقق" یہ بھی عرض کرتا ہے کہ مولانا داود ارشد صاحب جیسے "محقق اعظم" نے یہاں بھی ڈنڈی ماری ہے، انہوں نے یہاں الفاظ لکھے ہیں" ساتھ ہی کہتے تھے کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہے"، یہ الفاظ پڑھ کر پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ مولانا بٹالوی بس لوگوں کی سنی سنائی بات پر مرزا کو متبع شریعت اور پرہیزگار سمجھتے تھے ورنہ ان کی اس سے کوئی زیادہ جان پہچان نہ تھی، اس لئے انہیں خود اس کے اتباع شریعت اور پرہیزگاری کا ذاتی تجربہ نہیں تھا.

جبکہ خود مولانا داود ارشد صاحب، مولانا بٹالوی مرحوم کو" مرزا جی کے قریبی دوست" لکھ چکے ہیں (دیکھیں: قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 31)، نیز مولانا بٹالوی مرحوم خود اسی ریویو میں لکھ چکے ہیں کہ:

> "مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے، مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب، اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے اس لیے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیے جانے کے لائق ہے".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 176)

اب آئیں آپ کو "اناڑی محققین" ہی بتاتے ہیں کہ یہ "ذاتی تجربہ نہ ہونے" والی بات مولانا بٹالوی نے صرف مرزا کے (مزعومہ) الہاموں کے سچے یا جھوٹے نکلنے کے بارے میں لکھی ہے، آئیے بٹالوی صاحب کی مکمل عبارت پڑھتے ہیں:

> " مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی وعربی میں) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہوسکتا ہے"
>
> (اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 7 صفحہ 284)

مولانا بٹالوی کی یہ عبارت پڑھیں تو وہ مرزا کا شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہونا تو موافق و مخالف کے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر بتا رہے ہیں، البتہ جب بات مرزا کے (بزعم خود) الہاموں کی آئی تو مولانا بٹالوی نے لکھا کہ سننے میں آیا ہے کہ اس کا کوئی بھی الہام آج تک جھوٹا نہیں نکلا، اگرچہ ان الہاموں کے سچے ہونے کا ہمیں ذاتی تجربہ نہیں ہوا، لیکن "محقق اعظم" صاحب نے بٹالوی صاحب کی بات کو کیا سے کیا بنا دیا، اور اگر کوئی ان کی ایسی "قلم کی صفائی" پکڑ لے تو وہ "اناڑی محقق" کہلاتا ہے۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا، آگے مولانا داود ارشد صاحب نے اس پر کئی صفحے سیاہ کیے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے جس وقت یہ تائیدی تبصرہ لکھا تو اس وقت تک مرزا نے کفریہ دعوے نہیں کیے تھے...... تو پھر کس بنیاد پر اس ریویو کو مسلمانوں کے بعض اناڑی محققین بار بار پیش کرتے ہیں؟ کیا اس ریویو میں مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کی توثیق کی

گئی ہے؟.... باقی رہی یہ بات کہ مولانا بٹالوی نے کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کی ہے تو اس میں وہ منفرد نہیں، ان کے کئی معاصر شامل ہیں، بلکہ بعد میں آنے والے وہ حضرات بھی شامل ہیں جنہوں نے ردقادیانیت پر سنہری خدمات سرانجام دی ہیں.... الخ"

(ملخصاً: حوالہ بالا، صفحہ 254 تا 267)

اور پھر آخر میں تان یہاں توڑی ہے کہ :

"مجھے امید ہے کہ جن لوگوں کے پیٹ میں مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کی کردار کشی کرنے کا مروڑ اٹھتا ہے اتنی سی اکسیر سے ان کے معدہ کی اصلاح ہوجائے گی، ان شاء اللہ، ہاں اگر ضرورت پڑی تو مزید مسالا تیار ہے". (حوالہ بالا : صفحہ 267)

ان تین سطروں میں مولانا داود ارشد صاحب "محقق اعظم" سے "رئیس الاطباء" بنتے نظر آتے ہیں، اور لگتا ہے ان کا غصہ قابو سے باہر ہو رہا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کم از کم ہم نے مولانا بٹالوی مرحوم کی کردار کشی کا تصور بھی نہیں کیا، ہم نے تو اپنی کتاب میں جب مولانا بٹالوی کے ریویو سے کچھ حوالے نقل کیے تھے تو وہاں صاف طور پر یہ نوٹ لکھا تھا کہ:

"یہاں یہ بات ایک بار پھر عرض کردوں کہ یہ بات ہو رہی ہے سنہ 1884ء کی جب تک مرزا کی ابھی پہلی کتاب براہین احمدیہ" ہی منظر عام پر آئی تھی، بعد میں ایک وقت آیا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا حسن ظن ختم ہوگیا اور آپ نے ایک استفتاء تیار کر کے مرزا کے خلاف فتوائے کفر لیا اور بہت سے علماء اسلام کی اس پر تصدیقات لے کر شائع کیا، لہٰذا ہمارا مقصد اس ساری تفصیل کو بیان کرنے سے مولانا کے سابقہ موقف کو لے کر

ان پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ صرف واقعات کا تاریخی تسلسل بتانا ہے کہ کب کیا ہوا، نیز اپنے مرکزی گواہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بارے میں بتانا ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے اچھی طرح واقف تھے، اور اس وقت کے ہر معاملے پر ان کی نظر تھی"۔

(ہماری کتاب: مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 43)

اسی طرح ہم نے کتاب کے شروع میں صفحہ 6 پر ایک نوٹ لکھ دیا تھا جو ہم اس ضمیمہ کی ابتدا میں بھی نقل کر آئے ہیں اور جس کا عنوان ہے "اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے اور دوران مطالعہ یہ باتیں ذہن میں رکھیں" کیونکہ ہمیں احساس تھا کہ تحقیق کے اعلی درجہ پر فائز کچھ لوگ ہمارے پیش کردہ تاریخی حقائق کا جواب نہ پا کر ایسی باتیں کریں گے کہ دیکھو جی انھوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کی کردار کشی کی ہے۔

دراصل "تحقیقی ہیضے" میں مبتلا کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا کی اس تکفیر کا ذکر بھی نہ کرے جو انہوں نے سنہ 1884ء میں کی تھی، اور خیر سے اس تکفیر کی مفصل رپورٹ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اپنے اسی ریویو میں دی ہے، اس لئے یہ ریویو ایک تاریخی شہادت ہے جسے یہ لوگ جھٹلا نہیں سکتے تو اگر کوئی مولانا بٹالوی کے اس ریویو کے حوالے پیش کرے تو یہ شور مچاتے ہیں کہ دیکھو مولانا بٹالوی کی کردار کشی کی جا رہی ہے، دوسری طرف تحقیق کے نام پر یہ لوگ علماء لدھیانہ اور اس وقت کے دوسرے علماء پر جو چاہے آوازے کستے رہیں وہ ان کے نزدیک تحفظ ختم نبوت کی خدمت ہے، اور اگر کوئی ان کے اس "تکفیری تکفیری" کے تبرے کے جواب میں صرف آئینہ دکھانے کے لئے دو چار حوالے پیش کر دے تو انہیں شدید "قبض" ہو جاتی ہے۔

اور اس بات کے حقیقت ہونے میں کوئی شک نہیں کہ جس وقت مرزا قادیانی

نے اپنی پہلی کتاب" براہین احمدیہ" تالیف اور شائع کی تو اس کتاب کی تعریف وتوصیف نہ علمائے لدھیانہ نے کی اور نہ ہی علمائے دیوبند نے کی، اگر ابتدائی طور پر اس وقت دار العلوم دیوبند نے علمائے لدھیانہ کے فتوے سے اختلاف کیا تو مرزا قادیانی کو " شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار" ہونے کی سند بھی نہیں دی اور نہ ہی اس کی کتاب کی یوں تعریف کی کہ" جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی".

امید ہے فی الحال ہماری اتنی" پھکی" کافی ہوگی، اگر مزید ضرورت پڑی تو ہم نے بہت سی"معجونیں" اور" جلاب" بھی تیار رکھے ہیں جس سے معدے صاف بھی ہوجائیں گے اور پھر کبھی خراب بھی نہ ہوں گے، اور ہم ٹھہرے"اناڑی" ، کیا معلوم " جلاب" کچھ زیادہ تیز ہی نہ بنادیا ہو.

یہاں تک ہم نے چندان باتوں پر تبصرہ کیا جو مولانا داود ارشد صاحب نے نئی لکھی ہیں، ان کے سابقہ مضمون پر جو کہ تقریباً دو سال قبل ہفت روزہ" الاعتصام" میں قسط وار چھپا تھا ہم نے مفصل تبصرہ اپنی کتاب میں کردیا تھا، اب اپنا وہی مضمون بغیر کسی کمی بیشی کے حالیہ کتاب میں بھی (از صفحہ 103 تا 204) شامل کیا ہے، اور ہماری کتاب کا تفصیلی جواب ابھی تک نہیں آیا اس لئے ہم اس مضمون پر مزید کچھ نہیں لکھ رہے.

کیا علماء لدھیانہ نے اپنے اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا؟

مولانا محمد داود ارشد صاحب نے ہفت روزہ" الاعتصام" کے شمارہ 11 تا 17 دسمبر 2020ء کے صفحہ 10 پر یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے چیلنج کے جواب میں مورخہ 29 رمضان 1308ھ (موافق 8 یا 9 مئی 1891ء) کو جو اشتہار شائع کیا تھا وہ مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا تھا، ہم نے اس پر اپنی

کتاب میں بعینہ مندرجہ بالا عنوان قائم کر کے مولانا داود ارشد صاحب کے اس دعوے کا رد کیا تھا (دیکھیں ہماری کتاب "مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق" صفحہ 79)، نیز ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ فرض کرلیں یہ اشتہار مولانا بٹالوی یا کسی اور کی تحریک سے بھی شائع کیا گیا ہو، لیکن شائع کرنے والے تو علماء لدھیانہ ہی تھے، لہٰذا یہ حقیقت تو اپنی جگہ قائم رہی کہ علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار جس میں صریح طور پر مرزا قادیانی کو" کافر و مرتد" لکھا گیا، مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے سے کئی ماہ قبل شائع ہو چکا تھا، ہماری بحث اس سے تھی ہی نہیں کہ علماء لدھیانہ کا اشتہار کس کی تحریک سے شائع ہوا؟، ہمارا مدعا صرف یہ تھا کہ علماء لدھیانہ کا یہ اشتہار، مولانا بٹالوی مرحوم کے اس فتوے کے شائع ہونے سے پہلے چھپ چکا تھا اور پھر جب مولانا بٹالوی مرحوم والا فتویٰ تقریباً سو سال بعد دوبارہ لاہور سے چھاپا گیا تو اس سے وہ حصہ ہی نکال دیا گیا جس میں مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کا ذکر فرمایا تھا، اور ہاں مولانا بٹالوی نے ہرگز کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ "یہ اشتہار تو میری تحریک سے شائع کیا گیا تھا".

بہر حال مولانا داود ارشد صاحب نے نہ جانے کیوں اپنے اس دعوے کو بڑا انکشاف سمجھتے ہوئے اپنے تئیں اس پر دو دلیلیں دی تھیں، پہلی دلیل اپنے "مرکزی گواہ" مرزا قادیانی کی تحریر کہ اس نے اپنی کتاب (کشف الغطاء، روحانی خزائن 14 صفحہ 196 شائع شدہ اواخر 1898ء) میں لکھا تھا کہ "29 رمضان 1308ھ والا اشتہار بٹالوی صاحب کی تحریک سے لکھا گیا تھا"، اور پھر تھوڑا آگے چل کر دوسری دلیل یہ پیش کی تھی کہ خود علماء لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ "....خدا تعالی نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری (بٹالوی) وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کردی"، اور پھر مولانا داود ارشد صاحب نے یہ دعویٰ دہرایا تھا کہ:

"علمائے لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے قبل مولانا بٹالوی کی ایسی تحریرات منظر عام پر آچکی تھیں کہ مرزا قادیانی کافر ومرتد ہے، اگر کسی کا دل نہیں مانتا تو بہانے ہزار ہیں".

(الاعتصام، 11 تا 17 دسمبر 2020 صفحہ 13و14)

ہم نے مولانا داود ارشد صاحب کی اس دوسری دلیل پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا تھا"

"ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش"

اور پھر اس کے تحت لکھا تھا کہ:

"اب پہلے تو اس پر غور کریں کہ علمائے لدھیانہ نے مولانا بٹالوی مرحوم کا ذکر جس طرح اس اشتہار میں کیا ہے، کیا کوئی صاحب عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے یہ اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک اور ان کے کہنے پر شائع کیا ہوگا؟ باقی انہوں نے لکھا تھا کہ ہم نے جو فتویٰ 1301ھ میں دیا تھا اس کی صداقت اب بٹالوی صاحب وغیرہ کی تحریرات سے بھی ظاہر ہو رہی ہے، انہوں نے ہرگز ایسا نہیں لکھا کہ" 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کو اپنی کسی تحریر میں کافر و مرتد لکھا ہے" ہاں اگر مولانا داود ارشد مع جمیع اعوانہ ہمت کریں اور 29 رمضان 1308ھ سے پہلے مولانا بٹالوی کا کوئی ایسا شائع شدہ فتویٰ پیش کردیں جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ لکھا ہو کہ" مرزا کافر و مرتد ہے" تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے".

علمائے لدھیانہ کا اشارہ جن تحریرات کے طرف ہے ان سے مراد وہ

تحریرات ہیں جو مولانا بٹالوی مرزا کی کتب "فتح اسلام" اور "توضیح مرام" وغیرہ کے منظر عام پر آنے کے بعد لکھ رہے تھے، مرزا کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے اور مرزا سے اس کے عقیدے کی وضاحتیں طلب کر رہے تھے (دیکھیں :اشاعۃ السنۃ، جلد 12 نمبر 12) لدھیانوی علماء یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے 1301ھ میں ہی کہہ دیا تھا کہ اس شخص کے نظریات کیا ہیں، اب اس کی نئی آنے والی کتابیں دیکھ کر بٹالوی صاحب بھی اس کی سرزنش کر رہے ہیں."

(ہماری کتاب" مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 92)

پھر ہم نے انہی علماء لدھیانہ کا یہ بیان نقل کیا تھا کہ:

"...اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماء ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں، اتفاق کرلیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہ ہے کہ قادیانی کی امداد سے دست بردار ہو کر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں، اسی اثناء میں قادیانی نے اپنے عیسیٰ موعود کا دعویٰ کر کے اشتہار جاری کیے اور ان اشتہاروں میں اہل علم کا نام لے کر مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ کو شک ہو تو میرے مباحثہ کرلو، اشتہاروں میں ہمارا نام بھی درج کر دیا، ہم نے جواب میں یہ اشتہار جاری کیا..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 29 و 30 طبع جدید)

اور یہیں ہم نے مولانا داود ارشد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"مولانا داود ارشد صاحب! کیا فتاویٰ قادریہ میں مولانا محمد بن مولانا

عبدالقادر لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہما) کے اس بیان سے کہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشتہار انہوں نے مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریک سے لکھا تھا؟ بلکہ اس کا عکس معلوم ہوتا ہے، آثار و قرائن تو یہ بتاتے ہیں کہ علماء لدھیانہ کے اس اشتہار سے مولانا بٹالوی کو تحریک ہوئی اور آخر کار انہوں نے اپنا استفتاء تحریر کر کے اس پر فتویٰ حاصل کیا، لیں یہ بھی پڑھ لیں، مولانا محمد لدھیانوی، اس اشتہار کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

" کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذمہ قادیانی کی امداد سے بری کرنے کے واسطے بحث شروع کر کے فتویٰ کفر کا لگا کر علماء ہندوستان کی مواہیر اس پر ثبت کروالیں..." (فتاویٰ قادریہ، صفحہ 34)

(ہماری کتاب " مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 93، 94)

اب ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مولانا داود ارشد صاحب، علماء لدھیانہ کے اشتہار سے قبل کی شائع شدہ مولانا بٹالوی کی کوئی ایسی تحریر پیش کر دیتے جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو " کافر و مرتد " لکھا ہوتا، بٹالوی صاحب تو اپنا رسالہ بھی نکالتے تھے اور اپنی ہر سرگرمی اس میں شائع کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اپنی کتاب میں مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ہونے والے تحریری مباحثے کا حوالہ دیتے ہوئے بٹالوی صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ :

" تحریر نمبری 8 میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہیں، اور ان کی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف رائے و فہم معانی و تاویل و ترجیح پر مبنی ہے، صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کہلا کر بعض احادیث صحیحین

کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہیں اور صرف اس انکار کی نظر سے آپ کو کافر نہیں کہا گیا، ہاں اس کا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائے گا".

(مباحثہ لدھیانہ، اشاعۃ السنۃ، جلد 13 نمبر 8، صفحہ 237)

اور لکھا تھا کہ:

"غور فرمائیں! جولائی 1891ء میں بھی مولانا بٹالوی، مرزا کو صرف "فاسق اور مبتدع" ہی کہہ رہے ہیں، اسے کافر نہیں کہتے، جبکہ جولائی 1891ء سے پہلے مئی 1891ء میں علماء لدھیانہ اپنا وہ اشتہار شائع کر چکے تھے جس میں انہوں نے مرزا کو" دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد" لکھا تھا".

(ہماری کتاب، صفحہ 167و168)

لیکن ان سب باتوں کا جواب دینے کے بجائے اپنی نئی کتاب میں بھی مولانا داود ارشد اسی بات پر بضد ہیں کہ" کوّا سفید ہی ہے"، معلوم نہیں وہ اس بات سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہے؟ جبکہ وہ اس بات کے اقراری ہیں کہ علمائے لدھیانہ کے فتوے پر مشتمل اشتہار، مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کے فتوے کی اشاعت سے پہلے شائع ہو چکا تھا، بلکہ مولانا بٹالوی کے استفتاء لکھنے سے بھی پہلے شائع ہو چکا تھا، اور اپنی نئی کتاب میں وہ خود لکھتے ہیں کہ:

" ظاہر ہے جس مفتی کا سب سے پہلے فتویٰ شائع ہوا، وہی مفتی مرزا کے نزدیک أوّل المكفرين ہے..."

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 95، طبع 2023ء)

اور مرزا قادیانی کا لدھیانہ میں دیا گیا یہ بیان ہم متعدد بار نقل کر چکے ہیں کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

الغرض! مولانا داود ارشد نے "بعض عبارات کی وضاحت" کا عنوان لگا کر پھر اپنا وہی راگ الاپا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ:

"ہم نے 1301ھ میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری (بٹالوی) وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کر دی جو اس کے اول درجہ کے مددگار تھے، اور علماء مکہ معظّمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا". (بحوالہ فتاویٰ قادریہ، ص 22)

......یہ علمائے لدھیانہ کا صریح لفظوں میں اعتراف ہے کہ لدھیانوی اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے قبل مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریرات ایسی آ چکی تھیں کہ مرزا کافر و مرتد ہے.

(ملخصاً: قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 282)

اس کے بعد مولانا داود ارشد صاحب نے یہ فلسفہ جھاڑا ہے کہ "صداقت" سے مراد "تصدیق" ہے، اور جو ہم نے سوال کیا تھا کہ "مولانا بٹالوی کی ایسی تحریر پیش کرو" تو اس پر لکھتے ہیں کہ:

"پھر اس پر دیدہ دلیری ملاحظہ کریں کہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مولانا بٹالوی کی تحریرات پیش کرو، اچھا اگر کوئی مخالف انہیں کہہ دے کہ کیا علمائے لدھیانہ نے جھوٹ بولا ہے؟ تو بتائیے ان کے پلے کیا رہ جائے گا یہ ان کے کیسے وکیل ہیں جو خود ہی ان کے بیان پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں

بلفظ دیگر انہیں متروک اور غیر ثقہ کہہ کر ہماری بات کی توثیق کر رہے ہیں کہ یہ گھرانا تکفیری تھا جو حیلوں بہانوں اور بہتان لگا کر بھی فتویٰ تکفیر لگانے سے دریغ نہ کرتا تھا" (ایضاً، صفحہ 283)

ہم نے مولانا داود ارشد صاحب کا یہ اقتباس اس لئے مکمل نقل کیا ہے تا کہ ہماری کتاب کے جواب سے ان کی قابل رحم تک بے بسی کا آپ کو اندازہ ہو جائے، ان کا خود یہ حال ہے کہ انہوں نے اپنے ہی بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے صریح اور واضح بیانات کے مقابلہ میں مرزا قادیانی جیسے کذاب و دجال کی تحریروں کو قابل اعتماد جانا، بلکہ مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے سے علمائے لدھیانہ کے اشتہار والا حصہ ہی تحریف کر کے حذف کر دیا، اور الٹا "چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق ہو کر ہمیں یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ ہم علمائے لدھیانہ کے بیان کو قبول نہیں کر رہے۔

تو سب سے پہلے مولانا داود ارشد صاحب ک ہی الفاظ میں تھوڑی سی تبدیلی کرتے ہوئے ہم ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ:

"جب ہم مولانا بٹالوی کی صریح عبارات پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے لکھا تھا کہ 1884ء تک سب علماء وقت کے مخالف ہو کر صرف لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا کی تکفیر کی تھی اور وہ موقع جلسہ دستار بندی مدرسہ دیوبند کے موقع پر لمبے لمبے فتوائے تکفیر مؤلف براہین احمدیہ کے لکھ کر لے گئے تھے، نیز خود علمائے لدھیانہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے گرد و نواح کے شہروں میں یہ فتوے لکھ کر روانہ کر دیے کہ مرزا قادیانی مرتد ہے، تو آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فتوے پیش کرو، وہ تو زبانی کلامی باتیں تھیں، اچھا

اگر کوئی مخالف آپ سے کہہ دے کہ کیا مولانا بٹالوی نے جھوٹ بولا ہے؟ تو بتائیے آپ کے پلے کیا رہ جائے گا آپ مولانا بٹالوی کے کیسے وکیل ہیں جو خود ہی ان کے بیان پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں بلفظ دیگر انہیں متروک اور غیر ثقہ کہہ رہے ہیں".

آپ نے ہماری طرف سے پیش کردہ مولانا بٹالوی مرحوم کی کسی بھی عبارت کیوں ہاتھ تک نہیں لگایا، کیوں؟ ارے مولانا بٹالوی کو تو چھوڑیں، آپ نے تو اپنے گواہ مرزا قادیانی کے اس بیان کو بھی چھوا تک نہیں کہ:

" میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر (یعنی لدھیانہ. ناقل) کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

لیکن آئیے ہم آپ کی مزید تسلی کروا دیتے ہیں، ہم تو علمائے لدھیانہ کی اشتہار والی تحریر سے دوسو فیصد متفق ہیں اور ان کے بیان کو سراسر سچ مانتے ہیں، ہاں آپ جو "صداقت" اور" تصدیق" کے فلسفے جھاڑ کر یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ نے یہ لکھا ہے کہ ان کے اس اشتہار سے پہلے مولانا بٹالوی کی کوئی ایسی تحریر اشائع ہو چکی تھیں کہ جن میں مرزا قادیانی کو" کافر و مرتد" لکھا ہوا تھا، تو آپ کا یہ نتیجہ نکالنا سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں اور توجیه القول بمالا یرضی به قائله کا مصداق ہے، آئیے ہم اپنی بات کو انہی علمائے لدھیانہ کے بیانات کی روشنی میں ہی ثابت کرتے ہیں.

سب سے پہلے اسی 29 رمضان 1308ھ والے اشتہارات کو غور سے پڑھیں، اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

" خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص

مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے، جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں.. المشتہران : مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز سکنائے لدھیانہ".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 31 طبع جدید/ (اشاعۃ السنۃ، نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)

اور پھر اسی اشتہار میں اپنے سنہ 1301ھ (1884ء) والے فتوے کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ :

".....اور علماء مکہ معظّمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 32 طبع جدید)

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوئی کہ علمائے لدھیانہ کی ایسی "تحریرات قدیمہ" بھی موجود تھیں جن میں مرزا قادیانی کو" کافر و مرتد" لکھا گیا تھا، نیز ان کے اس اشتہار سے پہلے ہی علماء مکہ معظّمہ نے بھی ان کے سنہ 1884ء والے فتوے کی تصدیق کر دی تھی (جو فتویٰ اگرچہ صادر ہو چکا تھا لیکن شائع بعد میں ہوا).

اب اگر مولانا داود ارشد صاحب کا" صداقت" اور" تصدیق" والا فلسفہ بالفرض مان بھی لیا جائے تو کیا مطلب یہ نہیں بنے گا کہ:

" ہم نے 1301ھ میں ہی مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کی (یعنی ہماری تحریرات قدیمہ کی) صداقت بھی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کر دی".

تو مرزا قادیانی کو کافر و مرتد قرار دینے والی قدیم شائع شدہ تحریرات کس کی ہوئیں جن کی صداقت مولانا بٹالوی کی سنہ 1891ء کی تحریرات سے ظاہر ہو گئی؟

مولانا داود ارشد صاحب! ہم تو علمائے لدھیانہ کے ان بیانات کو سچ مانتے ہیں، آپ فرمائیں آپ انہیں مانتے ہیں؟ اگر آپ ان بیانات کو بھی مانتے ہیں تو پھر تسلیم کریں کہ 29 رمضان 1308ھ (مطابق مئی 1891ء) سے پہلے علمائے لدھیانہ کی ایسی قدیم تحریرات موجود تھیں جن میں مرزا کو کافر قرار دیا گیا تھا، نیز اس اشتہار سے پہلے علمائے مکہ کا فتویٰ بھی اس بارے صادر چکا تھا، تو علمائے لدھیانہ کی یہ "تحریرات قدیمہ" یقیناً مولانا بٹالوی کی (آپ کے زعم کے مطابق) تحریرات سے پہلے کی ہی ہوئیں، تو آپ کو خوامخواہ اس غیر ضروری بات پر ورق سیاہ کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

اب آگے چلیں، یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا یہ اشتہار مرزا قادیانی کے 26 مارچ 1891ء کو جاری کردہ اس اشتہار کے جواب میں تھا جس میں اس نے بعض علماء اسلام کو اپنی کتابوں "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" میں کیے گئے اس کے دعووں پر مباحثہ کی دعوت دی تھی، جن علماء کے نام مرزا نے اس اشتہار میں لکھے تھے وہ یہ ہیں "مولوی محمد حسین بٹالوی، مولو رشید احمد گنگوہی، مولوی عبد الجبار غزنوی، مولوی عبدالرحمن لکھو کے والے، مولوی شیخ عبیداللہ صاحب بتی، مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی مع برادران اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری" (مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 204 تین جلدوں والا ایڈیشن) تو علمائے لدھیانہ نے مرزا کے اسی اشتہار کے جوابی اشتہار میں مرزا سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ:

> "چونکہ ہمارے نزدیک جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اوّل اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا، بعد میں عیسیٰ موعود ہونے میں کلام ہوگی.."
>
> (فتاویٰ قادریہ، صفحہ 30و31)

یہ بات بڑی واضح ہے، علمائے لدھیانہ کہہ رہے ہیں کہ ہم چونکہ تمہیں زمانہ قدیم سے کافر قرار دے چکے ہیں تو پہلے تم اپنا مسلمان ہونا ثابت کروگے، اس کے بعد تمہارے نئے دعووں پر بات کی جائے گی۔

فتاویٰ قادریہ میں جہاں یہ اشتہار منقول ہے، اس کے بعد کے حالات بھی قلمبند کیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے لدھیانہ اور مرزائی جماعت کے درمیان اس بارے رابطے ہوتے رہے تھے، چنانچہ مفتی محمد بن مولانا عبد القادر لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہما) لکھتے ہیں:

"اس اشتہار کے شائع ہونے سے مرزا قادیانی مثل نمرود کے فبهت الذي كفر کا ماصدق علیہ ہو گیا اور کل کاروائیاں اس کی هباءً منثوراً ہو گئیں..."
(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 33 طبع جدید)

پھر ذکر کرتے ہیں کہ مرزا نے فوراً حکیم نور الدین کو لاہور سے فریادرسی کے لئے طلب کیا، اور مرزائیوں کے مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ:

"ان مولویوں سے ہم کسی طرح بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر ثالث مقرر کر کے مرزا کے ایمان میں مباحثہ ہوا اور اس دوران جو حرمین کا فتویٰ مرزا کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا جاری ہو چکا ہے وہ پیش کر دیا گیا تو منصف نے ہمارے فریق یعنی مرزا قادیانی پر مرتد ہونے کا حکم لگا کر فریق ثانی کو فتح یاب قرار دے دینا ہے، جس سے ہمارے تمام دعووں پر پانی پھر جائے گا.." (ملخصاً: فتاویٰ قادریہ، صفحہ 33 و 34)

مولانا محمد لدھیانوی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس وقت علمائے حرمین کی طرف سے مرزا کے مرتد ہونے کا فتویٰ موجود تھا اور یہ بات مرزائی جماعت کے علم میں بھی

تھی، مولانا داود ارشد صاحب! ہم علمائے لدھیانہ کے اس بیان کو بھی سچ سمجھتے ہیں.

اب آگے آنکھیں کھول کر پڑھیں، لکھتے ہیں:

"القصہ آپ نے ان مولوی صاحبان کو مخاطب کرنے میں کمال غلطی کی، البتہ جو اہل علم برخلاف ہر سہ مولویان آپ کو مسلمان جانتے تھے، ان کے مخاطب کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں، کیونکہ ان سے صرف عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بحث کرنے کا موقع مل سکتا ہے .... اگر آپ کی بحث مولوی محمد حسین لاہوری (یعنی بٹالوی صاحب. ناقل) سے مقرر ہو جو آپ کے اسلام کا اقرار کر چکے ہیں تو نہایت مناسب ہے، اس عاجز کو تاریخ مقررہ سے چند روز پہلے اطلاع کر دیں تا کہ بخوبی انتظام کیا جاوے".

(ملخصاً: ایضاً صفحہ 34)

مولانا داود ارشد صاحب! یہ اس اشتہار کے بعد ہونے والی روئیداد ہے اور لکھنے والے انہی علمائے لدھیانہ میں سے ایک جن کی تحریر میں سے لفظ "صداقت" کو لے کر آپ نے بال کی کھال اتارنی شروع کر دی، وہ اپنی اس تحریر میں مرزائی جماعت کو کہہ رہے ہیں کہ ہم تین مولوی تو تمہیں پہلے سے کافر جانتے ہیں، ہمارے ساتھ تو سب سے پہلے مرزا کے مسلمان ہونے پر ہی بحث ہوگی، البتہ جو اہل علم ہم سے اختلاف رکھتے ہوئے تمہیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث کر سکتے ہو، اور پھر آگے مولانا بٹالوی کا نام لے کر لکھا ہے کہ:

"اگر آپ کی بحث مولوی محمد حسین لاہوری سے مقرر ہو جو آپ کے اسلام کا اقرار کر چکے ہیں تو نہایت مناسب ہے، اس عاجز کو تاریخ مقررہ سے چند روز پہلے اطلاع کر دیں تا کہ بخوبی انتظام کیا جاوے".

مولانا داود ارشد صاحب! مولانا محمد لدھیانوی رحمہ اللہ یہاں 29 رمضان 1308ھ والے اشتہار کے بعد کے حالات لکھ رہے ہیں، اور قادیانیوں کو صاف کہہ رہے ہیں کہ" ہم تو تمہیں زمانۂ قدیم سے مسلمان ہی نہیں سمجھتے، ہمارے ساتھ مباحثہ کرنا ہے تو مرزا کے اسلام پر کرنا ہوگا، ہاں بٹالوی صاحب تمہیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کے ساتھ اپنے من پسند موضوع پر مباحثہ رکھ لو اور اگر کوئی تاریخ مقرر ہو تو ہمیں بھی اطلاع کر دینا".

اب سوال ہے کہ اگر علمائے لدھیانہ کے اشتہار سے پہلے ہی بٹالوی صاحب کی ایسی تحریرات آچکی تھیں جن میں مرزا کو کافر و مرتد لکھ دیا گیا تھا تو اشتہار جاری ہونے کے بعد بھی مولانا بٹالوی کو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے اسلام کا" مُقر" کہنا چہ معنی دارد؟

مولانا داود ارشد صاحب! آپ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ یہ تحریر جو ہم نے پیش کی ہے، یہ علمائے لدھیانہ نے نہیں لکھی، اس لئے ان کی لکھی کسی بھی تحریر کو ان کے دوسرے بیانات سے ملا کر ہی سمجھنا ہوگا، اس لئے ہم نے لکھا تھا کہ اس اشتہار میں بٹالوی صاحب کی جن تحریرات کا ذکر تھا، ان سے مراد وہ تحریرات ہیں جو مولانا بٹالوی، مرزا کی کتب" فتح اسلام" اور" توضیح مرام" وغیرہ کے منظر عام پر آنے کے بعد لکھ رہے تھے، اور مرزا کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے اور مرزا سے اس کے عقیدے کی وضاحتیں طلب کر رہے تھے (دیکھیں :اشاعۃ السنۃ، جلد 12 نمبر 12) لدھیانوی علماء یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے 1301ھ میں ہی کہہ دیا تھا کہ اس شخص کے نظریات کیا ہیں، اب اس کی نئی آنے والی کتابیں دیکھ کر بٹالوی صاحب بھی اس کا دفاع چھوڑ کر اس کے ساتھ بحث مباحثے کر رہے ہیں اور بس.

لیکن آپ ہی کے بقول" ضد کے ماروں کا علاج تا حال دریافت نہیں

ہوا" (آپ کی نئی کتاب، صفحہ 283) تو ہمارے پاس آپ کی ضد کا علاج کہاں ہوسکتا ہے؟ اور ہاں ہماری طرف سے بطور ہدیہ علمائے لدھیانہ کا یہ بیان بھی پڑھتے جائیں:

"بعد الحمد والصلوۃ! محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودھیانوی بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ اوّل 1301 ہجری من ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی.." (فتاویٰ قادریہ، صفحہ 36 طبع جدید)

ہم علمائے لدھیانہ کے اس بیان کو بھی دوسوفیصد سچ اور درست سمجھتے ہیں، کیونکہ ہمارے مرکزی گواہ مولانا بٹالوی مرحوم اور آپ کے "ثقہ، ثبت اور حجۃ" گواہ مرزا قادیانی نے بھی ان کے اس بیان کی تصدیق کی ہے اور انکار کبھی نہیں کیا۔

آخر میں آپ نے اپنے فلسفہ کی تان یہاں آ کر توڑی ہے کہ:

"ترغیب کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ تحریک ختم نبوت کی ابتدا لدھیانہ سے ہوئی اور میدان میں تین چار اشخاص تھے، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبد الحق غزنوی، مولانا محی الدین عبد الرحمن لکھوی، مولانا سعد اللہ لدھیانوی. علمائے لدھیانہ ٹھیک تین مہینے بعد اس گروپ میں شامل ہوئے، ظاہر ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کے اعمال و کردار سے علمائے لدھیانہ کو تحریک ہوئی".

(قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 288)

خیر سے یہاں بھی آپ نے ڈنڈی ماردی، آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ کی تحریک ختم نبوت کی ابتدا مرزا قادیانی کے 26 مارچ 1891ء والے اشتہار کے بعد سے ہوئی، اسی لئے تو آپ یہ بتا رہے ہیں کہ علمائے لدھیانہ تین مہینے کے بعد اس تحریک میں

شامل ہوئے، اب ذرا سوچ سمجھ کر ان سوالوں کو حل کر دیں:

1) اگر تحریک ختم نبوت کی ابتدا 26 مارچ 1891ء کے بعد ہوئی تو اس کا مطلب ہے اس سے پہلے آپ کی اوپر ذکر کردہ چاروں شخصیات میں سے کسی نے بھی مرزا قادیانی کے بارے میں فتوائے کفر نہیں دیا تھا۔

2) آپ نے جو لکھا کہ زمانۂ تالیف براہین احمدیہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے مرزا کو "مدعی نبوت" قرار دے کر "کافر" قرار دیا تھا، آپ کی یہ بات درست نہیں، یا آپ یہ اقرار کرتے ہیں کہ نواب صاحب کا فتویٰ درست نہیں تھا؟ اگر یہ بات درست ہے تو پھر تحریک ختم نبوت کی ابتدا زمانۂ تالیف براہین احمدیہ سے کیوں نہیں؟

3) مرزا قادیانی نے اپنے 26 مارچ 1891ء والے اشتہار میں جن علماء کو نام لے کر دعوت مبارزت دی، ان میں "مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا عبید اللہ بنتی، علمائے لدھیانہ اور مولانا غلام دستگیر قصوری" کے نام بھی تھے، آپ نے ان کے نام کیوں نہیں لکھے؟ جبکہ آپ یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ "مولانا بٹالوی والے فتوے سے قبل مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مرزا قادیانی کے کافر و دجال اور مفتری ہونے پر اشتہار شائع ہو چکا تھا" (الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 14)، پھر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان علماء کے ساتھ 26 مارچ 1891ء سے پہلے مرزا قادیانی کی کیا دشمنی تھی؟ انہوں نے مرزا کو کیا کہا تھا؟ جو مرزا ان کا نام لے کر بھی انہیں دعوت مبارزت دے رہا ہے؟

4) آخری سوال یہ ہے کہ مرزا کے اس 26 مارچ 1891ء والے اشتہار

کے جواب میں علمائے لدھیانہ کا مئی 1891ء میں شائع شدہ اشتہار تو مکمل فتاویٰ قادریہ میں موجود ہے، اس کا ذکر مولانا بٹالوی نے بھی کیا ہے اور کچھ اقتباسات اپنے مرتب کردہ فتویٰ میں نقل کر دیے تھے (جو آپ حضرات نے بعد میں نکال دیے تھے)، آپ نے جن چار حضرات کو "تحریک ختم نبوت کے اوّلین مؤسس و بانی" بتایا ہے، ان میں کس کس نے مئی 1891ء سے پہلے مرزا قادیانی کو تحریری طور پر "کافر و مرتد" لکھ کر اپنا فتویٰ یا اشتہار شائع کیا؟ وہ مکمل تحریر یا اشتہار پیش کیا جائے تا کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتویٰ سے پہلے کس کس کے فتوے کن الفاظ کے ساتھ شائع ہو چکے تھے؟

❀❀❀

مولانا خاور رشید بٹ صاحب کے مقدمہ پر تبصرہ

اب ہم آتے ہیں اس نئی کتاب پر لکھے گئے "مقدمہ" کی طرف جو کسی" مولانا خاور رشید بٹ صاحب" نے تحریر کیا ہے جو اپنے آپ کو مولانا محمد داود ارشد صاحب کا شاگرد بتاتے ہیں، موصوف نے تاثر یوں دیا ہے جیسے انہوں نے غیر جانبدار ہو کر "طرفین" کی تحریریں یعنی اپنے استاد محترم کے مضمون اور ہماری کتاب کا مطالعہ بڑے غور وخوض کے ساتھ کیا ہے اور اپنا "حاصل مطالعہ" اس مقدمہ میں پیش کیا ہے، لیکن ان کا "حاصل مطالعہ" پڑھ کر ہم نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ بٹ صاحب نے ہماری کتاب کا یا تو مطالعہ ہی نہیں کیا، یا اگر کیا ہے تو ہماری طرف سے پیش کردہ تاریخی حقائق کی طرف توجہ نہیں فرمائی، اور ہمارے پیش کردہ حوالوں کو تحقیق کیے بغیر ردّ کر دیا ہے اور اپنے استاد محترم کی تحقیق کو ہی "حرف آخر" سمجھا ہے.

مقدمہ کی تمہید کے طور پر بٹ صاحب نے پہلے اپنے استاد محترم کے مضمون کا پس منظر بتایا ہے، پھر اس پر لکھی ہماری کتاب کا تذکرہ کیا ہے اور پھر لکھا ہے کہ:

"استاد محترم نے امت کے وسیع تر مفاد میں قلم روک لیا اور بحث ختم کر دی" (صفحہ 16)

یعنی مولانا محمد داود ارشد صاحب نے ہماری کتاب کا جواب لکھنے یا ہماری پیش کردہ معروضات وحوالہ جات کا جواب دینے سے قلم روک لیا، جہاں تک بات ہے "امت کے وسیع تر مفاد" کو پیش نظر رکھنے کی تو کاش یہ اس وقت پیش نظر رکھا جاتا جب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے محاسبہ قادیانیت جلد 9 کے دیباچہ میں اپنی ہی چند سابقہ تحریر کردہ باتوں اور کچھ تاریخی واقعات کو درست کرنے کی غرض سے لکھا تھا کہ پہلے ہم نے

جو لکھا تھا وہ فلاں جگہ سے نقل کیا تھا، لیکن اب ہمارے سامنے یہ حقیقت کھلی ہے کہ جہاں سے ہم نے مولانا بٹالوی کا مرتب کردہ فتویٰ نقل کیا تھا وہاں مکمل بات نہیں شائع کی گئی تھی، جب ہم نے مولانا بٹالوی کے اصل فتوے کی طرف مراجعت کی تو معلوم ہوا کہ حقیقت ویسے نہ تھی جیسے ہم پہلے لکھتے رہے، اور پھر مولانا نے ریکاڈ کی درستگی کے لئے وہ لکھا جو آپ پڑھ چکے، نہ تو اس دیباچہ میں کسی کی کردار کشی کی گئی، نہ ہی کسی پر طعن وتشنیع کیا گیا، اور نہ ہی کوئی ایسی بات لکھی گئی جس سے امت کے وسیع تر مفاد کو ٹھیس پہنچتی، اور ایک لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ نے اپنی زندگی میں ہی اس تاریخی حقیقت کو درست کر دیا ورنہ کیا معلوم بعد میں آنے والا کوئی "محقق اعظم" یہی دعویٰ کر دیتا کہ دیکھو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مولانا بٹالوی کا جو فتویٰ شائع کیا تھا اس میں بھی علماء لدھیانہ کے 29 رمضان 1308ھ کے کسی اشتہار کا کوئی ذکر نہیں، اور ساتھ یہ گرہ بھی لگا دیتا کہ "مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے کی نئی طبع 1986ء میں ہوئی تھی، آج تک کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ اس میں اصل فتوے کا کچھ حصہ حذف کر دیا گیا تھا، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ اعتراض فضول ہے" (ایسی دلیل ہمارے کرم فرما اکثر دیتے ہیں کہ دیکھو مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ کے بارے میں یہ لکھا لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا یا اس بات کا انکار نہیں کیا لہٰذا ثابت ہوا کہ مولانا بٹالوی نے درست لکھا تھا وغیرہ وغیرہ) اب اس تاریخی غلطی کی درستگی پر نہ جانے مولانا محمد داود ارشد صاحب کو کیوں غصہ آیا کہ انہوں نے نو قسطوں پر مشتمل ایک مضمون "الاعتصام" میں لکھ ڈالا، اور اس مضمون میں بھی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے بنیادی سوالات کا تسلی بخش جواب دینے کے بجائے علماء لدھیانہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی (رحمۃ اللہ علیہم) کی ذات پر کھلم کھلا، اور علماء دیوبند پر اشاروں کنایوں میں تیر برسائے گئے، جبکہ بنیادی موضوع ان حضرات کی ذات

نہ تھی بلکہ وہ تھا جس کا ذکر انہوں نے خود اپنے مضمون کی ابتدا میں کیا تھا اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہم نے بھی اپنی کتاب میں یوں لکھا تھا:

مولانا داود ارشد صاحب نے اپنے مضمون کی ابتداء میں لکھا ہے کہ:

" مسئلہ یہ ہے کہ مولانا (یعنی مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ) کو اس بات میں تامل ہے کہ دار الدعوۃ السّلفیہ نے جو فتویٰ شائع کیا ہے وہ اولین فتویٰ ہے، مولانا کا گمان ہے کہ علمائے لدھیانہ کا فتویٰ اولین فتوائے تکفیر تھا، لیکن ساتھ ہی وہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل حدیث نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ سب سے پہلا فتویٰ تھا اس خیانت کا ارتکاب کیا کہ جب اس فتوے کو شائع کیا تو اس کا نام بدل دیا، دوسرا یہ کہ اس متفقہ فتوے کا ایک سے زائد صفحہ حذف کر دیا تا کہ اپنا نقطۂ نظر ثابت کر سکیں". (الاعتصام، 20 تا 26 نومبر 2020، صفحہ 12)

اس سے معلوم ہوا کہ ہم نے دو باتوں کا جائزہ لینا ہے :

1) مرزا قادیانی کے بارے میں اولین فتوائے تکفیر کس نے دیا؟

2) مولانا بٹالوی مرحوم کے شائع شدہ فتویٰ کی نئی اشاعت میں واقعی ایک سے زائد صفحہ حذف کیا گیا یا نہیں؟ اور مولانا بٹالوی مرحوم نے جس نام سے اپنا فتویٰ شائع کیا تھا وہ نام بدلا گیا یا نہیں؟.

لہٰذا ہماری گزارشات کا اصل محور بھی یہی دو باتیں ہوں گی، اس کے علاوہ دیگر امور پر حسب ضرورت اور بقدر ضرورت اگر کچھ بات ہو گی تو وہ اصل مبحث نہیں.

(ہماری کتاب : مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخی حقائق، صفحہ 25)

تو یہ تھے وہ دو بنیادی نکتے جو اصل موضوعِ بحث تھے، ان دونوں کو ثابت کرنے کے لئے ہماری طرف سے بہت سے حوالے پیش کیے گئے، باقی باتیں ضمنی طور پر زیر بحث آئیں۔

آپ حیران ہوں گے کہ اس میں سے جو دوسری بات ہے، یعنی مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتویٰ کی نئی اشاعت کے وقت اس میں سے تقریباً ڈیڑھ صفحہ کا وہ حصہ نکال دینا جس میں علماء لدھیانہ کے اس اشتہار کا ذکر ہے جس سے بہت سے وساوس دور ہوجاتے ہیں، نیز مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنا فتویٰ مرتب کرتے وقت نہ ہی اسے "اوّلین" لکھا تھا اور نہ ہی "متفقہ" لکھا تھا، لیکن نئی اشاعت میں نام میں بھی تبدیلی کردی گئی، یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو ثابت ہوچکی ہیں اور ہمارے کرم فرما بھی اس سے انکاری نہیں، یہ الگ بات ہے کہ وہ ڈیڑھ صفحہ حذف کرنے کو "سہو" اور "بھول" کہہ کر اور نام کی تبدیلی کے غیر تسلی بخش جواز پیش کرکے غیر متعلقہ باتوں کی طرف یا علماء لدھیانہ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے میں مشغول ہوجاتے ہیں تاکہ اصل سوال گول ہوجائے، جب کہ یہی سب سے اہم بات تھی، اسی ایک محذوف عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک یہ کہ علماء لدھیانہ نے سنہ 1301ھ (مطابق 1884ء) میں مرزا قادیانی کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا تھا اور ان کے کہنے کے مطابق وہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کے زمانے تک اپنے فتوے پر قائم بھی رہے تھے، نیز اسی محذوف عبارت کے سامنے آنے سے یہ تاریخی حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی اشاعت سے پہلے علماء لدھیانہ کا مرزا کے بارے میں اس دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ باقاعدہ ایک اشتہار کی شکل میں شائع ہوچکا تھا، اور وہ اشتہار مولانا بٹالوی کو بھیجا گیا تھا اور انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا کہ مجھے اشتہار ملا ہے، اور اس اشتہار کے کچھ اہم

اقتباسات مولانا بٹالوی نے اپنے فتوے میں نقل بھی کیے تھے، اور مولانا بٹالوی نے علماء لدھیانہ کی اس اشتہار میں لکھی کسی بات کا انکار نہیں کیا تھا، اس وقت مرزا قادیانی بھی زندہ تھا، اس نے بھی اس اشتہار میں لکھے گئے کسی واقعہ کا انکار نہیں کیا تھا جبکہ مولانا داود ارشد صاحب نے خود مرزا کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ اس کے پاس علماء لدھیانہ کا یہ والا اشتہار پہنچا بھی تھا۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر یہ تاریخی حقیقت پہلے کسی کے علم میں نہیں تھی تو اسے قبول کیا جاتا، لیکن پہلے تو نئی طبع میں اس پوری عبارت کو نکال دیا گیا، اور جب حقیقت کھلی تو اب "امت کے وسیع تر مفاد میں" اس پر محنت شروع کی گئی کہ کچھ بھی ہو جائے یہ ثابت نہ ہونے پائے کہ علماء لدھیانہ نے (جو کہ حنفی مقلد تھے) سب سے پہلے مرزا کی تکفیر کی تھی، اور نہ یہ ثابت ہونے دیا جائے کہ رمضان 1308ھ میں لدھیانہ کے علماء نے مرزا کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے پر جو اشتہار شائع کیا تھا وہ تحریری طور پر اشتہار کی صورت میں مرزا قادیانی کے خلاف شائع ہونے والا پہلا فتویٰ تھا، جبکہ اب تک "امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد کا درد رکھنے والے" یہی بتاتے آرہے تھے کہ مرزا قادیانی کے خلاف باقاعدہ شائع ہونے والا سب سے پہلا فتوائے کفر 1891ء/1892ء میں مولانا بٹالوی مرحوم کا مرتب کردہ ہی تھا۔

اب ہوا یہ کہ مولانا بٹالوی، علماء لدھیانہ اور خود مرزا قادیانی کی تحریروں اور بیانات سے ثابت ہونے والے تاریخی حقائق کا انکار ممکن نہ رہا تو "امت کے وسیع تر مفاد" میں تاریخی حقائق کو "دھندھلا" کرنے پر محنت شروع کی گئی، جس کے تدریجی ادوار یہ ہیں:

اولاً: یہ کہا گیا کہ علماء لدھیانہ کی طرف سے زمانۂ تالیف براہین احمدیہ (1884ء) میں

مرزا قادیانی کی جس تکفیر کا ذکر کیا جاتا ہے وہ فتویٰ ہمیں دکھایا جائے، ایسا کوئی فتویٰ تھا ہی نہیں، یہ صرف زبانی کلامی باتیں تھیں۔

ثانیاً: اس کے جواب میں جب کہا گیا کہ یہ بات تو ہمیں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے بتائی ہے اور لدھیانہ کے تین علماء بھائیوں کا نام لے کر بتائی ہے کہ انہوں نے اس وقت مرزا کی تکفیر کی تھی، اور اس کے لئے مولانا بٹالوی کی طرف سے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" پر لکھے گئے تائیدی ریویو کے حوالے پیش کر دیے گئے جن کا انکار ممکن نہ تھا۔

ثالثاً: پھر بھی بجائے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے "امت کے وسیع تر مفاد میں" یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ علماء لدھیانہ نے جو مرزا کی تکفیر کی تھی وہ بلا جواز تھی، انہوں نے صرف الہام کی بنیاد پر یہ فتویٰ دیا، اس وقت کسی اور عالم یا مفتی نے ان کے فتوے کی تائید نہیں کی تھی، لہٰذا جب فتوے کی بنیاد ہی کسی شرعی دلیل پر نہ تھی تو وہ "کالعدم" سمجھا جائے گا، اسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر مذہبی بنیاد پر نہیں کی تھی بلکہ مرزا قادیانی کے ساتھ ان کا مالی اختلاف تھا اس لئے انہوں نے یہ فتویٰ دیا۔

رابعاً: اس پر جب یہ بتایا گیا کہ ضروری نہیں کہ فتویٰ وہی شمار ہو جس پر تمام علماء کا اتفاق ہو، اگر کوئی مفتی فتویٰ دیتا ہے اور دوسرے مفتی اس کی تائید نہیں بھی کرتے تو جس نے وہ فتویٰ دیا ہے اس کا فتویٰ تو وہ سمجھا جائے گا، نیز مولانا بٹالوی نے جہاں علماء لدھیانہ کے فتوے کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ علماء اپنے فتوے کی بنیاد فلاں وفلاں دلائل پر رکھتے ہیں، اور مولانا نے وہ ذکر کیے ہیں، تاہم چونکہ مولانا بٹالوی کا انگریز کے خلاف جہاد کے جواز وعدم جواز پر علماء لدھیانہ کے ساتھ پرانا اختلاف اور کشیدگی چلی آرہی تھی (جس کی تفصیل ہم اپنی کتاب میں لکھ چکے، اب دوبارہ بیان کی جائے تو ہمارے کرم فرماؤں کو ناگوار گذرے گی) اس لئے انہوں نے اپنی طرف سے یہ بھی لکھ دیا کہ انہوں نے مرزا

قادیانی کی تکفیر اس لئے کی ہے کیونکہ لدھیانہ میں ان کا چندہ بند ہو گیا ہے، مولانا بٹالوی کی یہ بات معاصرانہ چشمک اور علماء لدھیانہ کے ساتھ پرانی مخاصمت کی وجہ سے کی گئی ہے، اور مولانا بٹالوی نے خود ان بعض وجوہات کا ذکر بھی کیا ہے جن کا تعلق براہین کی عبارات سے ہے، بہر حال حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے فتوائے تکفیر تو دیا ہے چاہے جس وجہ سے بھی دیا ہے، تو یہاں ایک دُور کی کوڑی یہ لائی گئی کہ چونکہ علماء لدھیانہ "دیوبندی" تھے، اور انہوں نے اپنے اس فتوے کی تائید حاصل کرنے کے لئے دار العلوم دیوبند سے بھی رجوع کیا تھا، لیکن وہاں سے انہیں تائید حاصل نہ ہوئی، لہٰذا یہ فتویٰ کالعدم قرار پایا کیونکہ دیوبند سے ان کے فتوے کو تائید حاصل نہ ہوئی.

خامساً : جب یہ بتایا گیا کہ 1884ء کے علماء لدھیانہ اگرچہ حنفی مقلد تھے، لیکن دار العلوم دیوبند سے ان کا تلمذ یا شاگردی کا کوئی تعلق نہ تھا نہ ہی وہ دیوبند کے منتسبین میں سے تھے بلکہ ان کا اپنا الگ سلسلہ تھا، لہٰذا دار العلوم دیوبند کا ان کے فتوے کی تائید کرنا یا نہ کرنا ان کے فتوے پر اثر انداز نہیں ہو سکتا، تو پھر ایک اور اس سے بھی زیادہ دُور کی کوڑی لائی گئی کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا، اور اس رجوع کو اس طرح ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی کہ جب یہ علماء، دیوبند گئے تھے تو وہاں کے علماء کے ساتھ ان کا اس بارے میں اچھا خاصہ بحث مباحثہ ہوا تھا، آخر کار وہاں کے ایک استاد مولانا یعقوب نانوتوی مرحوم کو "ثالث" اور "حَکَم" مقرر کیا گیا، اور مولانا نانوتوی نے اپنا فیصلہ یہ دیا کہ ہم مرزا کو ایک "غیر مقلد" شخص سمجھتے ہیں (اس زمانہ میں "غیر مقلد" آزاد خیال اور لامذہب کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا تھا)، لہٰذا ثابت ہوا کہ علماء لدھیانہ نے اپنے تسلیم کردہ "حَکَم" کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا.

سادساً : جب یہ بتایا گیا کہ یہ بات کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتی کہ مولانا یعقوب نانوتوی

صاحب مرحوم کو دونوں فریقوں نے حکم اور ثالث تسلیم کیا تھا، بلکہ علماء لدھیانہ جو اپنے فتوے کی تائید کے لیے مدرسہ دیوبند گئے تھے، ان کے مطابق مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنا نمائندہ مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کو مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو یہ کہیں گے وہ مجھے (یعنی مولانا گنگوہی کو) قبول ہوگا، ایسا نہیں ہوا تھا کہ فریقین نے یہ کہا تھا کہ "جو یہ کہیں گے، دونوں فریق اسے قبول کریں گے" (اگر بعد کے کسی مصنف نے یہ بات لکھی ہے تو وہ ان کا اپنا خیال ہوسکتا ہے، علماء لدھیانہ نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی) اور پھر علماء لدھیانہ کی مولانا یعقوب نانوتوی صاحب کے ساتھ اچھی خاصی بحث ہوئی تھی جس کے بعد (بقول علماء لدھیانہ) مولانا یعقوب نے مرزا قادیانی کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ :

"میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں، اور آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے".

(بحوالہ فتاویٰ قادریہ، صفحہ 26 طبع جدید)

نیز علماء لدھیانہ نے خود اپنے اشتہار شائع شدہ رمضان 1308ھ میں صراحت کے ساتھ یہ لکھ دیا تھا کہ ہم نے 1301ھ میں جو مرزا کی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا، اب بھی ہمارا فتویٰ وہی ہے، لہٰذا آپ کے رجوع والا کیس بھی ختم شد، تو اب اس پر محنت شروع کی گئی کہ زمانہ براہین احمدیہ میں بھی علماء لدھیانہ سے قبل فلاں وفلاں نے مرزا کی تکفیر کردی تھی، لہٰذا "امت کا وسیع تر مفاد" اسی میں ہے کہ علماء لدھیانہ کے فتوے کو اوّلین فتویٰ نہ مانا جائے.

سابعاً : اب یہ سوال درپیش آیا کہ تاریخی شہادتوں اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا جائے کہ سنہ 1884ء یا اس سے قبل (زمانۂ براہین احمدیہ میں) کس کس نے علمائے لدھیانہ سے

بھی پہلے مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر دیا تھا؟ تو اس کے جواب میں پہلے تو مرزا کے کچھ خطوط سے دلائل تلاشنے کی کوشش کی گئی، جب وہ کاروائی ناکام ہوئی تو اب جدید کوشش کے طور پر نواب صدیق حسن خان مرحوم کے نام سے ایک فتویٰ بنایا گیا، جس کارروائی کا پوسٹ مارٹم ہم نے اسی ضمیمے میں پہلے کر دیا ہے۔

سابعاً : امت کے وسیع تر مفاد کا تحفظ کرتے ہوئے ہمارے کرم فرما اب اس بند گلی میں پہنچ چکے ہیں کہ پہلے یہ کہتے تھے کہ تالیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کا سرے سے کوئی جواز تھا ہی نہیں، اس وقت مرزا ساری امت کے نزدیک ایک مسلمان تھا، علمائے لدھیانہ چونکہ "تکفیری" ذہن رکھتے تھے اس لئے انہوں نے نہایت جلد بازی کا مظاہرہ کیا، اب ہمارے یہی دوست یہ مقدمہ پیش کر رہے ہیں کہ نواب صدیق حسن خان صاحب جیسے صاحب علم نے تو علماء لدھیانہ سے بھی پہلے اسی کتاب "براہین احمدیہ" کی وجہ سے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور سے "مدعی نبوت" بھی قرار دیا تھا، اور اسے بہت بڑا کارنامہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

اسی طرح علماء لدھیانہ کے فتوے پر یہ پھبتی اڑائی گئی تھی کہ انہوں نے یہ فتویٰ صرف اپنے الہام کی بنیاد پر لگایا، بھلا الہام کی بنیاد پر لگائے جانے والے فتوے کی بھی کوئی حیثیت ہوا کرتی ہے، اور اب جب "امت کا وسیع تر مفاد" خطرے میں نظر آیا تو اب یہ بتاتے ہیں کہ سب سے اوّلین "الہامی" فتویٰ مولانا عبد الرحمن لکھوی نے لگایا تھا۔

ثامناً : ہمارے کرم فرماؤں نے اپنے مقدمہ کی بنیاد زیادہ تر مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کے خطوط و تحریرات پر رکھی ہے، اور بڑے طمطراق کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ دیکھو مرزا قادیانی نے "اول المکفرین" کسے لکھا ہے؟ اور مولانا داود ارشد نے تو یہ چیلنج دیا تھا کہ :

"اس نے (یعنی مرزا قادیانی نے۔ ناقل) کسی جگہ بھی لدھیانوی علماء (مولوی محمد، عبداللہ و عبدالعزیز) کا نام لے کر ایسی کوئی وضاحت نہیں کی کہ میری تکفیر کے بانی یہ لوگ ہیں، دنیا کا کوئی محقق ان شاء اللہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا".

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 17)

لیکن جب ان کے سامنے مرزا قادیانی کا ہی لدھیانہ میں کھڑے ہو کر دیا جانے والا وہ اعلان رکھا گیا جس میں اس کہا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا".

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

تو اسے شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے (ہم نے جان بوجھ کر "لوہے کے چنے" نہیں لکھا کہ ہضم کرنے میں تکلیف نہ ہو)، ممکن ہے وہ اب اس تحقیق میں لگے ہوں کہ مرزا نے صرف "لدھیانہ کے چند مولوی" کہا ہے، نام تو کسی کا نہیں لیا، اور میرا چیلنج تو یہ تھا کہ "مرزا نے لدھیانہ کے ان تین بھائیوں کا نام نہیں لیا"، لہٰذا اب میں "امت کے وسیع تر مفاد میں" لدھیانہ کے پرانے کھنڈرات میں سے ان تینوں مولویوں کے علاوہ کوئی دوسرے چند مولوی تلاش کروں جنہوں نے "سب سے اوّل" مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، ظاہر ہے نواب صدیق حسن خان، غزنوی و لکھوی حضرات اور مولانا بٹالوی وغیرہ کا تعلق تو لدھیانہ سے جوڑنا ممکن نہیں۔

قارئین محترم! یہ ہے خلاصہ اس ساری محنت اور کوشش کا جو ہمارے کرم فرما "امت کے وسیع تر مفاد" کے تحفظ کے لئے فرما رہے ہیں، جزاهم الله احسن الجزاء وتقبل

الله جهودهم وسعيهم ، الهم آمين ولا حول ولاقوة الا بالله العلي العظيم.

الغرض! بات سے بات نکلی اور طویل ہوگئی، عرض یہ کرنا ہے کہ مولانا خاور رشید بٹ صاحب نے جو کچھ ہمارے زیر بحث موضوع سے متعلق اس کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے اس کا تاریخی حقائق سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں، ان میں سے اکثر باتوں کا جواب ہم نے فروری 2021 میں شائع ہونے والی اپنی کتاب میں دے دیا تھا لیکن شاید غصہ کی وجہ سے وہ اس کتاب کے محتویات اور اس میں نقل کی گئی شہادتوں پر غور نہیں کر سکے ورنہ پھر وہی باتیں نہ دہراتے جن کا خلاف حقیقت ہونا ہم نے ثابت کر دیا تھا، اور ان کے استاد محترم کی طرف سے اٹھائی گئی کچھ نئی باتوں پر سیر حاصل تبصرہ ہم اسی ضمیمے میں پیچھے کر چکے ہیں، امید ہے شاگرد رشید صاحب کے لئے وہ بھی کافی وشافی ہوگا، تاہم اب مولانا خاور رشید بٹ صاحب کے بطور حاصل مطالعہ لکھے اس مقدمہ پر بھی ہم الگ سے مختصر تبصرہ کیے دیتے ہیں، ہم "قوله" سے ان کی بات نقل کریں گے اور پھر "اقول" سے اس پر تبصرہ کریں گے.

قوله :

"علمائے دیوبند کو اہل حدیث موقف سمجھنے میں غلطی لگی ہے، کیونکہ انہوں نے سمجھا ہے کہ اہل حدیث حضرات علمائے لدھیانہ کے فتوے کا سرے سے ہی انکار کرتے ہوئے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے فتوے کو اوّلین قرار دیتے ہیں اور ان کا سارا زور اسی پر ہوتا ہے کہ دیکھیں آپ کے فلاں عالم نے تسلیم کیا ہے کہ مولانا بٹالوی رحمہ اللہ سے قبل علمائے لدھیانہ مرزا کی تکفیر کر چکے تھے بلکہ خود مولانا بٹالوی رحمہ اللہ نے اس کا اقرار کیا ہے..... حالانکہ یہ ہمارا موقف ہی نہیں، بلکہ اہل حدیث علماء کا کہنا ہے کہ مرزا

قادیانی کے خلاف اوّلین متفقہ فتوائے تکفیر مولانا بٹالوی کا ہے، ان سے قبل مسلمانوں کا اتفاقی فتویٰ کسی نے شائع نہیں کیا اور نہ موجود تھا..... چاہئے تھا کہ اس موقف کو رد کرنے کے لئے مسلمانوں کا کوئی بھی متفقہ فتویٰ سامنے لایا جاتا جو اس سے قبل کا ہوتا، لیکن آج تک دیوبندی حضرات کی طرف سے ایسا نہیں کیا گیا"

(ملخصاً : قادیانیت پر اوّلین فتوائے تکفیر، صفحہ 16و17)

اقول :

مولانا خاور رشید بٹ صاحب نے اس تحریر میں دو جگہ "علماء دیوبند" اور "دیوبندی حضرات" کا لفظ لکھا ہے، جیسے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کے بارے میں اوّلین فتوائے تکفیر دار العلوم دیوبند سے جاری ہوا تھا، یہ بھی کسی کا دعویٰ نہیں، حقیقت یہ ہے کہ سنہ 1884ء کے اکابر علمائے لدھیانہ، نہ تو اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد تھے اور نہ ہی دیوبند کے منتسبین میں سے تھے بلکہ وہ خود ایک مکتب فکر کی حیثیت رکھتے تھے، براہ راست ان حضرات کو سند حدیث ولی اللہی خاندان سے حاصل ہے، یہ حضرات علمائے لدھیانہ جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے اس وقت تک تو دار العلوم دیوبند وجود میں ہی نہیں آیا تھا، یہ بات ہم اپنی کتاب میں بھی انہی علمائے لدھیانہ کے اپنے خاندان کے ایک چشم و چراغ کے حوالے سے لکھ چکے ہیں، لہٰذا مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر کے مسئلہ پر "دیوبندی دیوبندی" کی گردان کرنا سمجھ سے بالاتر ہے، نیز مثلاً بریلوی مکتب فکر بھی تو اس مسئلہ میں آپ کے ساتھ اختلاف رکھتا ہے تو آپ ان کا نام کیوں نہیں لیتے؟

دوسرا ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے یہ تو تسلیم کیا کہ آپ علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کا انکار نہیں کرتے نیز آپ کی تحریر سے یہ بھی سمجھ آ گیا کہ آپ مولانا

بٹالوی مرحوم کے فتوے کو بھی اوّلین فتویٰ نہیں سمجھتے اور آپ کو ان حوالوں سے بھی کوئی اختلاف نہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا بٹالوی سے قبل علمائے لدھیانہ مرزا کی تکفیر کر چکے تھے، فللہ الحمد۔

اب آپ نے اپنے اہل مسلک کا یہ موقف بتایا ہے کہ" مرزا قادیانی کے خلاف اوّلین متفقہ فتوائے تکفیر مولانا بٹالوی کا ہے، ان سے قبل مسلمانوں کا اتفاقی فتویٰ کسی نے شائع نہیں کیا اور نہ موجود تھا"، تو اس میں جو آپ نے آخر میں لکھا ہے کہ" مسلمانوں کا کوئی اور متفقہ فتویٰ موجود بھی نہ تھا" آپ کی اس بات کی تردید ہمیں خود مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریر میں ملتی ہے، غور کیجئے گا مولانا بٹالوی نے ایک جگہ لکھا ہے :

> "اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہوجاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا....الخ". (اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی ہمیں بتا رہے ہیں کہ بہت سے علماء ہندوستان وپنجاب وعرب کا براہین احمدیہ میں درج مرزا کے الہامات کے سبب اس کی تکفیر وتفسیق و تبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، یہاں مولانا بٹالوی مرحوم اپنے فتوے سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر کے بارے میں کسی ایسے فتوے کا ذکر کر رہے ہیں جس پر نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب کے علماء کا بھی اتفاق ہوچکا تھا، اب آپ ہی فیصلہ فرمالیں کہ آپ کی یہ بات کہاں تک

درست ہے کہ" مولانا بٹالوی کے متفقہ فتویٰ سے پہلے مسلمانوں کے کسی اور متفقہ فتوے کا وجود بھی نہ تھا" ؟

یہاں ہم یہ بتاتے چلیں کہ اگرچہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اس فتوے کی مزید تفصیل نہیں بتائی لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ان کا اشارہ اس فتاویٰ کی طرف ہے جو مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے مرزا کی کتاب " براہین احمدیہ " کی کفریات پر حاصل کیے تھے، مولانا قصوری کے بقول ان کو یہ فتوے 1305ھ (1888ء) میں موصول ہو چکے تھے، یہ الگ بات ہے کہ مولانا قصوری کے حاصل کردہ فتاویٰ کی اشاعت مولانا بٹالوی والے فتوے کی اشاعت کے بعد ہوئی تھی، لیکن مولانا بٹالوی کی اس تحریر سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اور ان جیسے دوسرے اہل علم ایک دوسرے " متفقہ فتویٰ" سے آگاہ تھے، اور مولانا بٹالوی چونکہ اس زمانہ کے عینی گواہ ہیں آپ تو پیدا ہی اس زمانہ کے کئی سال بعد ہوئے ہیں، اس لئے بہرحال ان کی بات آپ کی بات پر فوقیت رکھتی ہے، اور مرزا قادیانی کے خطوط کے مقابلے میں ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ فوقیت رکھتی ہے، اب آپ کی مرضی آپ مولانا بٹالوی کی بات تسلیم کریں یا نہ کریں، ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا.

قولہ:

" جب بحث چھڑی تو علمائے لدھیانہ کے فتوے پر بھی بات ہوئی جس پر ایک مرتبہ پھر اہل دیوبند کو غلطی لگی اور وہ سارا زور اس فتوے کی قدامت پر دینے لگے، حالانکہ اہل حدیث کے اس پر ملاحظات حسب ذیل ہیں.

یہ فتویٰ تحریری نہیں بلکہ زبانی کلامی تھا اور حوالے کے طور پر جس فتاویٰ قادریہ کی جانب راہنمائی کی جاتی ہے وہ بہت بعد میں شائع ہوا تھا".

(صفحہ 17)

اقول:

اہل دیوبند کو آپ کے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے ہی اپنے ریویو میں بتایا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے:

"سب علماء وقت کے مخالف ہوکر مرزا جیسے جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کی تھی" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

یاد رہے! مولانا بٹالوی کی یہ تحریر 1884ء کی ہے، اور مولانا بٹالوی کی اطلاع کے مطابق اس وقت "سب علماء" کے مخالف ہوکر صرف اور صرف لدھیانہ کے تین بھائیوں نے (جن کے نام بھی مولانا بٹالوی نے یہیں آگے ذکر کیے ہیں) مرزا کی تکفیر کی تھی.

مولانا خاور رشید بٹ صاحب! اگر تو مولانا بٹالوی "اہل دیوبند" تھے تو آپ بے شک ان کی بات نہ مانیں، لیکن اگر آپ انہیں اپنا بزرگ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ خوامخواہ تاریخی حقائق کا انکار کرنے پر کمر بستہ ہیں؟

چلیں آپ کو یہ غصہ بھی ہے ناں کہ جب آپ مرزا قادیانی کی کسی تحریر سے استدلال کرتے ہیں تو آپ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ مرزا قادیانی جیسے کذاب سے استشہاد کرتے ہیں، تو چلیں آپ کی خوشی کی خاطر ہم مرزا قادیانی کا ایک بیان بھی یہاں نقل کردیتے ہیں، جو ہم متعدد بار پہلے بھی نقل کر آئے ہیں، شاید مولانا بٹالوی مرحوم کے بیان کی صداقت آپ کے نزدیک مشکوک ہو، لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس طرح آپ مرزا قادیانی کی خطوط اور تحریرات سے دلائل تلاشتے ہیں، آپ مرزا قادیانی کے اس بیان کو ضرور سچ سمجھیں گے، مرزا قادیانی نے شہر لدھیانہ میں (بقول مرزائی حضرات) ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں کہا تھا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

یقیناً "سب سے اول" کا مطلب آپ کو آتا ہی ہوگا (ظاہر ہے جب آپ کو "اوّل المکفرین" کا مطلب آتا ہے تو "سب سے اوّل" کا بھی آتا ہوگا) اب آپ ہی بتا دیں کہ لدھیانہ کے یہ "چند مولوی" کون ہوسکتے ہیں جن کا مرزا ذکر کررہا ہے؟ "ہم یہاں آپ کے استاذ محترم کا ہی ایک "قول زریں" آپ کی نذر کرتے ہیں، اسے ہماری طرف سے تحفہ سمجھیں، وہ فرماتے ہیں کہ:

"مگر میں نہ مانوں کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں، ضد ایک ایسا لاعلاج مرض ہے کہ جس کو بھی لگ جاتا ہے، اس پر کوئی نسخہ کامیاب نہیں ہوتا، الاماشاءاللہ".

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 17)

اب مرزا قادیانی کو علمائے لدھیانہ کے ساتھ کیا ہمدردی تھی کہ اس نے یہ بیان دیا کہ مجھ پر "سب سے پہلے لدھیانہ کے چند مولویوں نے کفر کا فتویٰ دیا"؟ اسے ایسی باتوں سے کیا فرق پڑنے والا تھا؟

جاتے جاتے اپنے "مرکزی گواہ" مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی پڑھتے جائیں جو اس نے سنہ 1900ء میں، مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے کی اشاعت کے بھی تقریباً 9 سال بعد لکھا تھا:

".... بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے

اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبد العزیز کے".

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 366)

بتائیں کیا آپ مرزا کے اس بیان سے حرف بحرف متفق ہیں؟

اور پھر اگر آپ کی نظر میں اپنے سرخیل مولانا بٹالوی مرحوم کی بھی کوئی حیثیت ہے تو ان کا یہ بیان بھی ایک بار پھر پڑھیں جو آپ نے سنہ 1892ء میں لکھا :

> " کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے................ مجھے اس کا یہ حال وخیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

کیا آپ نے کبھی تحقیق فرمائی کہ یہ "پنجاب کے بعض علماء" کون تھے جنہوں نے اس بنا پر مرزا کی تکفیر کی کہ اس نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں اپنے لئے "اقسام وحی" ثابت کیے تھے"؟ اور کیا واقعی اس کتاب میں مرزا نے یہ کام کیا تھا؟

نوٹ : مرزا نے جو میاں نذیر حسین دہلوی صاحب مرحوم کو "اوّل المکفرین" یا مولانا بٹالوی کو" فتوائے کفر کا بانی مبانی" وغیرہ کہا ہے وہ اس فتوے سے متعلق ہے جس کا استفتاء مولانا بٹالوی نے 1891ء کے آخر میں لکھا تھا اور جس کے جواب میں میاں صاحب نے اپنا فتویٰ لکھا تھا، اس استفتاء کے جواب میں فتویٰ لکھنے والے" اوّل المکفرین" میاں نذیر دہلوی صاحب ہی تھے، باقی علماء کی تصدیقات ان کے بعد لی گئی تھیں اور مرزا قادیانی کی مراد یہی تھی، ورنہ یہ بات ہمارے کرم فرما بھی اب مانتے ہیں کہ میاں صاحب مطلقاً مرزا کے" اوّل المکفرین" نہیں تھے بلکہ بٹالوی صاحب والے فتوے سے پہلے بھی مرزا کی تکفیر

ہو چکی تھی، یہ الگ بات ہے ان کے خیال میں اب "اوّل المکفرین" نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی ہیں، دیکھئے اگلا انکشاف کیا ہوتا ہے؟

پھر بٹ صاحب فرماتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا فتویٰ تحریری نہیں بلکہ زبانی کلامی تھا، تو عرض ہے کہ فرض کرلیں یہ فتویٰ "زبانی کلامی" ہی ہو، تو کیا فتویٰ کے لئے "تحریری" ہونا ضروری ہے؟ کیا علمائے امت جو اپنے دروس یا مجالس میں زبانی کلامی سوالوں کے جواب دیا کرتے تھے جو ان کے شاگردوں نے بعد میں تحریری طور پر جمع کیے وہ "فتاویٰ" نہیں کہلاتے؟ سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ آنکھوں سے معذور تھے، ان کے فتاویٰ زیادہ تر زبانی کلامی ہی ہوتے تھے، کیا ان کے زبانی کلامی بیانات کے فتاویٰ ہونے کا انکار کر دیا جائے؟ نیز کیا فتویٰ کے لئے لازمی ہے کوئی پہلے استفتاء لکھے؟ کیا علماء یا مفتیان کرام کسی اہم مسئلہ یا کسی کتاب پر لوگوں کی راہنمائی کے لئے فتویٰ نہیں دے سکتے؟

پھر آپ نے اچھا کیا کہ "فتاویٰ قادریہ" کا نام خود ہی لے دیا، آپ وہیں دیکھ لیتے کہ وہاں سنہ 1301ھ (مطابق 1884ء) میں جاری ہونے والے مرزا کی تکفیر کے فتوے کی کیا تفصیل لکھی ہے، وہاں مفتی محمد لدھیانوی صاحب نے صاف لکھا ہے:

"جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبداللہ صاحب و مولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا، تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے، اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے.... اور گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کر دیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے.... الخ"

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 9 طبع جدید)

آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ مولوی محمد لدھیانوی صاحب نے (نعوذ باللہ) یہ روئیداد جھوٹ لکھی ہے، آپ کوئی بھی الزام ان پر لگائیں، لیکن انہوں نے صاف لکھا ہے کہ "مرزا کے مرتد ہونے کے فتوے لکھ کر گرد ونواح کے شہروں میں بھیجے گئے تھے"، اور یہ فتاویٰ قادریہ مرزا قادیانی اور مولانا بٹالوی مرحوم کی زندگی میں ہی (سنہ 1901ء میں) شائع ہو گیا تھا جس میں یہ واقعہ مذکور ہے، کیا ان دونوں میں سے کسی نے اس بات کی تردید کی؟

آپ حضرات فتاویٰ قادریہ کے اور تو کئی حوالے دیتے ہیں، اس عبارت کو کبھی ذکر کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ اس میں "فتوے لکھ کر قرب وجوار کے شہروں میں بھیجنے" کا ذکر ہے؟ کچھ تو خوف خدا ہونا چاہیے۔

پھر یاد رہے! جو عام طور پر فتاویٰ قادریہ کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ صرف اس حد تک دیا جاتا ہے کہ اس میں مفتی محمد صاحب نے 1884ء میں مرزا کے خلاف فتوائے تکفیر کی روئیداد لکھی ہے کہ واقعہ کیا ہوا تھا، ظاہر ہے جب یہ فتاویٰ شائع ہوا تو تب تک مرزا کی مزید کفریات منظر عام پر آ چکی تھیں تو اس فتاویٰ کی اشاعت کے وقت ان حضرات نے مرزا کی بعد والی کتابوں کے حوالے بھی ذکر کر دیے، لہٰذا اس پر یہ اعتراض کرنا کہ اس میں تو مرزا کی ان کتابوں کے حوالے بھی ہیں جو 1884ء کے بہت بعد شائع ہوئی تھیں اور پھر "اوّلین فتوے" کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا یہ اگر "امت کا وسیع تر مفاد" ہے تو ہم اس پر لاحول ہی پڑھ سکتے ہیں۔

قوله :

"علمائے لدھیانہ نے اس فتوے میں نہایت جلد بازی کا مظاہرہ کیا اور بے احتیاطی برتی تھی، کیونکہ ایک تو ان کا ذہن تکفیری تھا، دوسرا انہوں

نے یہ فتویٰ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے الہام کی کی وجہ سے لگایا جب
کہ دلائل اس کے بعد تلاش کیے اور بعد ازاں استخارہ کروایا".

(صفحہ 17)

اقول:

آپ کے استاد محترم نے اس بار ایک نئی" تاریخی حقیقت" دریافت کی ہے کہ علمائے لدھیانہ سے بھی پہلے نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی مرحوم نے مرزا کی تصنیف (براہین احمدیہ) پڑھ کر حقیقت حال بھانپ لی، تو انھوں نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا"... اور پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ" نواب صاحب کا فتویٰ پوری دنیائے اسلام سے پہلے کا ہے" (دیکھیں وہ کتاب جس پر آپ نے مقدمہ لکھا ہے، صفحہ 205 و 206)، آپ کے استاد محترم نے یہ بھی بتایا ہے کہ نواب صاحب کا فتویٰ براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے بعد کا ہے، جبکہ علمائے لدھیانہ کا فتویٰ براہین کی چوتھی جلد کی اشاعت کے بعد کا ہے.

اب آپ ایمانداری سے فرمائیں کہ کیا مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کی پہلی تین جلدوں میں ایسی کفریات پائی جاتی تھیں جن کی بنا پر مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا جاسکتا؟ یا نواب صاحب مرحوم نے بھی" جلد بازی" کا مظاہرہ کیا اور فتویٰ لگا دیا؟ اس فتوے کی بنیاد بھی کسی دلیل پر تھی یا نہیں؟ یا ان کا ذہن بھی" تکفیری" تھا؟ یاد رہے! آپ کے استاد محترم کے پیش کردہ حوالے کے مطابق نواب صاحب نے زمانۂ براہین احمدیہ کے وقت ہی" مدعی نبوت" قرار دے کر مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، آپ کو صرف یہ بتانا ہے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کا یہ فتویٰ درست تھا یا غلط؟ اور کیا اسے" فتویٰ" کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مولانا! آپ نے اسی مقدمہ میں آگے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ" مرزا قادیانی کے ایک خط سے علمائے اہل حدیث کا فتویٰ بابت تکفیر مرزا علمائے لدھیانہ سے پہلے ثابت

ہوتا ہے" (صفحہ 19) اگر تو آپ کی مراد یہ ہے کہ علمائے اہل حدیث کا فتویٰ علمائے لدھیانہ کے سنہ 1301ھ مطابق 1884ء والے فتوے سے پہلے کا ہے تو پھر آپ کو بھی یہ جواب دینا ہے کہ اس وقت کس بنیاد پر مرزا کو کافر قرار دیا گیا؟

رہی بات "استخارہ" والے چٹکلے کی تو اگر آپ نے فتاویٰ قادریہ غور سے دیکھا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ فتویٰ دینے والے تین بھائی مفتی محمد، مفتی عبد اللہ اور مولوی عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہم) تھے، اور جو اس واقعہ کی روئیداد لکھی ہے اس میں صرف ایک بھائی مفتی عبد اللہ صاحب مرحوم کے استخارہ کروانے کا ذکر ہے (دیکھیں فتاویٰ قادریہ کا صفحہ 8) باقی دو بھائیوں کے کسی قسم کے استخارے کا کوئی ذکر نہیں، نیز اسی فتاویٰ قادریہ میں لکھی روئیداد میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان تینوں علماء بھائیوں نے براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا اور اس میں بہت سے کلمات کفریہ پائے، اس کے بعد فتویٰ دیا، یہ باتیں آپ کو کیوں نظر نہیں آتیں؟

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے مشورے پر صرف ایک بار اپنے مؤرخ صاحب (ڈاکٹر سلیمان اظہر المعروف بہاء الدین) اور اپنے استاد محترم کی تحریروں سے باہر نکل کر خود "فتاویٰ قادریہ" اٹھائیں علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا کی تکفیر کی جو روئیداد بطور اختصار مولانا مفتی محمد لدھیانوی صاحب نے لکھی ہے وہ شروع سے آخر تک پڑھیں، آپ کو پہلے صفحے پر مرزا کے لدھیانہ وارد ہونے سے ایک دن پہلے کی روداد ملے گی، اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ مفتی احمد جان وغیرہ نے ایک مجمع میں بیان کیا کہ "علی الصباح مرزا قادیانی اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے" (دیکھیں: فتاویٰ قادریہ، صفحہ 7 جدید)، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محفل یا بات چیت مرزا کے لدھیانہ آنے سے پہلے کی ہے، اور پھر اسی مجلس میں مولانا عبد اللہ لدھیانوی رحمہ اللہ کے بیان کا ذکر ہے جس میں

انہوں نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ جس مرزا کی تم تعریف کر رہے ہو وہ بے دین ہے، مولانا محمد لدھیانوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت اپنے بھائی مولانا عبداللہ سے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو کسی کے حق میں زبان طعن نہیں کھولنی چاہیے۔

آگے ذکر ہے کہ اس مجلس کے بعد مولانا عبداللہ بہت پریشان خاطر رہے، اور پھر بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروانے کا ذکر ہے (ایضاً : صفحہ 8)، اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ " پھر دوسرے دن مرزا قادیانی مع دو ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا "، یعنی یہ استخارہ والی بات مرزا کے لدھیانہ وارد ہونے سے پہلے کی ہے اور یہ صرف ایک بھائی مولانا عبداللہ لدھیانوی سے متعلق لکھی ہے، نیز اس وقت تک مرزا کے خلاف کوئی فتویٰ جاری نہیں کیا گیا تھا، بلکہ بقول مولانا محمد لدھیانوی انہوں نے اپنے بھائی کو اس وقت بلا دلیل طعن زنی کرنے سے روکا بھی تھا۔

اس کے بعد دوسرے دن کی روئیداد میں مولانا محمد لدھیانوی مرحوم لکھتے ہیں کہ:

> " جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبداللہ صاحب و مولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے، اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے.... اور گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے... الخ"
>
> (فتاویٰ قادریہ، صفحہ 9 طبع جدید)

مولانا خاور رشید صاحب! آپ کے مؤرخ صاحب یا آپ علماء لدھیانہ کے اس بیان میں ہزار کیڑے نکالیں، اسے جھوٹ کہیں، بال کی کھال اتاریں، یہ سوال کریں کہ صبح سے ظہر سے قبل تک براہین کیسے پڑھ لی گئی تھی (ویسے میں نے آپ کی یہ نئی 533 صفحے کی

کتاب تقریباً دو گھنٹے اور کچھ منٹ میں پڑھ لی تھی، کیونکہ پڑھنے پڑھنے کا اپنا طریقہ ہوتا ہے)، لیکن آپ کو کم از کم فتاویٰ قادریہ کا حوالہ دے کر یہ وسوسہ نہیں ڈالنا چاہیے کہ اس فتوے کی بنیاد استخارہ تھا یا صرف الہام تھا، جبکہ فتویٰ دینے والے صاف طور پر براہین کے مطالعہ اور اس کے بعد فتوے لکھ کر دوسرے شہروں میں بھیجنے کا بتا رہے ہیں، جبکہ استخارہ کا ذکر اس دن سے پہلے کیا گیا ہے اور تب فتوے لکھوانے کا ذکر نہیں، جبکہ آپ لکھتے ہے:

"انہوں نے یہ فتویٰ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے الہام کی کی وجہ سے لگایا جب کہ دلائل اس کے بعد تلاش کیے اور بعد ازاں استخارہ کروایا".

اب آپ بتائیں آپ نے جو لکھا وہ "غلط بیانی" بلکہ "کذب بیانی" ہے یا نہیں؟ فتویٰ لگانے والے استخارے کا ذکر پہلے کرتے ہیں اور اس وقت یا اس سے پہلے فتویٰ کا ذکر نہیں کرتے، اور جب فتوے لکھوانے کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں بنیاد الہام یا استخارہ نہیں لکھتے بلکہ براہین احمدیہ کی کفریات بتاتے ہیں، اور آپ نے اس کو الٹ بنا دیا.

آپ نے ایک اور "جھوٹ" بھی اسی مقدمہ میں لکھا ہے، جو یہ ہے کہ:

"فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کو علمائے لدھیانہ نے اپنے فتوائے تکفیر کے غلط یا صحیح ہونے پر مولانا رشید احمد گنگوہی کے کہنے سے حکم (پنچ) مانا، انہوں نے فیصلہ ان کے خلاف دیا جس سے مرزا قادیانی کا مسلمان ہونا واضح ہوتا ہے".

(پھر آپ نے آگے (فتاویٰ قادریہ، صفحہ 17) کا حوالہ دیا ہے)

اس پر عرض ہے کہ میں نے آپ کی تحریر کردہ اس بات کی تلاش میں ایک نہیں بلکہ دو بار "فتاویٰ قادریہ" کو دیکھا ہے، اور بڑے افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ نے ایک

عالم دین ہوتے ہوئے صریح غلط بیانی کی ہے کہ:

"فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ کو علمائے لدھیانہ نے اپنے فتوائے تکفیر کے غلط یا صحیح ہونے پر مولانا رشید احمد گنگوہی کے کہنے سے حکم (پنچ) مانا"

جبکہ فتاویٰ قادریہ میں اشارتاً بھی علمائے لدھیانہ یا مفتی محمد لدھیانوی صاحب نے یہ بات نہیں لکھی کہ "ہم نے اپنے فتوائے تکفیر کے غلط صحیح ہونے پر مولانا گنگوہی کے کہنے پر مولانا یعقوب نانوتوی کو حکم یا فیصل مانا تھا"، بلکہ انہوں نے واضح الفاظ میں جو واقعہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے موقف (یعنی مرزا قادیانی کی تکفیر) کے حق میں مولانا گنگوہی کے ساتھ بحث کی اور انہوں نے جو اس سے پہلے ایک تحریر ہمارے فتوے کے مخالف لکھ کر لدھیانہ روانہ کی تھی، جس کی کاپی مولوی شاہ دین وغیرہ کے مریدوں کے پاس بھی بھیجی اور جس کا جواب لکھ کر ہم اپنے ساتھ دیوبند لے گئے تھے، ہم نے مولانا گنگوہی سے اس کا جواب مانگا اور کہا کہ آپ کی تحریر پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کا جواب دیں (واضح رہے کہ مولانا گنگوہی کی تحریر کے جواب میں جو تحریر علمائے لدھیانہ نے لکھی تھی، وہ فتاویٰ قادریہ طبع جدید میں" قال"، "اقول" کی صورت میں صفحہ 10 تا 25 مکمل منقول ہے، اس تحریر کو پڑھ کر بھی معلوم ہوتا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے جو مرزا کی تکفیر کی اس کی بنیاد" براہین" کی عبارات ہی تھیں)، تو اس کے جواب میں مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ: "مجھ کو جہاں تک علم تھا میں نے لکھ دیا تھا، زیادہ اس سے مجھ کو علم نہیں"، مولوی عبد اللہ صاحب (لدھیانوی) نے دوبارہ اس تحریر کو مولوی صاحب (یعنی مولانا گنگوہی) کے ہاتھ میں دے کر آیت.. واما السائل فلا تنهر .. پڑھ کر فرمایا کہ آپ اس کا جواب عنایت فرمادیں، مولوی صاحب نے تحریر کو واپس دے کر فرمایا کہ:

"ہمارے سب کے مولانا محمد یعقوب صاحب بڑے ہیں، اس باب میں جو ارشاد میں فرمائیں گے مجھ کو منظور ہے، مولوی عبداللہ صاحب نے کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا کہ جو لوگ اس مسئلہ خاص میں اپنا دین تباہ کر رہے ہیں، اس کا وبال آپ کی گردن پر ہوگا یا ہماری گردن پر..."

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 25 و 26 طبع جدید)

یہ تحریر اردو میں لکھی ہوئی ہے سنسکرت یا عبرانی میں نہیں کہ سمجھ نہ آسکے، لدھیانہ سے آئے ہوئے تینوں بھائی، دیوبند کے علماء سے اپنے فتوے کے حق میں بحث مباحثہ کر رہے ہیں، وہ مولانا گنگوہی سے ان کے جواب میں لکھی اپنی تحریر کا جواب دینے کا مطالبہ کرتے ہیں، مولانا گنگوہی انہیں جواب دینے کے بجائے یہ فرماتے ہیں کہ "مولانا یعقوب صاحب ہمارے (یعنی ہم دیوبند والوں) کے بڑے ہیں، وہ جو اس بارے میں کہیں گے" مجھے" (یعنی مولانا گنگوہی کو) قبول ہوگا، اس پر علمائے لدھیانہ نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ "ہم بھی انہیں حکم مانتے ہیں اور وہ جو کہیں گے ہم بھی اسے قبول کریں گے" بلکہ مولانا عبداللہ لدھیانوی اسی وقت کھڑے ہو کر بلند آواز سے لوگوں کا دین بچانے کی دوہائی دیتے ہیں.

اس کے بعد بیان ہے کہ ان کی اسی مسئلہ پر مولانا یعقوب نانوتوی صاحب کے ساتھ بھی بحث ہوتی ہے اور وہاں ماحول تھوڑا خراب ہوتا ہے، مولانا محمد لدھیانوی اسی فتاویٰ قادریہ میں بیان کرتے ہیں کہ مولانا یعقوب نانوتوی کے ہاں ہم نے کہا تھا کہ:

"ہمارا اوّل سے یہ عقیدہ ہے کہ قادیانی کافر ہے اور جو شخص اس کا ہم عقیدہ وہ بھی کافر ہے، جس کو حوصلہ گفتگو کا ہو وہ میدان گفتگو میں آ کر ثالث کے مکان بحث کر لے، اس مکان پر بحث کرنے کا موقع نہیں کہ یہاں یہ

مثل صادق آرہی ہے ایک ناک والا سات ناک کٹوں کے پاس جب پہنچا فوراً سب کے سب اول ہی بول اٹھے کہ نا کو آگیا، یہ کلام سن کر سب خاموش ہوگئے، کسی نے گفتگو کا نام بھی نہیں لیا".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 27 طبع جدید)

یہ تحریر بھی اردو میں ہے، اور واضح ہے کہ مولانا یعقوب صاحب کے مکان پر بھی علمائے لدھیانہ اپنا عقیدہ اور موقف دوٹوک انداز میں بیان کر رہے ہیں اور اختلاف کرنے والے کو میدان گفتگو میں بلا رہے ہیں.

مولانا خاور رشید صاحب! اس کے بعد بھی فتاویٰ قادریہ میں کہیں ذکر نہیں کہ علمائے لدھیانہ نے مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کو اپنے فتوے کے صحیح یا غلط ہونے میں حکم تسلیم کیا تھا، آپ نے اپنے مؤرخ ختم نبوت ڈاکٹر بہاء الدین وغیرہ کا فلسفہ پڑھا ہے، کبھی فتاویٰ قادریہ خود پڑھیں تو آپ کو" تاریخی حقائق" کا پتہ چلے گا.

لہٰذا آپ نے جو اپنے" مؤرخ ختم نبوت" کی تقلید میں یہ فلسفہ بکھیرا ہے کہ:

" یہ تو سب جانتے ہیں کہ جب کسی کو اختلاف ختم کرنے کی غرض سے پنچ (حکم) مانا جائے، پھر اس کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑتا ہے اور جس کے خلاف ہو اس کو اپنا موقف چھوڑنا پڑتا ہے، نیز بعد کے زمانے میں علمائے لدھیانہ کی خاموشی بھی اسی امر پر دلالت کرتی ہے".

(صفحہ 18)

یہ سارا" بہائی" فلسفہ" بناء الفاسد علی الفاسد" کے قبیل سے ہے، اور اس کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ یہ" پنچ" اور" حکم" تسلیم کرنے کی ساری کہانی ہی درست نہیں، جنہیں آپ" حکم" بتا رہے ہیں وہ صرف مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے نمائندہ تھے اور

بس، علمائے لدھیانہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے، یہ انکشاف تو مولانا بٹالوی جیسے علمائے لدھیانہ کے زمانۂ قدیم سے چلے آرہے مخالف پر بھی نہ ہوا جنہوں نے اس واقعہ کو اپنے ریویو میں اپنے انداز میں مرچ مسالا لگا کر لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء لدھیانہ، دیوبند سے ناراض ہو کر واپس آئے تھے، چنانچہ مولانا بٹالوی کے الفاظ ہیں :

"موقع جلسہ دستار بندی مدرسہ دیوبند پر یہ حضرات بھی وہاں پہنچے اور لمبے لمبے فتوائے تکفیر مؤلف براہین احمدیہ کے لکھ کر لے گئے اور علماء گنگوہ و دیوبند وغیرہ سے ان پر دستخط و مواہیر ثبت کرنے کے خواستگار ہوئے مگر چونکہ وہ کفر ان کا اپنا خانہ ساز کفر تھا جس کا کتاب براہین احمدیہ میں کوئی اثر نہ پایا جاتا تھا لہٰذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتوؤں پر مہر دستخط کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں کو تکفیر مؤلف سے روکا، اور کوئی ایک عالم بھی ان کا اس تکفیر میں موافق نہ ہوا جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات وہاں سے بھاگے اور کأنهم حمر مستنفرة فرّت من قسورة کے مصداق بنے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 170 حاشیہ)

یاد رہے! مولانا بٹالوی کا یہ لکھنا درست نہیں کہ دیوبند والوں نے علمائے لدھیانہ کو مرزا قادیانی کی تکفیر سے روکا" کیونکہ فتاویٰ قادریہ میں جو اس سفر کی کارگذاری مولانا محمد لدھیانوی نے لکھی ہے (جو خود بھی اس سارے واقعہ میں موجود تھے) اس میں تصریح ہے کہ مولانا گنگوہی کے مقرر کردہ نمائندہ مولانا یعقوب نانوتوی نے علمائے لدھیانہ سے صاف کہا تھا کہ:

" آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے

بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 26 طبع جدید)

باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ:

" کیا امتی اپنے الہام کی بنیاد پر کسی پر فتویٰ کفر لگا سکتا ہے؟"

تو اس کے جواب میں پہلے آپ یہ پڑھیں، آپ کے علماء نے لکھا ہے کہ:

" مرزا قادیانی کی تکفیر و تکذیب کے متعلق سب سے اوّلین الہامی فتویٰ حضرت مولانا محی الدین عبد الرحمن لکھوی نے لگایا"

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری از مولانا محمد اسحاق بھٹی، صفحہ 306)

اب میں آپ کا سوال آپ پر پلٹتا ہوں، علمائے لدھیانہ نے تو جو فتاویٰ قادریہ میں روئیداد لکھی ہے اس میں ہرگز یہ نہیں لکھا کہ" ہم نے صرف اپنے الہام کی وجہ سے مرزا کی تکفیر کی تھی"، اگر کسی اور نے ایسی بات لکھی ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے نہ کہ علمائے لدھیانہ، اور تو اور، علمائے لدھیانہ کے ساتھ اس مسئلہ کے بہت پہلے سے مخاصمت رکھنے والے مولانا بٹالوی نے بھی جہاں علمائے لدھیانہ کے اس فتوے پر تنقید کی ہے وہاں اس "الہام" والی بات کا ذکر نہیں کیا، لیکن اب آپ کو یہ ضرور بتانا ہے کہ جو" اوّلین الہامی فتویٰ" مولانا عبد الرحمن لکھوی نے دیا جس کا ذکر آپ حضرات کرتے ہیں، کیا وہ فتویٰ "الہام کی بنیاد" پر دینا درست تھا؟ بینوا توجروا!

نیز علمائے لدھیانہ نے صرف اپنے رویا و کشوف یا الہام نہیں بیان کیے کہ" ہم نے خواب میں یہ دیکھا اور وہ دیکھا وغیرہ وغیرہ" بلکہ انہوں نے علی الاعلان مرزا کو کافر قرار

دیا (بالفرض اس فتوے کی بنیاد "الہام" بھی کچھ دیر کے لئے تسلیم کرلی جائے تو بھی) دوسرے لفظوں میں کسی سے اپنے کسی خواب یا کشف کو بیان کرکے اس کی بنا پر خود اپنے دل میں یہ خیال کرنا کہ وہ جھوٹا یا مفتری ہے اسے فتوائے تکفیر نہیں کہتے، بلکہ فتویٰ اس وقت ہوگا جب یہ اعلان کیا جائے کہ "فلاں شخص کافر اور مرتد" ہے، اس لئے آپ جو مرزا قادیانی کا "مولوی نور محمد صاحب" کے نام لکھا وہ طویل مکتوب لئے پھرتے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ مرزا نے مولوی نور محمد صاحب کو لکھا کہ آپ کے بزرگوں نے اپنے رویا و کشوف کی بنیاد پر مجھ پر "کذب و افترا" کا الزام لگایا ہے (دیکھیں : مکتوبات مرزا، جلد 1 صفحہ 384) اور پھر اس لفظ "کذب و افترا" کو "شرک کو کفر" بنانے کے لئے آپ کے استاد محترم صغرے کبرے ترتیب دیتے ہیں اور پھر یہ دعوے کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مرزا کے خلاف فتوائے تکفیر مولوی نور محمد صاحب لکھوی کے بزرگوں نے دیا تھا، یہ سب اس وقت کارآمد ہوتا اگر ان لکھوی بزرگوں نے علی الاعلان فتوے کے طور پر اس وقت مرزا کو "کافر" قرار دیا ہوتا، اگر ایسا کوئی اعلان ہے تو وہ پیش کرنا چاہئے تھا، یا آپ تو بہت بعد کے ہیں، زمانۂ تالیف براہین احمدیہ میں مرزا کے قریبی دوست اور اس کی کتاب کے دفاع میں طویل ریویو لکھنے والے اور اس کے اُس زمانہ میں وکیل صفائی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم (جو بعد کے زمانہ میں خود اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرکے پھر مرزا کی تردید میں بھی پیش پیش رہے) وہ ضرور "امرتسری فریق" کا ذکر کرتے ہوئے "لکھوی" فتوائے تکفیر کا بھی ذکر کرتے، لیکن وہ ذکر تو مرزا کی کتاب پر تنقید کرنے دو فریقوں یعنی "امرتسری فریق" اور "لدھیانوی فریق" کا کرتے ہیں، لیکن مرزا کو کافر قرار دینے والا صرف "لدھیانوی فریق" کو ہی بتاتے ہیں۔

پھر محض مرزا کذاب کے کسی خط کی بنیاد پر اگر یہ سب ثابت کرنا ہے تو مرزا کا شہر لدھیانہ میں دیا گیا یہ بیان تو نہایت صریح اور واضح ہے جو مرزا نے کسی کو خط میں نہیں لکھا بلکہ (بقول امت قادیانیہ) ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں دیا:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

مرزا کے اس بیان میں لفظ "سب سے اوّل" بھی ہے، لفظ "کفر" بھی ہے اور "فتویٰ" بھی ہے، اور "لدھیانہ کے چند مولویوں" کا ذکر بھی ہے، آپ مرزا کے اس بیان کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

قوله:

"مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ جن کی عبارات بڑے طمطراق سے اہل حدیث کے خلاف (اپنے زعم میں) پیش کی جاتی ہیں، انہوں نے اسی زمانے میں شائع کر دیا تھا کہ علمائے لدھیانہ نے یہ فتویٰ مذہبی بنیاد پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی سے مالی اختلاف کے سبب دیا.... علمائے لدھیانہ یا کسی دوسرے کو اس دعوے پر کوئی اعتراض نہیں ہوا".

(صفحہ 17)

اقول:

اس پر سب سے پہلے تو ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر کرنے کون تھے؟، نیز مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتویٰ کے شائع ہونے سے

پہلے انہی علمائے لدھیانہ کا فتویٰ اشتہار کی صورت میں شائع ہو چکا تھا، ہمارے مرکزی چشم دید گواہ مولانا بٹالوی مرحوم ہیں، کیونکہ وہ اُس زمانہ میں تھے اور اس وقت کے تمام حالات ان کے سامنے تھے، اور ان کا باقاعدہ ایک رسالہ بھی نکلتا تھا، ہم ان کی عبارات کسی مسلک کے خلاف پیش نہیں کرتے بلکہ صرف ان لوگوں کے خلاف پیش کرتے ہیں جنہوں نے تقریباً ایک سو چالیس سال سے ثابت شدہ چلے آرہے غیر اختلافی تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے لئے پہلے تو 1986ء میں یہ کارروائی کی کہ مولانا بٹالوی کے جس فتویٰ کو وہ خود "مسلمانوں کا اوّلین متفقہ فتویٰ" کہتے نہیں تھکتے، اسی فتوے سے "مسلکی تعصب" کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایسی تحریر نکال دی جو کہ فیصلہ کن تھی، اور جب ان کی اس خفیہ کارروائی سے پردہ اٹھایا گیا تو بجائے اس پر معذرت کرنے اور تحریری طور پر اس حذف شدہ مواد کو شائع کرنے کے الٹا ثابت شدہ چلے آرہے تاریخی حقائق میں کیڑے نکالنے شروع کر دیے، ہم نے تو اس خاص مسئلہ (یعنی مرزا قادیانی کی تکفیر) سے تعلق رکھنے والے تینوں فریقوں، علمائے لدھیانہ، مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے بیانات اور تحریرات سے اپنے موقف کو اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے، لیکن آپ کے پاس اس زمانہ کا کوئی ایک بھی ایسا قابل اعتماد گواہ موجود نہیں جو آپ اپنے حق میں پیش کر سکیں، لے دے کے آپ کے محققین نے مرزا قادیانی کذاب کے چند خطوط تلاش کیے اور پھر ان میں بھی "چونکہ، چنانچہ، اگر، مگر" سے کام چلا کر مولانا بٹالوی اور علمائے لدھیانہ دونوں کو جھٹلانا چاہا اور یہی آپ کے دلائل کی کل کائنات ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ الحمد اللہ آپ ہمارے پیش کردہ گواہوں کے بیانات اور خاص طور پر مولانا بٹالوی مرحوم کی پیش کردہ عبارات کا جواب دو سال سے زائد عرصہ گذر

جانے پر بھی نہیں دے سکے.

اب آپ نے یہ نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ مولانا بٹالوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے اپنا فتویٰ مذہبی بنیاد پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی سے مالی اختلاف کے سے سبب دیا تھا، تو مولانا خوردرشید بٹ صاحب! اگر آپ نے خود مولانا بٹالوی کے "ریویو" کا تفصیلی مطالعہ کیا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا کہ مولانا بٹالوی نے اس سے پہلے علمائے لدھیانہ کی طرف سے اپنے قریبی دوست مرزا قادیانی (جس کے وکیل صفائی ہونے کا بٹالوی صاحب اس وقت بھرپور کردار ادا کر رہے تھے) کے خلاف فتوائے تکفیر دینے کی ایک وجہ اور بھی لکھی جو بیان کرتے ہوئے شاید آپ کو شرم آتی ہے، لیجئے وہ ہم ذکر کیے دیتے ہیں، مولانا بٹالوی، اس وقت کی غاصب انگریزی سرکار کو متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نوٹ لایق توجہ گورنمنٹ: اس انکار و کفران پر باعث لودھیانہ کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حسد وعداوت ہے جسکے ظاہری دو سبب ہیں، ایک یہ کہ اونکو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے اور اس کتاب میں اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجائز لکھا ہے لہٰذا یہ لوگ اس کتاب کے مولف کو (یعنی مرزا قادیانی کو۔ ناقل) منکر جہاد سمجھتے ہیں اور از راہ تعصب و جہالت اس کے بغض و مخالفت ک اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر انکو منکر جہاد نہیں کہہ سکتے اور نہ سر عام مسلمانوں کے روبرو اس وجہ سے انکو کافر بنا سکتے ہیں لہٰذا وہ اس وجہ کفر کو دل میں رکھتے ہیں اور بجز خاص اشخاص (جن سے ہم کو یہ خبر پہنچی

ہے) کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ میں کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعویٰ نبوت اور نزول قرآن اور تحریف قرآن پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مولف کافر ہے".

(اشاعۃ السنہ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 170)

ہم مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے اس وقت کی انگریزی گورنمنٹ کو لکھے گئے "توجہ دلاؤ" نوٹس پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کریں گے، جو لکھا ہے وہ واضح ہے اور اس سے بہت کچھ سمجھ بھی آ رہا ہے کہ مولانا بٹالوی کی علمائے لدھیانہ کے ساتھ اصل مخاصمت کیا تھی؟، اس پر ہم اپنی کتاب میں بھی کچھ اشارے کر چکے ہیں جس پر آپ کے استاد محترم نے غصہ کیا ہے کہ ہم مولانا بٹالوی کے مرزا قادیانی کے دفاع میں لکھے ریویو کا ذکر کیوں کرتے ہیں، اور وہ اسے مولانا بٹالوی کی کردار کشی قرار دیتے ہیں، لیکن جب آپ لوگ اسی ریویو سے علمائے لدھیانہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے مرزا کی تکفیر، مالی اختلاف کے سبب کی تھی تو پھر ریویو کا ذکر تو آئے گا، اور اس میں مولانا بٹالوی کی دیگر عبارات بھی سامنے آئیں گی.

بہر حال! یہاں صرف مولانا خاور رشید بٹ صاحب کو یہ "توجہ دلاؤ" نوٹس دینا مقصود ہے کہ آپ بٹالوی صاحب کی یہ عبارت بھی تو پیش کیا کریں ناں کہ انہوں نے علمائے لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے کفر کے جو دو ظاہری سبب خاص طور پر "انگریزی حکومت" کو متوجہ کرنے کے لئے لکھے تھے ان میں سے پہلا یہ تھا، آپ صرف "دوسرے سبب" کا ہی تذکرہ کیوں کرتے ہیں؟

اور یہیں اسی جگہ جو مولانا بٹالوی نے علمائے لدھیانہ کے بارے میں لکھا کہ وہ "اس کا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ میں کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعویٰ نبوت اور نزول قرآن اور تحریف قرآن پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مولف کافر ہے"، یہ بھی تو ساتھ بتایا کریں، اب یہ ہم آپ سے نہیں پوچھیں گے کہ شرعی طور پر کسی کے ظاہری بیان کا اعتبار کیا جاتا ہے یا اس کے کسی مخالف کے اس بیان کا کہ" چونکہ تمہارے دل میں یہ یہ بات چھپی ہے اس لئے تمہارے ظاہری بیان کو ہم نہیں مانتے"؟ امید ہے میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔

اور اگر آپ مولانا بٹالوی مرحوم کی ایک بات سے استدلال کرتے ہیں تو ان کی اسی جگہ اسی ریویو میں جو دیگر باتیں لکھی ہیں ان سے استدلال کرنے پر آپ حضرات سیخ پا کیوں ہوتے ہیں، اور مزے کی بات ان عبارات کا جواب بھی نہیں دیتے، جبکہ مولانا بٹالوی کی اس" علمائے لدھیانہ کے مرزا کے ساتھ مالی اختلاف" بات سے بھی یہ تاریخی حقیقت نہیں تبدیل ہوتی کہ علمائے لدھیانہ نے 1301ھ مطابق 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا۔

مولوی صاحب! یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ مولانا بٹالوی صاحب کو آپ اپنا بزرگ کہتے ہیں، ہم جب ان کی گواہی اور شہادت آپ کے لئے پیش کرتے ہیں تو وہ آپ کے لئے حجت ہے، ہمارا مولانا بٹالوی کی ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی ان کی ہر بات ہم پر حجت ہے، اس لئے ہم مولانا بٹالوی کے علمائے لدھیانہ پر لگائے گئے اس الزام کو درست نہیں سمجھتے اور اسے معاصرانہ مخاصمت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی علمائے لدھیانہ کے ساتھ 1857ء کی جنگ آزادی کے مسئلہ پر پہلے سے مخاصمت چلی آرہی تھی، اور آپ

اپنے آپ کو "اہل حدیث" کہتے ہیں، تو آپ کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے جرح وتعدیل نے ایک قاعدہ یہ بھی ذکر کیا ہوا ہے کہ کسی معاصر کی اپنے معاصر پر جرح صرف اس صورت مقبول ہوگی جب وہ جرح ان دونوں کے مابین تعصب، منافرت اور چپقلش پر مبنی نہ ہو، مثلاً امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كلام الأقران بعضهم في بعض لا يعبأ به، لا سيما إذا لاح لك أنه لعداوة أو لمذهب أو لحسد، ما ينجو منه إلا من عصم الله..."

(میزان الاعتدال، جلد 1، صفحہ 111، دار المعرفۃ بیروت)

اور مولانا بٹالوی کی علمائے لدھیانہ کے ساتھ زمانۂ تالیف براہین احمدیہ کے بہت پہلے سے شدید مخاصمت وعداوت چلی آرہی تھی، فتدبّروا.

قولہ:

"یہاں ایک لطیفہ پیش خدمت ہے کہ دورِ حاضر کے علمائے دیوبند بڑا زور لگاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر علمائے دیوبند نے کی تھی تو ان کے سامنے یہ حقیقت رکھی جاتی ہے کہ اس زمانے میں تو کسی دیوبندی عالم نے تکفیر ہی نہیں کی تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا الگ سلسلہ تھا" (صفحہ 18)

اقول:

میں نے مولانا خاور رشید بٹ کا یہ "لطیفہ" بار بار پڑھا، لیکن اس نتیجہ پہنچا کہ یہ واقعی ان کا "لطیفہ" ہی ہے، اس لطیفے کے پہلے حصے کا اس کے دوسرے حصے کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں بنتا، بٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "دورِ حاضر کے علمائے دیوبند بڑا زور لگاتے

ہیں کہ مرزا کی اوّلین تکفیر علمائے دیوبند نے کی"، پھر فرماتے ہیں کہ جب ان کے سامنے حقیقت رکھی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ "علمائے لدھیانہ کا الگ سلسلہ تھا"، جبکہ بٹ صاحب کو اگر لطیفہ بنانا ہی تھا تو یوں بناتے کہ "جب ان کے سامنے حقیقت رکھی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ دیوبندی ہی تھے"، بہر حال ہمیں ان حضرات کے لطیفے پڑھ پڑھ کر اب تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ان کا سنجیدہ دعویٰ کون سا ہے اور لطیفہ کون سا ہے.

محترم بٹ صاحب! ہم نے تو اپنے کتاب میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ "مرزا قادیانی کی تکفیر کا اوّلین فتویٰ دار العلوم دیوبند سے صادر ہوا تھا"، اگر ایسا کوئی دعویٰ ہم نے کہیں کیا ہے تو آپ پیش کریں، رہی یہ بات کہ سنہ 1884ء کے علمائے لدھیانہ کا دار العلوم دیوبند کے ساتھ استادی شاگردی یا سند حدیث کا کوئی تعلق تھا تو یہ ایک حقیقت ہے کہ جس وقت دار العلوم دیوبند قائم ہوا اس سے بہت پہلے یہ علمائے لدھیانہ تحصیل علم سے فارغ ہو چکے تھے، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ یا مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ یا اس وقت دیوبند میں موجود دوسرے بزرگ، اُن علمائے لدھیانہ کے استاذ نہیں تھے، ہاں البتہ ان دونوں میں قدر مشترک حنفی المسلک ہونا تھی اور بس، اور یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ انہی علمائے لدھیانہ کے اہل خاندان اور ان کے نسبی وارثین کہتے ہیں، (دیکھیں : علماء لدھیانہ کے فرزند مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب "سب سے پہلا فتوائے تکفیر" صفحہ 28 اور اسی مصنف کی دوسری کتاب "تاریخ ختم نبوت"، صفحہ 150 اور ماہنامہ "ملّیہ" فیصل آباد، جنوری 2011ء صفحہ 13).

قوله:

"جس فتوے میں اتنی کمزوریاں ہوں، اس کی شرعی حیثیت کیا باقی رہتی

ہے؟ ان تمام کمزوریوں کے باوجود یہ فتویٰ اوّلین نہیں کیونکہ ان سے قبل علمائے اہل حدیث مرزا کو کافر کہہ چکے تھے، جیسا کہ مرزا کے ایک خط سے واضح ہوتا ہے" (صفحہ 18)

اقول:

ہمارے دوست آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ ان کا موقف آخر ہے کیا؟ کبھی وہ علمائے لدھیانہ کے زمانۂ تالیف "براہین احمدیہ" میں مرزا کے خلاف کسی بھی قسم کے فتوے کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں اور کبھی اسے "زبانی کلامی باتیں" کہتے ہیں، کبھی یہ سوال کرتے ہیں کہ دکھایا جائے کہ جس استفتاء کے جواب میں وہ فتویٰ دیا گیا وہ استفتاء کہاں ہے اور کیا تھا؟ کبھی وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فتویٰ پیش کیا جائے، کبھی وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ علمائے لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا، اور کبھی وہ اس فتوے کے وجود کو تسلیم کر کے اس میں اس طرح کیڑے نکالنا شروع ہو جاتے ہیں کہ اس فتوے کی شرعی حیثیت کچھ نہ تھی۔

مولانا خاور رشید بٹ صاحب! ذرا یہ بھی بتا دیں کہ آپ کے استاد محترم نے جو اب نواب صدیق حسن خان صاحب کا فتویٰ دریافت کر کے لایا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ وہ علمائے لدھیانہ سے بھی پہلے کا ہے اور جس میں مرزا کو "مدعی نبوت" بتا کر "کافر" کہا گیا ہے، اس فتوے کی شرعی حیثیت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

اور یہاں بھی جو آپ لکھ رہے ہیں کہ علمائے لدھیانہ کا "یہ فتویٰ اوّلین نہیں کیونکہ ان سے قبل علمائے اہل حدیث مرزا کو کافر کہہ چکے تھے"، یہ فرمائیں کہ ان علمائے اہل حدیث کے فتوے کی شرعی حیثیت کیا تھی؟ کیا جس وقت (آپ کے بقول) انہوں

نے مرزا کے کفر کا فتویٰ دیا، اس وقت یہ شرعی تھا؟ کیا واقعی "براہین احمدیہ" میں کوئی ایسی باتیں تھیں جن کی بنا پر نواب صدیق حسن خان صاحب اور آپ کے ان علمائے اہل حدیث نے مرزا کو کافر قرار دیا؟

پھر علمائے لدھیانہ نے جو فتویٰ دیا وہ ان کے نزدیک درست اور شرعی ہی تھا، اس کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کے لئے آپ کی تصدیق کی ضرورت نہیں، ہاں اگر آپ کو ان کا فتویٰ درست نہیں لگتا تو صراحت کے ساتھ یہ اعلان فرمادیں کہ "مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ میں کسی قسم کی کوئی کفریہ بات نہیں پائی جاتی، اور اس کتاب کی کسی بھی بات کی بنیاد پر اس کی تکفیر ہرگز جائز نہیں"، دیدہ باید.

باقی آپ نے جو ایک بار پھر لکھا ہے کہ:

"ان سے قبل علمائے اہل حدیث مرزا کو کافر کہہ چکے تھے، جیسا کہ مرزا کے ایک خط سے واضح ہوتا ہے"

تو یہ آپ کا واضح اقرار ہے کہ اس بات کے لئے آپ کے پاس مرزا کے خط کے علاوہ کوئی دلیل نہیں، اور یہ دلیل بھی آپ اس خط سے کشید کرتے ہیں، نہ آپ ایسا کوئی فتویٰ پیش کر سکے، نہ ہی ایسے کسی فتوے کا مولانا بٹالوی کو علم تھا، اور نہ ہی ان علماء میں سے خود کسی نے کہیں یہ دعویٰ کیا ہے کہ "سب سے پہلے مرزا کو کافر ہم نے قرار دیا تھا" اور نہ ہی مرزا قادیانی نے ان علماء کے بارے میں کہیں یہ لکھا ہے کہ "مجھ پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ ان علماء نے دیا تھا"، جبکہ علمائے لدھیانہ کے فتوے کا ذکر بٹالوی صاحب صراحت کے ساتھ کرتے ہیں، بلکہ اس فتوے پر تنقید لکھتے ہیں، نیز علمائے لدھیانہ بھی اپنے اس فتوے کا ذکر اپنے اشتہار نیز فتاویٰ قادریہ میں کرتے ہیں، اور اس بات کی تردید بٹالوی صاحب یا مرزا قادیانی میں سے کوئی نہیں کرتا، بلکہ مرزا قادیانی بھی صراحت کرتا ہے کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا تھا".

(لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

پھر اسی لیکچر میں مولانا بٹالوی والے فتوے کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا:

"میرا خیال ہے وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں.....الخ"

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 249–250)

بٹ صاحب! مرزا کے یہ دونوں بیان مورخہ 4 نومبر سنہ 1905ء کے ہیں، یعنی اس کے اس دنیا سے جانے سے تقریباً اڑھائی سال پہلے کے، وہ ان بیانات میں "سب سے اول فتویٰ" لدھیانہ کے چند مولویوں کا بتاتا ہے، اور بٹالوی صاحب والے فتوے کو "دوبارہ تجویز ہوا" کے الفاظ سے بیان کرتا ہے، اور لفظ "دوبارہ" کا مطلب "دوسری بار" ہوتا ہے، یعنی اس سے پہلے علمائے لدھیانہ کا فتویٰ تھا اور وہ اس کے اقرار کے مطابق بھی "سب سے اوّل" تھا.

ہم نے اپنی کتاب میں بھی عرض کیا تھا اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمیں مرزا قادیانی جیسے کذاب کے بیانات کی ضروت نہیں، ہمارا مقدمہ مولانا بٹالوی اور خود علمائے لدھیانہ کے ان بیانات سے ثابت شدہ ہے جن بیانات کی تردید نہ مولانا بٹالوی نے کی اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کی، حالانکہ علمائے لدھیانہ کا اشتہار مؤرخہ 29 شعبان 1308ھ جس میں انہوں نے اپنے 1301ھ والے فتوے کا بھی ذکر کیا اور اسی پر قائم رہنے کا بھی بتایا یہ

اشتہار تو شائع ہی مرزا قادیانی کے چیلنج کے جواب میں ہوا تھا (یہ مکمل اشتہار فتاویٰ قادریہ میں موجود ہے) اور اس اشتہار کے کچھ اقتباسات مولانا بٹالوی نے اپنے مرتب کردہ فتوے میں شائع کیے اور ان کی کسی بات کی بھی تردید نہیں کی، چونکہ آپ حضرات کے نزدیک مرزا قادیانی کے خطوط اور اس کی تحریرات سب سے زیادہ قابل اعتماد ہیں اس لئے ہم آپ کی خدمت میں مرزا قادیانی کے یہ بیانات بھی پیش کر دیتے ہیں تاکہ اتمام حجّت میں کوئی کمی نہ رہے، باقی آپ کو زبردستی کوئی بات منوانا ہمارے اختیار میں نہیں.

آپ حضرات بھی آج تک ان ناقابل تردید دلائل کی تردید نہیں کر سکے، نہ آپ نے آج تک مرزا قادیانی کے لیکچر لدھیانہ والے بیان کا کوئی جواب دیا ہے اور نہ ہی مولانا بٹالوی کی عبارات کا، ہاں یہ ضرور کیا کہ ان کے مرتب کردہ فتوے سے علمائے لدھیانہ کے اشتہار کا ذکر اور اس کے اقتباسات نکال دیے اور عجیب بات یہ ہے کہ آج تک نہ اس پر کوئی اعتذار شائع کیا اور نہ ہی آپ کو اپنے اس عمل پر کوئی پشیمانی ہے.

قوله:

"ہمارے بھائی علمائے دیوبند کو کیا ہو جاتا ہے کہ وہ اکابر پرستی میں اتنا آگے نکل جاتے ہیں کہ غلو کو باعثِ اجر و ثواب اور تاریخی حقائق بدلنا اپنا حق سمجھتے ہیں.."

(صفحہ 19)

اقول:

میرے بھائی! اگر آپ اکابر پرستی اسے کہہ رہے ہیں کہ ہم علمائے لدھیانہ کے بیانات کو سچ سمجھتے ہیں، تو اس میں غلو کیا ہے؟ انہوں نے جو اپنے اشتہار میں لکھا وہی تو آپ

کے اکابر نے بھی لکھا، کیا مولانا بٹالوی مرحوم آپ کے اکابر میں سے نہیں؟ ہم نے وہی تاریخی حقائق بیان کیے ہیں جو مولانا بٹالوی اور علمائے لدھیانہ نے بیان کیے، اور جس شخص کے بارے میں فتوے کی یہ بحثیں ہو رہی ہیں اس شخص یعنی مرزا قادیانی نے بھی ان بیانات کی ہی تصدیق کی، تو پھر بھی تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کا الزام ہم پر کیوں؟

کیا ہم نے اس وقت کی کسی تحریر کو نئی اشاعت کے وقت نکال باہر کیا؟ یا ہم نے کہیں اپنے الفاظ لکھ کر غلط بیانی کرتے ہوئے کسی کی طرف منسوب کر دیے؟ کیا ہم نے نواب صدیق حسن خان صاحب کی طرف یہ بات جھوٹ منسوب کی کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو زمانۂ تالیف براہین احمدیہ میں کافر قرار دیا؟ معاف کیجئے گا! ہمیں یہی گلہ آپ کے "مؤرخ ختم نبوت" ڈاکٹر سلیمان اظہر المعروف ڈاکٹر بہاء الدین صاحب اور آپ کے استاد محترم مولانا محمد داود اظہر صاحب سے ہے۔

قوله:

"نا معلوم ان حضرات کو ہم اہل حدیث سے کیا پرخاش ہے، ان کے کارناموں کا سہرا بھی خود پر سجانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں"۔

(صفحہ 22)

اقول:

چونکہ کچھ اسی طرح کی بات آپ کے استاد محترم نے بھی اپنے "الاعتصام" والے مضمون میں لکھی تھی، تو ہم نے اس مضمون پر کتابی صورت میں جو تبصرہ کیا تھا، وہی یہاں دوبارہ نقل کر دیتے ہیں، امید ہے آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

"مولانا! نہ آپ کے اسلاف پر کسی نے کوئی غلط الزام لگایا ہے اور نہ ہی

ان کی خدمات پر کسی نے ناجائز قبضہ کیا ہے، ہاں اتنی گزارش ضرور ہے کہ آپ اپنے اسلاف کو اسلاف سمجھیں، انہوں نے جو لکھا ہے اسے قبول کریں، ان کے بیانات کے مقابلے میں مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے بیانات کو "سچ" نہ کہیں، آپ کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے جو لکھا ہے اسے سچ سمجھیں اور اسے قبول کرنے سے ہچکچائیں نہیں، اور جو انہوں نے نہیں کہا اور نہیں لکھا وہ زبردستی ان کے ذمہ لگائیں نہیں، انہوں نے لکھا کہ 1301ھ میں صرف لدھیانہ کے چند علماء نے مرزا قادیانی پر فتوائے کفر لگایا تو آپ قبول کریں، انہوں نے لکھا کہ میرے فتوے سے پہلے بہت سے علماء عرب و عجم کا مرزا کی تکفیر و تفسیق پر اتفاق ہو چکا تھا تو اس میں شک نہ کریں، انہوں نے بعد میں بتایا کہ مرزا قادیانی نے واقعی براہین احمدیہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو اس بات کو تسلیم کریں، انہوں نے براہین احمدیہ کو "مجموعہ کفریات" لکھا تو مان لیں، انہوں نے اپنے فتوے میں یہ ذکر کیا کہ "علماء لدھیانہ نے مجھے ایک اشتہار بھیجا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم نے 1301ھ میں مرزا کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے" (اور آپ کے بقول یہ اشتہار لکھا ہی مولانا بٹالوی کی تحریک سے گیا تھا) تو اس بات کو بجائے چھپانے کے ظاہر کریں.

مولانا! ہم نے تو جو بھی کہا وہ آپ کے اسلاف کے حوالے سے کہا، ہمارے زیر بحث مسئلہ میں ہمارے مرکزی گواہ تو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ہیں، لیکن افسوس کہ آپ نے مرزا قادیانی کو اپنا گواہ بنایا اور

اسے "سچا" لکھا اور اس پر صحیح بخاری کا ایک حوالہ بھی دے دیا.

ہم نے آپ سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا جس سے آپ کے اسلاف کے کسی کارنامے پر کسی اور کا ناجائز قبضہ ماننا پڑے، ہاں اگر کوئی تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کی سعی کرے گا اور علماء لدھیانہ یا مولانا رحمت اللہ کیرانوی یا مولانا غلام دستگیر قصوری (رحمۃ اللہ علیہم) پر تبرا کرے گا تو ہمارا بھی حق ہے کہ ہم ان سب کا دفاع کریں کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس وقت دجال قادیان پر کفر کا فتویٰ دیا جب دوسرے ابھی شش و پنج میں تھے، اور اسی طرح اگر کوئی ثابت شدہ تاریخی حقائق کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی غلطی کی اصلاح کرنا بھی ہمارا استحقاق ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

ہمارے زیر بحث مسئلہ میں، ہم تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے 1892ء میں جو فتویٰ شائع کیا وہ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، انہوں نے بڑی محنت سے دور دراز کے اسفار کر کے یہ فتویٰ مرتب کیا، ہم نے تو کسی کے خاندان کو "تکفیری خاندان" نہیں کہا، ہم نے تو کسی پر "خارجی" کی پھبتی نہیں کسی، پھر کیا وجہ ہے آپ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ 1884ء میں مرزا کی تکفیر کرنے والے صرف اور صرف علماء لدھیانہ (پسران مولانا عبدالقادر) تھے؟، یہ بات تسلیم کرنے سے آپ کے مسلک پر کون سی زد پڑتی ہے، آپ کو کیوں اس بات پر غصہ آتا ہے جب یہ کہا جائے کہ علماء لدھیانہ نے مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے کی اشاعت سے نصف سال پہلے، مئی 1891ء میں باقاعدہ اشتہار شائع کیا تھا

جس میں مرزا قادیانی پر فتوائے کفر موجود تھا؟، یہ ماننے سے آپ کے اسلاف کا کون سا حق سلب ہوتا ہے؟.

(ہماری کتاب: "مرزا قادیانی کی اوّلین تکفیر اور تاریخ حقائق، صفحہ 219 تا 221)

قولہ:

"مرزا قادیانی کی تکفیر پر علمائے لدھیانہ کی جانب سے تحریری اشتہار 29 رمضان 1308ھ بموافق 8 مئی 1890ء کو شائع ہوا جس کی بنیاد پر علمائے دیوبند نے مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کے فتوائے تکفیر پر کلام کیا اور اوّلیت سمیٹنے کی کوشش کی جس کی تفصیل استاد محترم کے مضمون میں مل جائے گی، اس کے متعلق ہمارا موقف یہ ہے :

1) علمائے لدھیانہ نے بقول مرزا قادیانی یہ اشتہار مولانا محمد حسین بٹالوی کہنے پر شائع کیا جس کا انکار اس زمانے میں علمائے لدھیانہ نے کیا اور نہ ہی مولانا بٹالوی نے.

2) اس اشتہار سے تقریباً دس ماہ قبل اہل حدیث عالم مولانا محمد علی واعظ رحمہ اللہ نے مرزا کی تکفیر اپنی تقریر میں کر دی تھی.

3) اس اشتہار کی اندرونی ساخت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل ازیں مولانا بٹالوی کی ایسی تحریریں آچکی تھیں، جن میں مرزا قادیانی کی تکفیر تھی.

4) مولانا سعد اللہ لدھیانوی (اہل حدیث) نے بھی اس سے قبل تکفیر مرزا پر اشتہارات شائع کر دیے تھے.

5) مولانا عبد الحق غزنوی (اہل حدیث) کا اشتہار بھی ان سے پہلے کا

ہے.

6) مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولانا مشتاق احمد کے اشتہارات بھی علمائے لدھیانہ سے پہلے شائع ہو چکے تھے، لہٰذا اشتہار بازی میں بھی ان کی اوّلیت نہیں بنتی.

(صفحہ 24 تا25)

اقول :

مولانا خاور رشید بٹ صاحب نے طویل بیان میں ایک نہیں بلکہ ایک ساتھ بہت سے "لطیفے" سنا دیے ہیں، تو عرض ہے کہ اگر اس بات کی تفصیل آپ کے استاد محترم کے مضمون میں مل جائے گی تو ہم نے جو آپ کے استاد محترم کے "لطیفوں" کا پوسٹ مارٹم کیا تھا اس کی تفصیل بھی ہماری کتاب میں دو سال سے زیادہ عرصہ سے شائع شدہ ہے جس کو نہ آپ نے ہاتھ لگایا ہے، نہ آپ کے استاد محترم نے.

آپ کی حواس باختگی کا یہ عالم ہے کہ آپ نے لکھا ہے:

"مرزا قادیانی کی تکفیر پر علمائے لدھیانہ کی جانب سے تحریری اشتہار 29 رمضان 1308ھ بموافق 8 مئی 1890ء کو شائع ہوا.."

کیا واقعی یہ اشتہار "8 مئی 1890ء" کو شائع ہوا؟ یعنی مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتویٰ سے قریباً ڈیڑھ سال قبل؟ اپنے استاد محترم سے پوچھ لیں.

پھر آپ نے نہ جانے کس کس اشتہار کا تذکرہ کیا لیکن ایک اشتہار کا تذکرہ بھول گئے وہ بھی آپ کے استاد محترم کی تحقیق کے مطابق مولانا بٹالوی کے مرتب کردہ فتوے سے پہلے شائع ہو چکا تھا، اور وہ اشتہار تھا "مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ" کا، آپ

نے اگر استاد محترم کا مضمون پڑھا ہوتا تو اس میں یہ بھی لکھا ہے:

"ممکن ہے بعض حضرات کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ ابھی تک تو صرف میاں صاحب کا فتویٰ ہی مطبوع ہوا تھا، مولانا گنگوہی کا فتویٰ تو شائع نہیں ہوا تھا، تو ایسے حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ لدھیانوی خاندان کا مولانا گنگوہی پر یہ افترا ہے، حقیقت یہ ہے کہ متفقہ فتوے (یعنی مولانا بٹالوی والے فتوے۔ ناقل) سے قبل مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مرزا قادیانی کے کافر و دجال اور مفتری ہونے پر اشتہار شائع ہو چکا تھا جیسا کہ مرزا کی ایک عبارت اور مولانا گنگوہی کے ایک مکتوب مورخہ 27 ذوالقعدہ 1308ھ سے معلوم ہوتا ہے"۔

(الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 14)

تو سب سے پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کو "علمائے دیوبند" کے ساتھ کیا پرخاش ہے کہ آپ نے مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے اس اشتہار کا تذکرہ نہیں کیا؟

یہ تو تھیں دو ضمنی باتیں، اگرچہ ہم ان سب باتوں کا تفصیلی جواب اپنی کتاب میں دے چکے ہیں جس کو آپ نے چھوا تک نہیں، تاہم یہاں آپ کے لئے چند معروضات دوبارہ پیش کرتے ہیں۔

تو محترم! جہاں تک تعلق ہے علمائے لدھیانہ کے اشتہار کا، تو اس اشتہار کا ذکر مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے مرتب کردہ فتوے میں کیا، نہ صرف ذکر کیا بلکہ اس اشتہار سے چند اہم باتیں نقل بھی کر دیں (یہی وہی حصہ ہے جو بعد میں آپ حضرات نے مولانا بٹالوی کے فتوے سے نکال باہر کیا)، نیز یہ مکمل اشتہار علمائے لدھیانہ نے اپنے مرتب کردہ "فتاویٰ قادریہ" میں نقل بھی کیا ہوا ہے، اب ہمارا سوال ہے کہ جب مولانا بٹالوی نے یہ

اشتہار اپنے مرتب کردہ فتوے میں نقل کیا تو وہاں ایسی کوئی بات لکھی کہ" علمائے لدھیانہ نے جو اشتہار میرے کہنے پر شائع کیا تھا وہ بھیج دیا"؟ یا علمائے لدھیانہ نے کہیں یہ کہا کہ " ہم نے بٹالوی صاحب کے کہنے پر یہ اشتہار شائع کیا؟ معاف کیجئے گا! یہاں آپ "مسلکی تعصب" میں اس حد تک آگے چلے گئے کہ آپ نے مرزا قادیانی کے ایک جھوٹ کی بنیاد پر اور محض اپنے استاد محترم کی اندھی تقلید میں اتنا بڑا جھوٹ لکھ دیا؟

آپ کو چاہیے تھا کہ اگر آپ" غیر جانبدار مبصر" بننے ہی چلے تھے تو ہماری کتاب کا صفحہ 79 کھولتے وہاں پہلی سطر پر یہ عنوان ہے:

" کیا علماء لدھیانہ نے اپنا اشتہار مولانا بٹالوی کی تحریک سے شائع کیا؟"

لیکن آپ ٹھہرے" استاد پرست" (بروزن" اکابر پرست")، بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ جس کتاب کا جواب دینے سے آپ کے استاد محترم نے" امت کے وسیع تر مفاد میں" قلم روک لیا تھا، آپ اس کتاب کی کسی بات کا جواب دیتے۔

اب ہم ہماری عرض غور سے پڑھیں، آپ کے استاد محترم نے اپنے مضمون میں ایک جگہ لکھا تھا کہ:

> " جتنی دیر تک مولانا بٹالوی کے شائع کردہ فتوے سے قبل کسی اور کے شائع کردہ متفقہ فتوے کی کاپی پیش نہ کی جائے، اتنی دیر تک کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ بانی تکفیر مولانا بٹالوی نہیں، فقط کسی شخص کے دعوے کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، مجھے ادراک ہے کہ میرے اس مضمون سے کئی حضرات کو تکلیف ہوگی، لعن طعن اور نہیں معلوم کیا کچھ کہا جائے گا لیکن ہمارا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا جائے گا ان شاء اللہ".
>
> (الاعتصام، یکم تا 7 جنوری 2021، صفحہ 17)

میں چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ آپ کے استاد محترم کی یہی بات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ:

"جتنی دیر تک علمائے لدھیانہ کے مرزا قادیانی کے کافر و مرتد ہونے کی صراحت کے ساتھ شائع کردہ اشتہار سے قبل کسی اور کے اسی طرح کے شائع کردہ اشتہار کی کاپی پیش نہ کی جائے، اتنی دیر تک کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ سب سے پہلے شائع ہونے والا فتویٰ اور اشتہار علمائے لدھیانہ کا نہیں، فقط مرزا قادیانی کے کسی خط یا اس کے کسی جھوٹ کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا".

آپ کے استاد محترم نے تو یہاں تک غلط بیانی کی ہے کہ:

".... 29 رمضان 1308ھ کا فتویٰ بعد میں شایع ہوا، ان سے قبل مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریرات مرزا کے کافر ہونے پر آچکی تھیں جیسا کہ لدھیانوی اشتہار میں اعتراف ہے.."

(الاعتصام، 08 تا 14 جنوری 2021، صفحہ 27)

ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے تو مرزا کے ساتھ ہونے والی اپنی خط و کتابت تک کو شائع کیا ہوا ہے، آپ حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں، اشاعۃ السنہ کی فائلیں کھولیں اور مولانا بٹالوی مرحوم کی "تحریریں" نہیں بلکہ صرف ایک تحریر نکال کر لائیں جو علمائے لدھیانہ کے اشتہار 29 رمضان 1308ھ سے قبل شائع ہوئی ہو اور اس میں انہوں نے صریح طور پر مرزا کو کافر لکھا ہو، ہم تو یہ ثابت کر آئے ہیں کہ "مباحثہ لدھیانہ" کے دوران بھی بٹالوی صاحب مرزا کی صرف "تفسیق" ہی کرتے تھے۔

پھر یہاں بات "مرزا کی تکفیر پر مشتمل شائع ہونے والی تحریروں" کی ہو رہی

تھی، آپ نے بیچ میں یہ گرہ بھی لگادی کہ "اس اشتہار سے تقریباً دس ماہ قبل اہل حدیث عالم مولانا محمد علی واعظ نے مرزا کی تکفیر اپنی تقریر میں کردی تھی"، تو ہم آپ سے اس تقریر کی "ریکارڈنگ" پیش کرنے کا مطالبہ تو نہیں کریں گے، لیکن صرف یہ بتائیں گے یہ کام تو علمائے لدھیانہ 1884ء میں کر چکے تھے، جس کو مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں لکھ کر تاریخ میں سمو دیا، ہاں اگر واعظ صاحب نے کوئی تحریر یا فتویٰ لکھ کر شائع کیا ہو تو وہ پیش کیا جاتا۔

باقی آپ کے مطابق مولانا سعد اللہ اور مولانا عبد الحق غزنوی نے جو "اشتہارات" شائع کیے جب وہ دریافت ہوجائیں گے اور ان میں لکھی تحریر سامنے آئے گی تو ہی آپ کے دعویٰ پر غور کیا جاسکتا ہے، فی الحال تو آپ کا یہ دعویٰ مرزا قادیانی کذاب کے بہت بعد میں جمع کیے جانے والے خطوط پر ہی کھڑا ہے، اور وہ آپ کے استاد محترم کے اقرار کے مطابق "سیاسی مفاد" حاصل کرنے کے لئے اپنے مخالفین کی طرف جھوٹی باتیں بھی منسوب کردیا کرتا تھا۔

مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کا مرتب کردہ فتویٰ تو ثابت شدہ ہے کہ بٹالوی صاحب کے فتویٰ سے پہلے تیار ہو چکا تھا، البتہ اس کی اشاعت بعد میں ہوئی، لیکن آپ نے ان کے جس اشتہار کا ذکر کیا ہے تو جب تک ان کے اس اشتہار کی کاپی بھی نہ پیش جائے ہم اس پر کچھ نہیں کہہ سکتے، اسی طرح کا معاملہ مولانا مشتاق احمد کے اشتہار کا ہے۔

لہٰذا صرف آپ کے مفروضوں کی بنیاد پر ثابت شدہ حقائق کا انکار تعصب اور "میں نہ مانوں" کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔

❀❀❀

ہماری آخری گذارش

آخر میں اب ہمارا بھی ایک "لطیفہ" پڑھ لیں:

کسی صاحب کا باورچی بدنیت تھا، ایک روز صاحب نے اُس سے مرغ پکوایا، تو وہ پکے ہوئے مرغ کی ایک ٹانگ نکال کر کھا گیا، اس کے بعد اُس نے دسترخواں پر پکا ہوا مرغ رکھا جس میں ایک ہی ٹانگ تھی، صاحب نے باورچی سے پوچھا، مرغ کی دوسری ٹانگ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا، حضور یہ مرغ اُس نسل کا ہے جس کی ایک ہی ٹانگ ہوا کرتی ہے۔ صاحب نے ہرچند اُس کو دلائل سے سمجھایا اور قبولوانا چاہا، مگر وہ اپنی ہی رَٹ لگائے رہا۔ آخر میں صاحب مسکرا کر چُپ ہو گئے۔ اتفاق سے ایک روز باورچی کے ساتھ صاحب کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ مرغ اور مرغیاں دانہ چُگ رہی تھیں۔ حسبِ عادت ایک مرغا ایک ٹانگ سکوڑے ہوئے کھڑا تھا۔ باورچی نے موقع غنیمت جان کر اپنے قول کے ثبوت میں صاحب سے کہا، دیکھ لیجیے۔ یہ مرغ جو سامنے ہے ایک ہی ٹانگ سے کھڑا ہے۔ یہ بھی اُسی نسل کا مرغ ہے جس کی ایک ٹانگ ہی ہوتی ہے۔ صاحب اُس مرغ کے پاس گئے اور ہُش ہُش کرنے لگے۔ ہُش ہُش کی آواز سن کر مرغ دونوں ٹانگوں سے بھاگا۔ اُس وقت صاحب نے باورچی سے کہا۔ اب اس کی دو ٹانگیں کیوں کر ہو گئیں؟ باورچی نے کہا، کیا خوب اگر حضور اُس پکے ہوئے مرغ کے آگے بی ہُش ہُش کرتے، تو وہ بھی دونوں ٹانگیں نکال دیتا۔ غرض وہ اپنے قول سے نہ پھرا۔

ہم نے اگرچہ یہ سب کچھ اپنی فروری 2021 میں شائع ہونے والی کتاب میں

مفصل طور پر لکھ دیا تھا، لیکن آپ بھی بجائے ہماری کتاب کو ہاتھ لگانے اور اس میں اٹھائے گے سوالات کا جواب دینے کے "مرغ کی ایک ہی ٹانگ" کی رٹ لگائے ہوئے ہیں، اور آپ نے مرغ کی جو ٹانگ مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ فتوے سے چھپائی تھی اگرچہ وہ کب کی برآمد ہو چکی، لیکن مجال ہے آپ نے اپنی غلطی تسلیم کی ہو.

لہٰذا اب ہماری گذارش ہے کہ آپ سب سے پہلے یہ کام کریں کہ جس ادارہ نے 1986ء میں مولانا بٹالوی والا فتویٰ دوبارہ چھاپا تھا، یا تو وہ یہ فتویٰ اس حذف شدہ حصے کے ساتھ ایک بار پھر شائع کریں اور اگر یہ سردست ممکن نہ ہو تو کم از کم اپنے ہفت روزہ "الاعتصام" میں اس پر واضح اور صریح "اعتذار" شائع کریں اور اس اعتذار میں وہ پوری تحریر بھی نقل کریں جو اس تقریباً ڈیڑھ صفحے میں تھی جو آپ نے نئی طبع میں نکال دیا تھا (یا آپ کے استاد محترم کے بقول "سہواً" حذف ہو گیا تھا)، کیونکہ مولانا بٹالوی کا "اشاعۃ السنہ" ہر کسی کے پاس دستیاب نہیں، اور جیسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والوں نے فتاویٰ ختم نبوت جمع کرتے ہوئے اس نئی طبع پر اعتماد کیا اور دھوکہ کھایا، کوئی اور ایسا دھوکہ نہ کھائے.

آخر میں یہ بات بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس ضمیمے میں کئی عبارات اور حوالوں کا تکرار ہوا ہے، بلکہ اکثر حوالے تو ہم نے اپنی اصل کتاب میں نقل کر دیے تھے، انہیں پھر سے اس ضمیمے میں نقل کرنا پڑا، اس کا سبب ہمارے کرم فرماؤں کا اپنے انہی پرانے گھسے پٹے افسانوں اور کہانیوں کو شائع کرنا ہے جن کا جائزہ ہم اپنی شائع شدہ اصل کتاب میں لے چکے تھے.

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کو سمجھنے، اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائیں.

حافظ عُبید اللہ

اسلام آباد، 30 شوال المکرم 1444ھ/ 21 مئی 2023ء بروز اتوار.

"کادیانی (یعنی قادیانی. ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے"

(مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم، اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

"اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا..." .

(مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم، اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3و4)

"ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی. ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبد العزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبد القادر ہیں...." .

(مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم، اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا" .

(مرزا غلام احمد قادیانی، لیکچر لدھیانہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 249)

ورلڈ ختم نبوت فورم